ماہنامہ
یوتھ انٹرنیشنل
لاہور پاکستان

بلوچستان کی سیاست
آج بھی میرے ہاتھ میں ہے
سینیٹر میر نبی بخش زہری

پاکستان کے فرسودہ نظام سیاست میں عوامی امنگوں کے مطابق تبدیلی کی ضرورت ہے
معروف خاتون رہنما
سیدہ نیلوفر مہدی انٹرویو

گلوکارہ اداکارہ
شاہدہ منی
کے معاشقوں کی داستان

پنجاب کے وزیر اعلیٰ کا ہم ہر محاذ پر ڈٹ کر مقابلہ کریں گے
نوجوان سیاسی رہنما
چوہدری خالد جاوید گھرکی

بین الاقوامی نوجوان برادری کا واحد حقیقی ترجمان

ماہنامہ یوتھ انٹرنیشنل
MONTHLY YOUTH INTERNATIONAL
(URDU ENGLISH)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۵۰۳

جلد نمبر ا شمارہ نمبر ۱۱-۱۲ ماہ جنوری فروری ۱۹۹۰ء

ایڈیٹر انچیف
محمد صدیق القادری

سب ایڈیٹرز
تجمل حسین انجم
مس روبینہ قادری
غلام مرتضےٰ القادری

قلمی معاونین
ڈاکٹر صغیر کامران، غضنفر کاظمی،
چوھدری اسلم، مسز شہناز راشد

عکاسی
تبسم نوید، یامین صدیقی،
فرمان قریشی، صغیر احمد عادل

رپورٹرز
جاوید پاشا، منظر وحید،
توصیف القادری، محمد خان جاوید
مس خالدہ، طاھر شاہ

نمائندگان بیرون ملک
ایم عارف سلیمی (مغربی جرمنی)
سلطان احمد (سعودی عرب)

قانونی مشیر اقبال محمود اعوان (ایڈووکیٹ)

سرکولیشن مینجر
محمد مختار یاری

اس شمارے میں

نہلے پہ دہلا

اقبال حسین خٹک ایڈمنسٹریٹر پیپلز پروگرام پشاور

سیدہ نیلوفر مہدی سے خصوصی گفتگو

انجمن طلباء اسلام۔۔۔ کنونیشن کی رپورٹ

نوجوان سیاسی رہنما خالد جاوید گھمرگی کا انٹرویو

اداکارہ گلوکارہ شاہدہ منی کی داستان

پیرزادہ بنی الامین چیف آرگنائزر مسلم لیگ پشاور کی حقائق پر مبنی باتیں

ممتاز اداکارہ انجمن پہلے کیا تھی۔۔۔ اب کیا ہے

سینٹر میر نبی بخش زہری کا حالات حاضرہ پر مبنی انٹرویو

عوامی جمہوریہ چین کے وزیر اعظم لی پنگ کے دورہ پاکستان کی تفصیلی روداد

اس کے علاوہ

غزلیں، نظمیں، افسانے، آپ کے خطوط اور دیگر سلسلے

خط و کتابت کے لئے

ماہنامہ یوتھ انٹرنیشنل اردو انگلش
ایوان اوقاف بلڈنگ نزد ہائی کورٹ پوسٹ بکس نمبر ۲۳۳۶
جی پی او لاہور پاکستان، فون نمبر ۵۴۷۲۹

پبلشر محمد صدیق القادری نے ماہنامہ یوتھ انٹرنیشنل اردو انگلش جسارت پرنٹرز ۲۳ سرکلر روڈ لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ یوتھ انٹرنیشنل ایوان اوقاف بلڈنگ سے شائع کیا

اداریہ

متحدہ اپوزیشن کی پیش کردہ تحریک عدم اعتماد بالآخر ناکام ہو گئی۔ اس سے محسوس یہی ہوتا تھا کہ یہ تحریک کامیاب ہو جائے گی۔ حزب مخالف کے دعووں میاں نواز شریف کی خوش فہمی، جتوئی کے خوابوں کی تعبیر، چوہدری غفور اور چوہدری شجاعت کی بھاگ دوڑ، شیخ رشید کی لن ترانیوں اور دیگر سیاسی زعماؤں کی قلابازیوں کے علی الرغم جمہوریت پسند اور جمہوریت نواز حلقوں کی اکثریت نے اس تحریک کو ناپسندیدہ نگاہوں سے دیکھا۔ گو تحریک عدم اعتماد جمہوری عمل کا ایک حصہ ہے۔ مگر یہاں جس نیت کے تحت یہ تحریک پیش کی گئی اور اس تحریک کے پس منظر میں جو عزائم پوشیدہ تھے۔ وہ نہایت تشویشناک ہیں۔ اس کی ایک وجہ تو جمہوری حکومت کے بارے میں رائے عامہ خراب کرنا تھا۔ ثانیاً جمہوریت کو ملک میں ناکام بنانا تھا۔ ثالثاً عوام کو منتخب حکومت کے خلاف احتجاج پر مجبور کرنا تھا۔ رابعاً فوج کو مداخلت کی دعوت دینا خامساً صدر کو عوامی رائے عامہ کے تحت اس پر آمادہ کرنا کہ وہ اسمبلی توڑ دیں۔ آئین معطل کر دیں اور عبوری حکومتوں کے قیام کا اعلان کر دیں۔

دراصل اس وقت جو صورت حال ہے وہ یہ ہے کہ دونوں دھڑے باہم ایک دوسرے پر الزامات لگانے کے علاوہ کوئی تعمیری کام نہیں کر رہے ہیں۔ نہ تو ترقیاتی کام ہو رہے ہیں نہ قانون سازی کا کوئی کام ہو رہا ہے اور فریقین کے دوریز دونوں ہی سے دن بدن بددل ہوتے جا رہے ہیں۔ ملک میں نہ تو صنعتی ترقی ہو رہی ہے نہ ہی بے روزگاری کے سدباب کے لئے کچھ کیا جا رہا ہے ان حالات میں متحدہ اپوزیشن نے اپنے ووٹرز کو طفل تسلی دینے اور انہیں احتجاج اور سبوتاژ کی راہ پر چلانے کے لئے تحریک عدم اعتماد پیش کر دی اور اس دوران اراکین اسمبلی کی جس طرح کھلے بندوں خرید و فروخت ہوئی۔ ہماری مرکزی اور صوبائی حکومتوں سے التماس ہے کہ خدارا اس محاذ آرائی کو ترک کر دیں ملک و قوم کے وسیع تر مفاد میں افہام و تفہیم کا راستہ اپنائیں۔ اختلافات کو مذاکرات کی میز پر بیٹھ کر دور کریں۔ آئین کے تحت ایک دوسرے کے حقوق کو تسلیم کیا جائے اور احترام و تقدس کو ملحوظ رکھا جائے۔ اگر بحالیٔ جمہوریت کے لئے مختلف الخیال اور باہم متضاد نظریات کی حامل جماعتوں سے اتحاد ہو سکتا ہے۔ جمہوریت کو ناکام بنانے کے لئے اور فقط حصول اقتدار کے لئے اگر چھوٹی بڑی مختلف نظریات و خیالات پر مبنی جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو سکتی ہیں تو کیا وجہ ہے؟ کہ جمہوریت کی بقا کے لئے مرکز اور پنجاب میں اشتراک و تعاون نہیں ہو سکتا۔ ملک کی اندرونی صورت حال سندھ میں پائی جانے والی بے چینی، عدم تحفظ کا احساس اور بے یقینی کی کیفیت دم بدم شدید عوامی ردعمل کی طرف بڑھ رہی جا رہی ہے اور درحقیقت اپوزیشن کے رہنماؤں کی سوچ بھی یہی ہے کہ کسی طور عوام الناس کو بھڑکا کر پرتشدد احتجاج کا سلسلہ شروع کر دیا جائے۔ مرکزی حکومت کی معاملہ فہمی، تحمل اور بردباری نے ابھی انہیں کوئی موقع فراہم نہیں کیا۔ لیکن لمحہ بہ لمحہ بدلتی ہوئی صورت حال اور عوام کی بدلتی ہوئی رائے اب اس امر کی شدید متقاضی ہے کہ عوامی نمائندے عوامی سطح پر آ کر عوامی مسائل کے حل کے لئے محاذ آرائی ترک کر دیں اور ایک دوسرے کی جانب تعاون اور خیرسگالی کا ہاتھ بڑھائیں۔

یوتھ

نہلے پہ دہلا

- وفاقی کابینہ کے ارکان نے وزیراعظم کو استعفے پیش کر دیئے۔ ———— (ایک خبر)
  جا میں آپ سے ناراض ہوں۔
- اپوزیشن نے ۱۰۹ دستخطوں سے نئی تحریک عدم اعتماد تیار کر لی۔ ———— (ایک خبر)
  شرم تم کو مگر نہیں آتی۔
- پیپلز پارٹی قومی اسمبلی میں تو دھاندلی سے جیت گئی ہے لیکن عوامی الیکشن ہار گئی ہے۔ ———— (میاں نواز شریف)
  پیپلز پارٹی عوامی الیکشن جیت کر ہی اسمبلی میں آئی ہے۔
- وزیراعظم مزید دس وزیر لینے کے چکر میں ہیں۔ ———— (اقبال احمد خاں)
  آپ کا نام ان میں شامل نہیں ہے۔
- اسمبلی ٹوٹے گی، نہ مارشل لا لگے گا، جمہوری طریقے سے مثبت تبدیلی آئے گی۔ ———— (میاں نواز شریف)
  کہاں؟ پنجاب میں؟
- لوگ ہمیں کرائے پر مکان دینے سے ڈرتے ہیں۔ ———— (اعجاز الحق)
  اس میں لوگوں کا قصور نہیں وہ آپ کے ماضی اور حال سے واقف ہیں۔
- اپوزیشن میں اعتدال پسندوں سے رابطہ کر رہے ہیں۔ ———— (وزیراعظم)
  اپوزیشن میں اعتدال پسند موجود ہیں! حیرت ہے۔
- صرف ڈیسک بجانے ایوان میں نہیں گئے۔ ———— (اراکین سے خطاب)
  ایوان میں طبلے سارنگی رکھنے کا بل پیش کریں۔
- پنجاب کے عوام نے چیکوں اور جھوٹے وعدوں کی سیاست کو مسترد کر دیا ہے۔ ———— (متعدد صوبائی وزراء کا بیان)
  اور آپ کے لئے میدان کھلا چھوڑ دیا ہے۔
- جمہوری شعور پیدا ہو جائے تو ملک میں کوئی آمر کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ———— (وزیراعظم)
  تحریک عدم اعتماد شعور کے فقدان ہی کا نتیجہ تھی۔
- پنجاب میں چادر اور چار دیواری کا تحفظ افسانہ بن چکا ہے۔ ———— (اپوزیشن ارکان اسمبلی پنجاب)
  آپ تحفظ کی بات کرتے ہیں یہاں تو چادر اور چار دیواری بھی افسانوی باتیں ہیں۔
- نفرتوں نے چیلنج اور غلط فہمیوں نے فاصلے پیدا کر دیئے ہیں۔ انشاء اللہ مسائل پر قابو پا لیں گے۔ ———— (صدر غلام اسحٰق)
  آپ کے منہ میں گھی شکر لیکن کب؟
- نواز شریف نے لاہور پہنچ کر معمول کی مصروفیات شروع کر دیں۔ ———— (ایک خبر)
  موصوف لاہور سے باہر بھی معمول کی مصروفیات ہی کے سلسلے میں جاتے ہیں۔
- ایم کیو ایم سندھ کے مسئلہ پر پیپلز پارٹی کو بلیک میل کر رہی تھی۔ ———— (یوسف رضا گیلانی)
  اب پنجاب کے مسئلے پر پنجاب حکومت کو بلیک میل کرے گی۔

- مسلم ثقافت کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ________ (نواز شریف)
مگر آپ مسلسل کر رہے ہیں۔
- پنجاب کے حقوق پر سودے بازی نہیں ہوگی۔ اپنے وسائل بھارت کے حوالے نہیں کریں گے۔ ________ (نواز شریف)
اپنا آپ امریکہ کے حوالے کر دیں گے۔
- پنجابی پختون اتحاد جرائم پیشہ افراد کا گروہ ہے۔ ________ (طارق عظیم)
ایم کیو ایم کے بارے میں کیا خیال ہے۔
- وزیر اعظم حلف دیں کہ انہوں نے کسی رکن اسمبلی کو پیسہ نہیں دیا۔ ________ (غلام مصطفےٰ جتوئی)
یہ حلف میاں نواز شریف اور چودھری شجاعت حسین سے بھی لیں۔
- مخالفین پاکستان کو اٹھا کر بحیرہ عرب میں پھینک دیں گے۔ ________ (میاں شہباز شریف)
اس نیک کام کا آغاز متحدہ اپوزیشن سے کریں۔
- محاسبے کا آغاز بھٹو خاندان سے ہوگا۔ ________ (غلام مصطفےٰ جتوئی)
واہ ری خوش فہمی۔
- اختیارات کی کش مکش کے نتیجے میں وزیر اعظم سیکرٹریٹ میں گروپ بن گئے تھے۔ ________ (ایک خبر)
تھے سے کیا مراد۔ اب نہیں ہیں کیا؟
- پنجاب کے سوسے زائد پولیس انسپکٹر محکمہ کے خلاف قانونی کارروائی کریں گے۔ ________ (ایک خبر)
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ۔
- ڈاکو وزراء کے ہاں پناہ لیں، وزراء ڈاکوؤں کو چھڑوائیں تو امن کیسے قائم ہو۔ ________ (الطاف حسین)
کند باہم جنس پرواز کبوتر با کبوتر باز با باز
- عوام پنجاب حکومت کے خلاف عدم اعتماد کی راہ میں دیوار بن جائیں گے۔ ________ (میاں نواز شریف)
یہ دیوار بھی عوام ہی گرائیں گے۔
- عدم اعتماد کی کامیابی کی صورت میں بے نظیر کو گرفتار کرنے کا پروگرام نہیں تھا۔ ________ (میاں نواز شریف)
نظر بند کرنے کا ہوگا؟
- ہم عدالت میں نہیں جائیں گے۔ ________ (اکبر بگٹی)
عدالت ثبوت مانگتی ہے۔
- قائد اعظم نے مخالفین کا موقف خندہ پیشانی سے برداشت کرنے کی تلقین کی تھی۔ ________ (افتخار گیلانی)
یہ تلقین آپ کے لئے بھی تھی۔
- مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن اور انجمن طلباء اسلام نے باہم محاذ آرائی ختم کر دی۔ ________ (ایک خبر)
متحد ہو کر دیگر تنظیموں سے محاذ آرائی جاری رہے گی۔
- جئے سندھ کی طرف سے "جیل بھرو" تحریک کا آغاز۔ ________ (ایک خبر)
آپ کو "پیٹ بھرو" تحریک شروع کرنے کی بھی اجازت ہے۔
- کھر کی حمایت کے بارے میں دو تین روز میں اپنی پوزیشن واضح کر دوں گا۔ ________ (مخدوم الطاف)
پوزیشن واضح کریں گے یا پالیسی وضع کریں گے۔

محب وطن، انسان دوست شخصیت اقبال حسین خٹک

ایڈمنسٹریٹر پیپلز پروگرام پشاور کی یوتھ انٹرنیشنل کیساتھ خصوصی گفتگو

صفحہ ہستی پر شعبہ ہائے زندگی میں کچھ ایسی شخصیات ہیں جو اپنے عزم کی بدولت ملکی وقار میں اضافہ کا باعث بنتے ہیں۔ انہی لوگوں میں جناب اقبال حسین خٹک کی انسان دوست شخصیت بھی شامل ہے۔

آپ پُرجوش شعلہ نوا مقرر ہیں۔ غریب، مفلس، نادار لوگوں کی بے لوث خدمت آپ کی زندگی کا مطمع نظر ہے۔ اپنے اس مشن کو تقویت دینے کے لئے خٹک صاحب شب و روز تگ و دو کر رہے ہیں اور اسی تگ و دو کا نتیجہ ہے کہ آپ وسیع حلقہ اثر کے مالک ہیں۔ متعدد سماجی، ادبی اور ثقافتی تنظیموں کے سرپرست ہیں۔ پیپلز پارٹی پشاور ڈسٹرکٹ کے صدر، پیپلز پروگرام کے ایڈمنسٹریٹر، لائنز انٹرنیشنل کلب کے زونل چیئرمین اور اپنے آباؤاجداد کی معروف تعمیراتی فرم کے چیف ایگزیکٹو کے فرائض نہایت احسن طریقے سے سرانجام دے رہے ہیں۔ ذیل میں ہم ان کے خیالات سے اپنے قارئین کو مستفید کرتے ہیں۔

جب ہم طے شدہ پروگرام کے مطابق انٹرویو کے لئے اقبال حسین خٹک صاحب کے آفس پہنچے تو خٹک صاحب نے پختونوں کے روایتی انداز میں پرتپاک خیر مقدم کیا۔ کمرے میں لوگوں کی بہت بڑی تعداد موجود تھی جو مختلف کام کروانے کے لئے آئے تھے۔ خٹک صاحب انتہائی دوستانہ ماحول میں ہلکے ساتھ گفتگو بھی کر رہے تھے اور ساتھ ساتھ لوگوں کی درخواستوں پر احکامات بھی دے رہے تھے۔ ہم تجسس سے یہ خوبصورت منظر دیکھ رہے تھے۔ اپنے مخصوص لیڈرانہ انداز، مسحور کن مسکراہٹ کے ساتھ مخاطب ہو گئے۔ صدیق القادری صاحب لوگوں کا یہ سلسلہ تو ایسے ہی جاری رہے گا۔ ہم بات چیت کا آغاز کرتے ہیں۔ خٹک صاحب کو سننے کے لئے دیگر لوگ فوراً خاموش ہو گئے۔ بڑی عقیدت و احترام سے گفتگو کو توجہ سے سنتے رہے۔

محترمہ فاطمہ جناح نے میرا مطالبہ مان لیا

اقبال حسین خٹک بھی بڑے کمال کے آدمی ہیں۔ اپنی زندگی کے تمام پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈال رہے ہیں۔ ہر سوال پر قائل کرتے جا رہے ہیں۔ ہمیں اختلاف کا موقع ہی نہیں دیتے۔ دل ہی دل میں سوچا واقعی لاجواب شخص نکلے ہر سوال پر ہمیں مطمئن کیا بلکہ اپنے موقف کے حق میں اس طرح دلائل دیتے کہ ہم بھی لاجواب ہو گئے۔ ایک سوال کے جواب میں زندگی کے بارے میں بتایا کہ میرا آبائی گاؤں ڈاک اسماعیل چراٹ ہے جہاں میں پیدا ہوا۔ میرا خٹک قبیلے سے تعلق ہے۔ شروع سے تعلیم برن ہائی سکول ایبٹ آباد سے حاصل کی۔ بی اے اسلامیہ کالج پشاور سے کیا۔ ۶۲-۱۹۶۱ء میں اسلامیہ کالج پشاور کی خیبر یونین کا صدر منتخب ہوا۔ میرے دورِ صدارت میں یونین کی غیر نصابی سرگرمیاں نمایاں رہیں۔ سوشل فنکشنز بہت زیادہ ہوئے۔ ڈی بیٹنگ سوسائٹی کے زیر اہتمام اردو، انگلش زبان میں تقریری مقابلے مباحثے وغیرہ کثیر تعداد میں ہوئے۔ میں کالج میں بہترین مقرر سمجھا جاتا تھا۔ میں نے آل پاکستان ڈی بیٹنگ کے کئی مقابلے جیتے اول انعامات حاصل کئے۔ کالج لائف میں صوبہ سرحد کی طرف سے کرکٹ بھی کھیلتا رہا اب بھی کرکٹ میں بہت زیادہ دلچسپی ہے۔ اپنے زمانہ طالب علمی کے متعلق ہمارے سوال پر بتایا جب میں کالج یونین

پیپلز پارٹی کی جڑیں چاروں صوبوں میں ہیں

کا صدر تھا۔ میں نے ایک روز اخبار میں پڑھا کہ قائداعظم نے اپنے وصیت نامے میں پشاور یونیورسٹی کے لئے کچھ رقم رکھی ہوئی تھی۔ اخبار سے تراشا تار کر میں نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کر کے سیدھا محترمہ فاطمہ جناح کے پاس پہنچا جو ان دنوں سیزن گزارنے کے لئے ایبٹ آباد میں آئی ہوئی تھیں۔ میں نے فاطمہ جناح سے قائداعظم کی وصیت کے مطابق مطالبہ کیا جو انہوں نے مان لیا اور ہمیں وہ رقم فراہم کر دی جس رقم سے ہم نے قائداعظم کامرس کالج پشاور یونیورسٹی کا سنگِ بنیاد رکھا۔ یہ رقم ساڑھے چار لاکھ روپے تھی۔ بی اے کے بعد میں نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے امتیازی حیثیت سے پاس کیا۔ تعلیم کے بعد گندھارا انڈسٹریز کراچی میں سیلز ایگزیکٹیو کی حیثیت سے دو سال تک ملازمت کی۔ ۱۹۶۷ء سے اپنے اجداد کی کاروباری تعمیراتی فرم شاہ زمان پرائیویٹ لمیٹڈ میں بحیثیت چیف ایگزیکٹو کام کر رہا ہوں۔

۱۹۷۸ء میں بلدیاتی الیکشن میں حصہ لیا۔ پہلی مرتبہ ڈسٹرکٹ کونسل پشاور کا ممبر منتخب ہوا ۱۹۸۶ء میں دوبارہ ضلع کونسل کا ممبر منتخب ہوا اپریل ۱۹۸۶ء میں تمام سیاسی جماعتوں کے منشور کا مطالعہ کیا۔ صوبہ سرحد میں اپنے دوستوں اور ساتھیوں سے صلاح مشورہ لیا تو میں اس نتیجے پر پہنچا کہ پیپلز پارٹی ملک کی واحد پارٹی ہے جس کے منشور میں عوامی خدمت ہے۔ اس کی جڑیں نہ صرف چاروں صوبوں میں ہیں بلکہ پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ میں نے زمانہ طالب علمی کی سیاست سے لے کر ڈسٹرکٹ کونسل کی سیاست تک صرف اور صرف یہ محسوس کیا کہ سیاست عوامی خدمت ہے۔ آفتاب احمد خان شیرپاؤ سے ہمارے بہت پرانے خاندانی تعلقات تھے اور میں بھٹو صاحب کی انقلابی عوامی شخصیت سے متاثر ہو کر مارشل لاء دور میں جب جنرل ضیاء کا سورج آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا پارٹی کے بعض رہنما اپنی وابستگیاں نبھا رہے تھے پیپلز پارٹی میں شمولیت کا اعلان کیا۔

۱۹۸۸ء میں پارٹی نے حلقہ نمبر ۹ پی پی ایف ۹ چارسدہ سے صوبائی اسمبلی کا ٹکٹ دیا اور میرا مقابلہ ضیاء کے فرزند کے ساتھ تھا۔ تین ہزار دو سو ووٹوں سے مجھے شکست ہوئی

لوٹ کھسوٹ کا ذریعہ بنایا ہوا ہے جیسے روز اینڈ ریگولیشن آئے طریقہ کار بنا اس سے عوام اور مخالفین کو معلوم ہو گیا پیپلز پروگرام کے تحت ایک پیسے کو بھی آگے پیچھے نہیں کیا جا سکتا اس پروگرام میں زیادہ سے زیادہ عوام کی شمولیت ہے۔ پارٹی کے ورکروں اور عہدے داروں کی ذمہ داری صرف اس حد تک ہے کہ وہ عوام سے رابطہ کر کے ان کے بنیادی مسائل اور تکالیف کے بارے میں معلومات حاصل کریں اور یہی معلومات پیپلز پروگرام کے ایڈمنسٹریٹر تک پہنچائیں یہ تمام سہولتیں یا تکالیف ڈسٹرکٹ کمیٹی کے سامنے پیش کی جاتی ہیں ڈسٹرکٹ

سیاسی محاذ آرائی سے عوامی مسائل حل نہیں ہوں گے

مارچ ۱۹۸۹ء میں پشاور ڈسٹرکٹ کا صدر منتخب ہوا اور ساتھ ہی ساتھ ایڈمنسٹریٹر پیپلز پروگرام بھی منتخب ہوا۔ مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ پیپلز پروگرام کا پہلا افتتاح سینیئر وفاقی وزیر بیگم نصرت بھٹو صاحبہ نے ہمارے ضلع سے کیا۔ میں لائنز انٹرنیشنل کلب پشاور کا مسلسل تین سال سے صدر منتخب ہوتا آ رہا ہوں یہ ایک سوشل ورکنگ کے لئے بہبودی ادارہ ہے۔ جس کے تحت ایک ڈسپنسری کوہاٹی گیٹ میں چلائی جا رہی ہے جس میں مریضوں کو مفت ادویات مہیا کی جا رہی ہیں۔ یہ ایک بین الاقوامی ادارہ ہے۔ پوری دنیا میں ۲۵ ہزار کلبیں کام کر رہی ہیں اس کا ہیڈ آفس امریکہ میں ہے۔

پیپلز پروگرام کی افادیت پر روشنی ڈالتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پیپلز پروگرام کا مطلب ہے عوام کو دنیاوی بنیادی سہولتیں فراہم کریں۔ اس سے قبل جو بھی حکومت آئی وہ پہلے اے ڈی پی بناتی تھی پھر اے ڈی سی پی پر بحث ہوتی تھی جس سے کاموں میں بڑی تاخیر ہوتی تھی اور وقت بہت ضائع ہو جاتا تھا ہماری موجودہ عوامی حکومت نے پیپلز پروگرام کے نام سے ایسا حل نکالا ہے کہ عوام کو بنیادی سہولتیں براہ راست عوام کی فلاح و بہبود کے لئے تیز رفتاری سے فراہم کریں۔ ابتداء میں مخالفین اور دوگروں کا تاثر تھا یہ پروگرام پیپلز پارٹی نے اپنے ورکروں کے لئے

کمیٹی میں جہاں ایڈمنسٹریٹر چیئرمین ہوتا ہے وہاں ان سکیموں اور تکالیف پر عوام کے منتخب نمائندوں کی موجودگی میں کھلم کھلا بحث و مباحثہ ہوتا ہے اس کے بعد جو سکیمیں پاس کی جاتی ہیں ان سکیموں کا باقاعدہ پی سی ورک بنتا ہے۔ ایسٹیمیٹ متعلقہ محکموں کے ساتھ ڈسکس ہوتا ہے اس کے بعد سکیم کو متعلقہ محکمے کے ذریعے کروایا جاتا ہے۔ اخبار میں باقاعدہ ٹنڈر آتے ہیں۔ ہر صوبے میں ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل لوکل گورنمنٹ وفاقی حکومت کی طرف سے ہوتا ہے۔ مختلف کاموں کے فنڈ مہیا کرتا ہے ایڈمنسٹریٹر پیچھے باقاعدہ آڈٹ بھیجا ہوتا ہے جو تمام کاموں کی کور ٹ کرتا ہے۔

پیپلز پروگرام کے تحت واٹر سپلائی، سڑکیں، آب نوشی کی سکیمیں تعلیمی اور صحت پر کام کر رہے ہیں ہمارا پشاور ڈسٹرکٹ پاکستان کا دوسرا بڑا ڈسٹرکٹ ہے۔ فی نشست قومی اسمبلی ۷۷ لاکھ روپے ملے ہیں قومی اسمبلی کی چار نشستیں ہیں اس حساب سے ۸۸-۱۹۸۹ء کے لئے ۲ کروڑ ۲۸ لاکھ روپے ملے تھے۔ ۹۰-۱۹۸۹ء کے لئے کل پانچ کروڑ روپے ملے ہیں۔ ہمارے ڈسٹرکٹ میں اس وقت ۱۷۸ اسکیموں پر کام شروع ہے۔ جن کی لاگت چار کروڑ ۵۰ لاکھ روپے بنتی ہے۔ ہماری ذاتی کوشش یہ ہے کہ ہم زیادہ تر رقم تعلیم پر خرچ کریں۔ اس لئے کہ ہمارے علاقے میں

باقی صفحہ ۱۴ پر

معروف سیاسی و سماجی شخصیت سیدہ نیلوفر مہدی

سے ایڈیٹر انچیف کی گفتگو

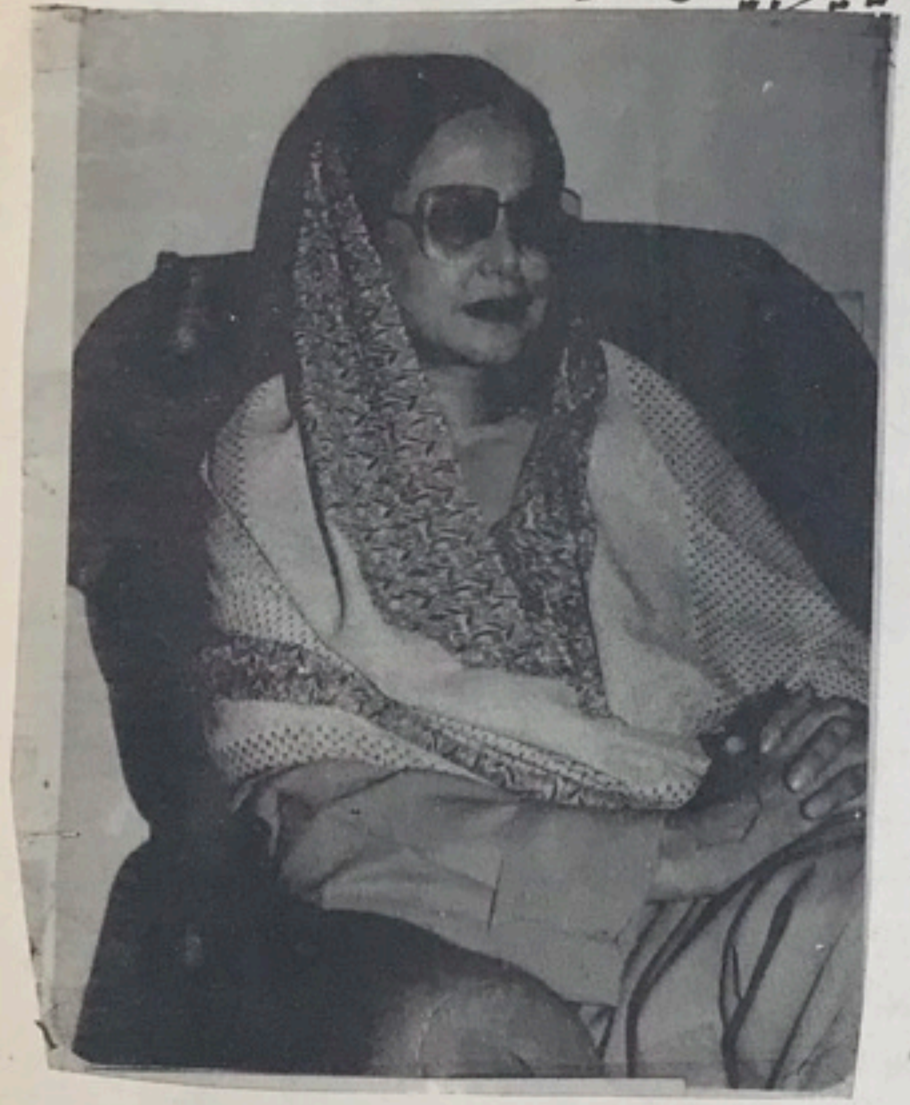

سیدہ نیلوفر مہدی ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ روشن خیال پُرکشش خاتون ہیں۔ سماجی، سیاسی اور عوامی کاموں میں بہت دلچسپی رکھتی ہیں شب و روز اپنے حلقے کے لوگوں کے مسائل حل کروانے میں دیوانہ وار معروف رہتی ہیں۔ ملکی اور بین الاقوامی سیاست سے بھی گہرا شغف ہے۔ آپ کے خاندان کو پاکستان بھر میں بڑی عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ آپ سید مرتضیٰ علی شاہ جیسی نامی گرامی ہستی کی پوتی اور سید واجد علی شاہ جیسے معروف صنعت کار کی بیٹی ہیں ڈاکٹر سید ہاشم علی جیسے بڑے سائنسدان کی بیوی ہیں گویا خاندانی پسِ منظر ہی کی وجہ سے سیاسی و سماجی میدان کو محترمہ سیدہ نیلوفر مہدی نے اپنے لئے پسند کیا ہے۔ منفرد سیاسی سوچ کے ناطے جماعتی انتخابات میں بحیثیت آزاد امیدوار بھرپور حصہ لیا آج کل آپ ڈسٹرکٹ کونسل تصور کی منتخب رکن ہیں۔ اپنے قارئین کی دلچسپی کے لئے خاتون رہنما کا انٹرویو شائع کر رہے ہیں۔

امید ہے قارئین پسند کریں گے

سوال! بی بی! سب سے پہلے تو آپ اپنے تعلیمی کیریئر کے بارے میں ہمارے قارئین کو کچھ بتلائیے؟

جواب: بنیادی تعلیم میں نے پاکستان ہی میں حاصل کی۔ آنرز کرنے کے بعد آکسفورڈ یونیورسٹی سے ایم اے کیا۔ آج کل "پاکستان کی خارجہ پالیسی ۱۹۷۱ء سے ۱۹۸۱ء تک" کے موضوع پر مقالہ لکھ رہی ہوں۔

سوال! دورانِ تعلیم آپ کی غیر نصابی سرگرمیاں کیا رہی ہیں؟

جواب: پاکستان میں زمانہ طالب علمی کے دوران تو میں نے ایک بہت بھرپور زندگی گزاری۔ اور بے شمار کھیلوں میں حصہ لیا۔ جن میں ٹینس۔ باسکٹ بال۔ بیڈمنٹن سرِفہرست ہیں۔ میں اپنے کالج کی بہترین مقرر بھی رہی ہوں۔ اور کینرڈ کالج ڈیبیٹنگ یونین کی صدر بھی رہی ہوں۔ اس کے علاوہ میں واحد لڑکی تھی جو گھڑسواری کرتی تھی۔ اور باقاعدہ شاہسواروں سے مقابلہ کیا کرتی تھی۔ لیکن آکسفورڈ میں وقت کی کمی کے باعث سپورٹس میں حصہ نہ لے سکی۔ مگر چھٹیوں کے دوران سیر و سیاحت ضرور کی اور اس دوران میں نے امریکہ اور یورپ کے بیشتر ممالک کو قریب سے دیکھا۔ اُن کی معیشت کا گہرا مشاہدہ کیا۔ اور سیاست اور اقتصادیات کی طالبعلم ہونے کے ناطے ان کے سیاسی نظام اور ارتقاء کا بھی بغور جائزہ لیا۔

سوال! آپ نے آکسفورڈ میں قیام کے دوران پاکستانی اور اُن ممالک کے طلباء کے مابین کوئی فرق محسوس کیا۔ آپ کے نزدیک اُن کے اور ہمارے نظامِ تعلیم میں کیا اور کیسی تبدیلیاں لانے کی ضرورت ہے؟

جواب: ہماری زمین دانش بینش اور ذہانت کے معاملے میں بہت زرخیز ہے اور پاکستانی طالب علم کسی بھی لحاظ سے اُن لوگوں سے کمتر نہیں ہیں۔ اِن میں قابلیت اور صلاحیت

موجود ہے۔ مگر کوئی ایسا کاریگر نہیں ہے۔ جوان ناتراشیدہ ہیروں کو تراش کر کوئی اچھی صورت دے سکے۔ اور پھر ہمارے نظامِ تعلیم میں موجود خامیاں جو کہ روزِ اوّل سے ہیں اور نیوز موجود ہیں۔ اُن پر خاصی توجّہ کی ضرورت ہے۔ ایک اہم چیز ہمارے تعلیمی اداروں میں بیرونی عناصر اور سیاسی لیڈروں کی مداخلت ہے۔ جس کی وجہ سے ہمارا طالبِ علم دن بدن حصولِ تعلیم کے اصل مقاصد سے دور ہوتا جا رہا ہے۔

ہماری ایک خامی یہ ہے کہ ہم لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں۔ تحقیق کا جذبہ ہمارے اندر نہیں ہے۔ اور جب تک تحقیق و جستجو، فکر اور آگہی کو عام نہیں کیا جاتا۔ ہم ترقی کا تصور نہیں کر سکتے۔ اور یہ باتیں یورپ اور امریکہ میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ اور روز افزوں اُن کا دائرہ وسیع ہوتا جا رہا ہے اور ہمارے ہاں بھی اس کی ابتدا بھی نہیں ہوئی ہے۔

سوال: معیارِ تعلیم کو بین الاقوامی معیار تک لانے کے لئے کن اقدامات کی ضرورت ہے؟

جواب: اس نظام کو بین الاقوامی معیار تک لانا ناممکن ہرگز نہیں ہے۔ ہاں مشکل ضرور ہے۔ تھوڑی دشواری ضرور پیش آئے گی مگر جذبۂ خدمت اور جہاد کے تحت اگر کام کیا جائے تو بہت جلد انقلابی تبدیلیاں ممکن ہیں۔ ہمارے ہاں ایسے اساتذہ کی کمی ہے جو طلباء میں تحقیق کی جستجو پیدا کریں اور اسے چیلنج سمجھتے ہوئے قبول کریں۔

یہاں اگر کوئی طالبِ علم ذہنی قابلیت اور عملی صلاحیت رکھتا بھی ہے تو رشوت سفارش اُس کے راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ نااہل اور نالائق لوگ آگے نکل جاتے ہیں۔ اور یہ ناانصافی اُس کی خداداد صلاحیتوں کو ناکارہ کر دیتی ہے۔ اور وہ احساسِ محرومی کا شکار ہو کر تاریکی اور گمنامی میں کھو جاتا ہے۔

سوال: دیگر شعبوں کی طرح سیاست بھی اب تجارت اور صنعت کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ اور اس میں جرائم پیشہ افراد کا عمل دخل بہت زیادہ ہے۔ اس کارزار میں شریف آدمی کا آنا ناممکن ہے۔ تو آپ نے ایک عورت ہوتے ہوئے کس طرح اتنی ہمت اور جرأت کا مظاہرہ کیا اور کونسے محرکات تھے جو آپ کو اس میدانِ خارزار میں لے آئے؟

جواب: سیاسی صورتحال جو ہمارے ہاں ہے وہ واقعتاً بہت دگرگوں ہے۔ خواہ وہ حزبِ مخالف ہو یا حزبِ اقتدار۔ فریقین میں اپنے مفادات کی جنگ جاری ہے حصولِ اقتدار ہی ان کا مقصد ہے۔ اور طاقت کے حصول کے بعد پھر شخصیات کا آپس میں ٹکراؤ اور کرسی کے لیے جنگ اور اس کے لئے ہر جائز ناجائز ہتھکنڈے کا استعمال آئین کی پامالی قانون شکنی، طاقت کا مظاہرہ لوٹ کھسوٹ سیاسی رشوت چور بازاری جرائم پیشہ اور غنڈہ گرد عناصر کی سرپرستی۔ یہ سب ہماری سیاست کا جزو لاینفک ہے۔ اب ان حالات میں اگر یہ سوچا جائے کہ اس کی اصلاح ناممکن ہے۔ اور وہ فقط ان لوگوں کے ڈر اور خوف کی وجہ سے اور پھر اس کے لئے کوشش بالکل ترک کر دی جائیں تو یہ نظام کبھی سُدھرے گا نہیں بلکہ دن بدن تنزل کا شکار ہوتا چلا جائے گا۔ اور وہ جو تھوڑا بہت اخلاق مروّت شائستگی کا عنصر اس میں پایا جاتا ہے۔ وہ بھی ختم ہو جائے گا۔ اور سیاسی بساط پر غنڈہ گرد اور جرائم پیشہ حضرات کی MONOPLY قائم ہو جائے گی۔

اِن حالات میں محبِ وطن لوگوں کو میدانِ عمل میں آنا چاہیئے۔ قومی ترقی اور عوامی بہبود کے لئے سیاست میں حصّہ لینا چاہیے۔ اس نظام کی اِصلاح کے لئے اپنے فرائض قومی فریضہ سمجھ کر انجام دینے چاہیئں۔ میرے پیشِ نظر بھی یہی مقاصد تھے جنہوں نے مجھے گھر کی چار دیواری سے نکالا اور سیاسی میدان کا شہسوار بنا ڈالا۔

خواتین تعلیم یافتہ ہوں
تو مُلکی ترقی میں اہم رُول ادا کرسکتی ہیں

سوال: سیاسی میدان میں چند طبقات ہیں۔ جو ہر دور میں مفادات حاصل کرتے رہے ہیں۔ اور اب بھی کر رہے ہیں حالانکہ موجودہ سیاست میں دو طبقے نمایاں ہیں۔ ایک مارشل لاء نواز اور دوسرا جمہوریت نواز۔ لیکن عملاً دونوں طبقے عوام سے بہت دُور ہیں؟

جواب: موجودہ نظامِ سیاست کا جمہوریت سے تو دُور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔ اس لئے آپ اس طبقہ کو تو اس میں سے نکال دیں۔ کہ یہاں نہ تو سیاستدان جمہوری شعور رکھتے ہیں۔ نہ عوام جمہوریت پسند ہیں۔ اور نہ ہی ہمارے عوام و خواص اپنے فرائض و حقوق سے آگہی رکھتے ہیں۔

سب سے پہلی ضرورت ہے ان میں سیاسی اور ملی شعور پیدا کرنا اور پھر جمہوری اقدار کی تشہیر اور ان کی ترویج و تدوین ہے۔

رہا دوسرا طبقہ تو وہ مارشل لاء ہی کی پیداوار ہیں۔ انہیں اسی کے سائے میں سکون ملتا ہے۔ اور یہیں سے مفادات ملتے ہیں لہٰذا انہیں نہ ملکی ترقی سے کچھ غرض ہے نہ قومی بہبود سے کوئی واسطہ نہ نظامِ حکومت سے کوئی دلچسپی۔ اُن کی تمام تر دلچسپی کا مرکز و محور اُن کے مفادات ہیں۔ اور وہ حاصل کئے جا رہے ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ حدود و اختیارات کا تعین حقوق و فرائض کی نشاندہی کی جائے۔ تو یہ فرق و تفاوت ایک میکانکی عمل کے تحت ختم ہو جائے گا۔

سوال: کیا پاکستان کی خارجہ پالیسی، قومی تقاضے پورے کرتی ہے؟

جواب: اگر بین الاقوامی سیاست کا جائزہ لیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ تمام چھوٹے ممالک کی کچھ مجبوریاں ہوتی ہیں۔ جس طرح وہ آزادانہ اور خود مختارانہ اپنی معاشی اقتصادی سیاسی پالیسیاں مرتب نہیں کر سکتے بالکل ایسے ہی وہ خارجہ پالیسی کے ضمن میں بھی آزاد اور خود مختار نہیں ہوتے۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ دوسری جنگِ عظیم کے بعد جب یورپ میں صنعتی انقلاب رونما ہوا۔ تو انہیں اپنی مصنوعات کی ترسیل کے لیے مارکیٹ کی ضرورت پیش آئی۔ انہوں نے تیسری دنیا کے غریب اور ترقی پذیر علاوہ ازیں نئی آزاد ریاستوں میں اپنے قدم جمانے شروع کئے اور قرض و امداد کے چکر میں لا کر سود کے چنگل میں پھنسا لیا نتیجہً ہم سیاسی اور معاشی طور پر اُن کے زیرِ نگیں ہوتے چلے گئے اور آہستہ آہستہ اُن لوگوں نے براہِ راست

ایڈیٹر انچیف صدیق القادری سید نیلوفر مہدی سے انٹرویو لیتے ہوئے

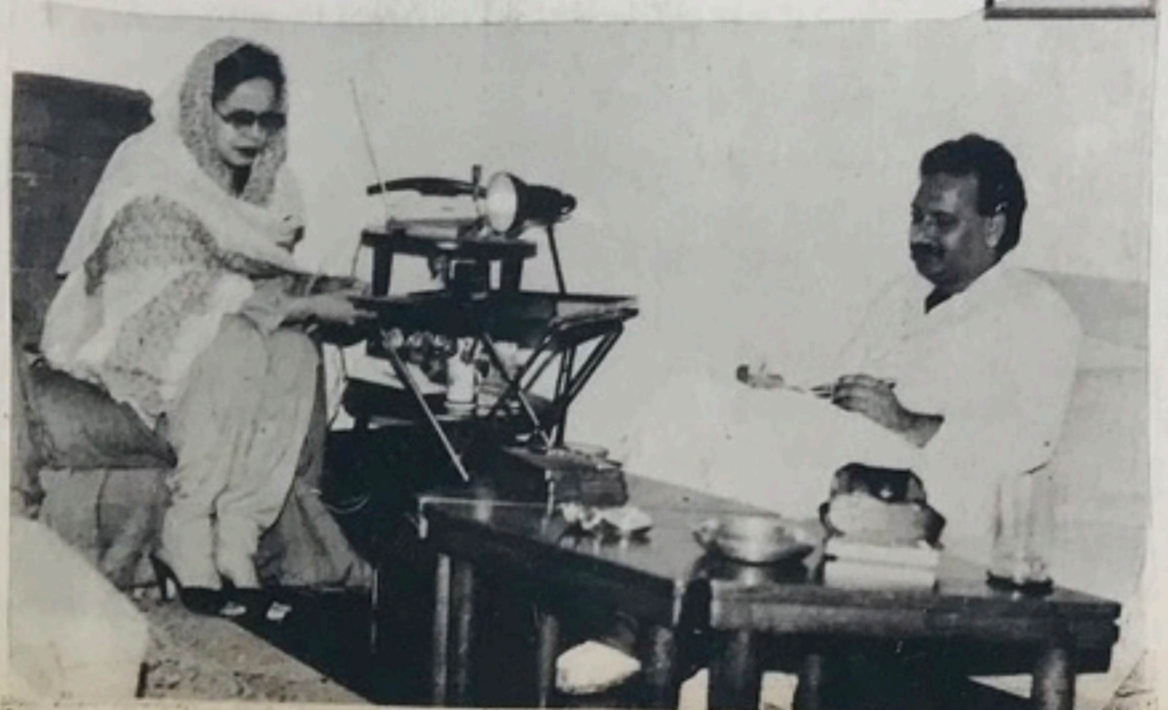

بقیہ صفحہ نمبر ۳۰ پر

فرحت کیس میں ملوث ملزموں کو گرفتار کیا جائے

ملزموں کی پشت پناہی کرنے پر پولیس انسپکٹر جاوید مرزا کو برطرف کیا جائے

محمد مجاہد گوشہ
صدر یوتھ کانگرس لاہور ڈویژن

صدیق القادری
مرکزی چیئرمین آل پاکستان یوتھ کانگرس

عظیم صحافی دوستو! السلام علیکم

میں ستر اور زمیندار قبیلہ کا چشم و چراغ ہوں گریجویشن تک تعلیم ہے۔ کاروبار کرتا ہوں اور ساتھ ساتھ سماجی سرگرمیوں میں بھی بھرپور حصہ لیتا ہوں نوجوانوں کی ملک گیر تنظیم آل پاکستان یوتھ کانگرس لاہور ڈویژن کا صدر ہوں اس ناطے سے مختلف لوگوں کے فلاحی سماجی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہوں۔ چند روز قبل علامہ اقبال ٹاؤن کے ایس۔ ایچ۔ او نے مجھے جھوٹے بے بنیاد مقدمے میں ملوث کرنے کی سازش کی ہے۔ اصل صورتحال سے آگاہ کرنے کے لئے میں نے آپ اخبارات کے دوستوں کو زحمت دی ہے۔

اصل صورتحال یہ ہے کہ ایس۔ ایچ۔ او اقبال ٹاؤن ملزمان کے ساتھ مل کر فرحت نامی لڑکی کے قتل کو چھپانے کی کوشش کر رہا ہے۔ چند روز قبل میرا ایک دوست نرگس چودھری ایک عورت کو میرے پاس لایا اس عورت نے مجھے درخواست دکھائی کہ میری بیٹی فرحت جو محمد وسیم ولد محمد یونس سے بیاہی ہوئی ہے۔ جس سے ایک سال کی بچی بھی ہے میاں بیوی گھریلو جھگڑے کی وجہ سے فرحت کو کالی دلوں سے قتل کر دیا گیا ہے۔ یا اغوا کر دیا گیا ہے۔

میں نے اس عورت کی مظلومیت کو دیکھتے ہوئے علامہ اقبال ٹاؤن کے ایس۔ ایچ۔ او سے ملزمان کے خلاف پرچہ درج کرنے کیلئے بات کی۔ ایس۔ ایچ۔ او نے یقین دہانی کرائی کہ پرچہ درج کرکے ملزمان کو گرفتار کر لیا جائے گا۔ ستم ظریفی یہ تھی کہ چار دن تک ایف آئی آر درج نہ کی گئی۔ مجھے معلوم ہوا کہ ایس۔ ایچ۔ او ملزمان سے پچاس ہزار روپے لے کر کیس کو دبا رہا ہے۔ تو میں نے دوبارہ ایس۔ ایچ۔ او۔ کو پرچہ درج کرنے پر زور دیا تو ایس ایچ۔ او نے ایف۔ آئی۔ آر درج کر لی مگر ملزمان کو گرفتار کرنے میں ٹال مٹول کرنے لگا۔

مدعی خاتون نرگس چودھری نے مجھے بتایا کہ ایس۔ ایچ۔ او ہماری بات ہی نہیں سنتا۔ آپ مہربانی کرکے ایس۔ ایچ۔ او سے انصاف دلائیں۔ تو میں نے ایس۔ ایچ۔ او کو ملزمان کو گرفتار کرنے پر زور دیا تو ایس۔ ایچ۔ او بیچارہ آپے سے باہر ہو گئے اور مجھے دھمکیاں دینے لگے کہ تم اس فرحت کے پرچے کی پیروی نہ کرو بصورت دیگر تمہیں خطرناک نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔ حتیٰ کہ میری ایس۔ ایچ۔ او سے تلخ کلامی ہو گئی ملزم لوٹ مال کھانے پر کسی مقدمہ میں گرفتار تھا جو بعض بااثر افراد نے افسران بالا پر دباؤ ڈال کر ملزم کو چھڑا لیا پھر اس کا مجھ پر اغوا کا جھوٹا کیس کر دیا ہے۔ میرا کسی قسم کا اغوا کے کیس میں کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں تھا ایس۔ ایچ۔ او نے مجھے مظلوم خاتون کی مدد کرنے سے روکنے کیلئے یہ ڈرامہ رچایا ہے۔ نام نہاد اغوا کیس میں ملوث کیا ہے تاکہ میں لڑکی کے ورثا کی مدد کرنا چھوڑ دوں اس سلسلہ میں مجھے ٹیلی فون پر دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔

لہٰذا میں آپ پریس کی وساطت سے اعلان کرتا ہوں کہ میں فرحت کیس کے ورثا کا ہر حال میں ساتھ دوں گا جب تک ان کے ورثہ کو انصاف مہیا نہیں ہو جاتا ملزمان کو قرار واقعی سزا نہیں مل جاتی۔

میرا وزیر اعلیٰ پنجاب اور آئی جی پولیس سے مطالبہ ہے کہ ایس۔ ایچ۔ او اقبال ٹاؤن کے خلاف اغوا کا جھوٹا کیس درج کرنے اور ملزمان سے سازباز کرنے کے الزام پر تحقیقات کی جائے۔ ملزمان کو تحفظ دینے پر ایس۔ ایچ۔ او کو برطرف کیا جائے۔ اور فرحت کیس کی تفتیش غیر جانبدار پولیس افسر سے کرائی جائے۔

میں نوجوانوں کی تنظیم کا لاہور ڈویژن کا صدر ہوں ایس۔ ایچ۔ او اقبال ٹاؤن نے مجھے جھوٹے مقدمے میں ملوث کر کے میری شہرت اور نیک نامی کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ میں ہتک عزت کا علیحدہ دعویٰ بھی ایس۔ ایچ۔ او اقبال ٹاؤن پر کر رہا ہوں۔ میں آپ پریس کے عظیم دوستوں کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے میری باتیں بڑے تحمل اور توجہ سے سنیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ حسب سابق آپ میرے ساتھ تعاون کرتے ہوئے میرے خیالات کو واضح طور پر اخبارات میں چھاپ کر مجھے شکریہ کا موقع دیں گے۔

والسلام

محمد مجاہد گوشہ
صدر آل پاکستان یوتھ کانگرس لاہور ڈویژن

سفیرانِ امن، جانثارانِ مصطفےٰ کا نفرت و تعصب اور تشدد و غنڈہ گردی کے خلاف جنت افروز مظاہرہ

انجمن طلباء اسلام کا سالانہ مرکزی تعلیمی امن کنونشن

رپورٹ :- اعجاز احمد فقیہی

درس گاہوں میں کلاشنکوف کا راج، کتاب و قلم کی تحقیر نے والدین، اساتذہ اور طلباء کو پریشان کر رکھا تھا سرکاری اور سیاسی مداخلت کے زیر اثر "زندہ باد"، "مردہ باد" کا شور رہتا تھا۔ ایسے میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سیاسی جماعتوں سے غیر وابستگی کے نظریئے پر یقین رکھنے والی طلباء تنظیم انجمن طلباء اسلام نے تعلیمی امن کی تحریک کا آغاز کیا — امن کا ایک چراغ جلا تو پھر چراغاں ہوتا گیا — امن کا اک گلاب کھلا تو پھر گلستان مہک اٹھے طلباء اس روشنی اور خوشبو کے گرویدہ ہو گئے کہ انجمن طلباء اسلام قلیل عرصہ میں طلباء کی مقبول ترین اور پاکستان کی عظیم ترین تنظیم بن گئی۔

گزشتہ دنوں خواجہ فرید کی محبتوں بھری سرزمین روہی دیس بہاولپور کی اسلامیہ یونیورسٹی میں انجمن طلباء اسلام نے اپنا مرکزی سالانہ کنونشن "تعلیمی امن" کے عنوان سے منعقد کیا جس میں ۲۵ سے ۳۰ ہزار امن و اخوت کے سفیر اکٹھے ہوئے۔

کنونشن کے روز ملک کے چاروں صوبوں کے کونے کونے اور آزاد کشمیر کی دور دراز وادیوں اور قبائلی علاقہ جات سے محب وطن طلباء کے امن قافلے بہاولپور کی طرف رواں دواں تھے۔ آنے والے قافلوں کی مناسب رہنمائی کے لئے بہاولپور ریلوے سٹیشن لاری اڈہ اور ایئرپورٹ پر بڑے بڑے استقبالیہ کیمپ لگائے گئے تھے۔ شہر سے یونیورسٹی جانے والے تمام راستے آرائشی دروازوں، محرابوں، اے ٹی آئی اور پاکستان کے پرچموں سے آراستہ تھے۔ شہر کی مختلف شاہراؤں اور چوراہوں پر سفیران امن کو خوش آمدید کہنے کے لئے کئی ایک سماجی، رفاعی اداروں کی جانب سے بینرز آویزاں تھے۔ کنونشن کے پہلے روز صبح سے عصر تک طلباء بسوں اور ریل گاڑیوں کے ذریعے امن قافلوں کی صورت میں کنونشن گاہ میں پہنچتے رہے۔ یونیورسٹی کے نیو کیمپس میں سینکڑوں شامیانوں پر مشتمل پنڈال بنایا گیا تھا پنڈال میں انقلابی نعروں، خوبصورت عبارات اور اقوال زریں سے مزین رنگ برنگے بینرز ایک دوسرے سے بڑھ کر دعوت نظارہ دے رہے تھے ٹھیک بعد نماز عصر جامعہ اسلامیہ بہاولپور کے ناظم نصر اللہ گل کے اس اعلان پر کہ تمام طلباء پنڈال میں آجائیں فضا میں تین سو تیرہ کبوتر اور غبارے امن کی علامت کے طور پر چھوڑے گئے اس کے ساتھ ہی صدر انجمن برادرم ظفر اقبال نوری نے قومی یکجہتی کے فروغ اور تعلیمی امن کی بحالی کے لئے پاکستان اور اے ٹی آئی کے دو بڑے بڑے پرچم لہرائے اور پھر ولولہ تازہ دینے والا ترانہ انجمن پیش کیا گیا کتنا حسین تھا وہ منظر جب پنڈال میں تمام شرکاء ہاتھ باندھے بیک زبان یہ ترانہ پڑھ رہے تھے۔

جس طرف یہ نوجوان قدم بڑھائیں گے
ظلمتوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر مٹائیں گے
وقف کر چکے ہیں زندگی کو یہ غلام
اس زمیں پہ لائیں گے مصطفےٰ کا نظام

انجمن طلباء اسلام

انجمن طلباء اسلام

ترانہ انجمن کے بعد سٹیج سیکرٹری ریاض الدین بھائی نے قائد طلباء ظفر نوری کو افتتاحی خطاب کی دعوت دی تو ۲۵ سے ۳۰ ہزار جانثاران مصطفےٰ ﷺ اپنے محبوب رہنما کے استقبال کے لئے کھڑے ہو گئے سیرت نوری صورت نوری ــ ظفر نوری ظفر نوری اور پاکستان و اسلام سے عقیدتوں بھرے نعرے لگانے لگے اسی دوران قائد طلباء ظفر نوری نے اپنے مخصوص دھیمے لہجے میں گفتگو کا آغاز کیا تو ہر طرف سناٹا چھا گیا۔ ظفر اقبال نوری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک کے کونے کونے سے آئے ہوئے سفیران امن کی آنکھوں میں یقین کی چمک اسلام اور پاکستان سے والہانہ عقیدت و محبت اور وارفتگی کے جذبات دیکھ کر یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ پاکستان کے تعلیمی ادارے عاشقان مصطفےٰ ﷺ کے گہوارے ہیں۔ انہوں نے شرکائے کنونشن کو مبارکباد دی کہ انہوں نے آئی جے آئی کی مخلوط صوبائی حکومت اور مرکز میں پیپلز پارٹی کی حکومت اور سیاسی جماعتوں کی سازشوں کا مقابلہ کیا۔ اے۔ ٹی۔ آئی کے صدر نے کہا کہ کنونشن سے دو روز قبل گوجرانوالہ، سیالکوٹ، اوکاڑہ، سرگودھا اور دیگر شہروں میں سیاسی و حکومتی طلباء تنظیموں نے بلا جواز فائرنگ کر کے طلباء کو ہراساں کرنے کی کوشش کی تاکہ کنونشن کی حاضری کم ہو سکے لیکن کارکنان کے صبر و تحمل، حکمت عملی اور معاملہ فہمی نے ان کے تمام مذموم ارادے خاک میں ملا دیئے۔ انہوں نے بہاولپور کی مقامی انتظامیہ پر جانبداری کا الزام لگاتے ہوئے کہا کہ ضلعی انتظامیہ نے حکومت پنجاب کے ایما پر طلباء الیکشن میں ہارنے والی تنظیم کے کارکنان کی غنڈہ گردی کو تحفظ دینے کا ذمہ لے رکھا ہے۔ انہوں نے حکومت اور سیاستکاروں کو متنبہ کیا کہ نونہالان قوم کے ہاتھوں میں کلاشنکوف دے کر یہ نہ بھول جائیں کہ ان کے اپنے گھروں میں آگ نہیں لگ سکتی۔ صدر انجمن کے خطاب کے بعد ناظم کنونشن غلام مرتضےٰ سعیدی نے طلباء کو خوش آمدید کہا اور انہیں ہدایات دیں وہ ہدایات دے ہی رہے تھے کہ ضلعی انتظامیہ اور ایک مخالف سیاسی جماعت کے گٹھ جوڑ سے یونیورسٹی کی لائٹ آف کر دی گئی جس سے تقریباً تین گھنٹہ تک طلباء اور کنونشن انتظامیہ کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ہزاروں طلباء نے ناظم کنونشن کی ہدایت پر انتہائی نظم و ضبط کا مظاہرہ کیا۔ اس دوران کنونشن گاہ اور یونیورسٹی میں داخل ہونے والے تمام راستوں کی ناکہ بندی کر دی گئی ٹھیک آٹھ بجے بجلی کی سپلائی بحال ہوئی اور کھانے سے فارغ ہو کر "کرن کرن آفتاب" بعد نماز عشاء نشست شروع ہوئی جس میں علماء و مشائخ کی بڑی تعداد نے شرکت کی معروف روحانی آستانوں سے تعلق رکھنے والے مشائخ عظام نے موجودہ دور میں انجمن طلباء اسلام کے وجود کو غنیمت قرار دیا۔ انہوں نے طلباء کو تلقین کی کہ وہ حضور سرور کونین ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے رہنمائی حاصل کریں۔ اس نشست سے ناظم سرحد شمس الرحمان شمس اور صدر انجمن نے بھی خطاب کیا۔

کنونشن کے دوسرے روز بعد نماز فجر اے ٹی آئی کے سابق مرکزی صدر احمد وقار رمنی نے اپنے دلنشیں اور اصلاحی انداز میں درس قرآن دیا درس قرآن کے بعد ناشتہ کا وقفہ تھا اس کے بعد ٹھیک دس بجے "جلوہ دانش" کے نام سے تربیتی نشست کا انعقاد کیا گیا محمد نواز کھرل سٹیج سیکرٹری تھے۔ مقررین میں عالمی دعوت اسلامیہ کے امیر صاحبزادہ فیاض الحسن قادری، مسلم یوتھ امریکہ کے چیئرمین شفقت حسین ارشد، انجمن اساتذہ پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل ممتاز دانشور پروفیسر محمد یوسف صابر، اے ٹی آئی کے سابق صدر امجد علی چشتی اور اے ٹی آئی کے سابق نائب صدر سید محمد صفدر شاہ شامل تھے۔ مقررین نے کہا کہ عالم کفر کی ملت اسلامیہ کے خلاف بڑھتی ہوئی سازشوں کے پیش نظر کارکنان انجمن کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہو گیا ہے انہوں نے کہا ملک دشمن عناصر لادینی نظریات لسانی اور صوبائی تعصبات کو ہوا دے کر ملکی وحدت کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں ان حالات میں تمام محب وطن طبقوں کو شیطانی یلغار کو روکنے کے لئے کمربستہ ہونا چاہیئے۔ "جلوہ دانش" کے اختتام پر نماز کی ادائیگی کے بعد "تیز تر گامزن" کے نام سے نشست کے آغاز کا اعلان سٹیج سیکرٹری ارشد احمد تابانی نے کیا۔ اس نشست میں مختلف شہروں میں حکومتی و سیاسی سازشوں کے نتیجے میں گولیوں اور تشدد کا نشانہ بننے والے جیالے مجاہد صفت اور شیر دل کارکنان عبدالستار ربانی، ارشاد تبسم (سیالکوٹ) خواجہ مزمل، میاں رشید (بہاولپور) رانا نسیم (گوجرانوالہ) کو خصوصی طور پر سٹیج پر بٹھایا گیا۔ نشست کے آغاز پر فلسفہ تعلیمی امن کے علمبردار ظفر نوری نے اپنی تقریر میں جبر کا مقابلہ کرنے والے طلباء کو خراج تحسین پیش کیا۔ بعد ازاں ناظم پنجاب فضل الرحمان اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔ یہ نشست نماز عصر تک جاری رہی بعد میں فراغت کے بعد نماز مغرب اور کھانے کے لئے عشاء تک وقفہ کیا گیا۔

رات بعد نماز عشاء "فیضان کرم" کے نام سے موسوم نشست میں وفاقی شرعی عدالت کے جج ضیاء الامت جسٹس پیر کرم شاہ الازہری، اے ٹی آئی کے سابق صدر حاجی حنیف طیب نے خطاب کیا۔ پیر صاحب نے "راہ حق اور اس کی صعوبتیں" کے عنوان پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ وہ راستہ حق کا راستہ نہیں ہو سکتا جس میں صعوبتیں نہ ہوں انہوں نے کارکنان سے کہا موت سے محبت کرنا سیکھو اسلام دشمن قوتیں خود بخود دم توڑ جائیں گی۔ حاجی محمد حنیف طیب نے اپنی گفتگو میں کہا کہ انجمن کا وجود پورے عالم اسلام پر فیضان کرم ہے انہوں نے کہا کنونشن میں ۲۵ ہزار سے زائد طلباء نے سیاسی جماعتوں سے وابستگی کے نظریے کو رد کر دیا ہے۔

نشست کے آخر میں پی ایس ایف کے مقامی عہدے داران نے انجمن طلباء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا رات گئے نشست کے اختتام پر مندوبین کنونشن اپنی اپنی متعینہ قیام گاہوں پر چلے گئے لیکن اراکین انجمن ایک اور ذمہ داری کو پورا کرنے کے لئے ذہنی طور پر تیار ہو گئے تھے ابھی اراکین انجمن کو آئندہ سیشن کے لئے اپنی قیادت کا انتخاب کرنا تھا۔ انجمن کی مرکزی مجلس مشاورت مرکزی و صوبائی انتخابات کے لئے سابق سیکرٹری جنرل خالد علی انصاری، سابق ناظم پنجاب زاہد محمود خان اور سابق مرکزی صدر احمد وقار رمنی پر مشتمل الیکشن کمیٹی تشکیل دی جا چکی تھی الیکشن کمیٹی کے زیر نگرانی منعقدہ اراکین کے انتخابی اجلاس میں سیشن ۱۹۸۹-۹۰ء کے لئے غلام مرتضیٰ سعیدی (بہاولپور) کو مرکزی صدر محمد سلیم ہاشم (کراچی) کو سیکرٹری جنرل منتخب کیا گیا اسی طرح اراکین

پنجاب نے حمزہ مصطفائی (راولپنڈی) کو صوبائی ناظم میاں محمد نعیم (قصور) کو صوبائی جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا۔ اراکین سندھ نے محمد اسلم نوری (نوابشاہ) کو ناظم سندھ ڈاکٹر خالد اقبال (حیدرآباد) کو جنرل سیکرٹری سندھ، اراکین بلوچستان نے سعید الدین طارق (سبی) عبدالکریم بلبل (کوئٹہ) کو بالترتیب ناظم و جنرل سیکرٹری بلوچستان منتخب کیا۔ سرحد اور آزاد کشمیر کے الیکشن بعد میں ہوں گے۔

کنونشن کے آخری روز دس بجے صبح "ولولہ تازہ" کے عنوان سے منعقدہ نشست میں شرکت کے لئے نومنتخب مرکزی صدر غلام مرتضیٰ سعیدی کو بہت بڑے جلوس کی شکل میں جلسہ گاہ میں لایا گیا ہزاروں طلباء نے مرحبا ــــ مرحبا ــــ مرتضیٰ ــــ مرتضیٰ ــــ قائد طلباء مرتضیٰ مرتضیٰ ــــ میرے نبی کا گدا ــــ مرتضیٰ مرتضیٰ کے نعرے لگا کر اپنے قائد کا تاریخ ساز استقبال کیا۔ جذبات کا ایک تلاطم تھا جو امڈ آیا تھا۔ قائد طلباء کے سٹیج پر پہنچنے کے فوراً بعد نشست کا باقاعدہ آغاز کیا گیا سابق صدر ظفر نوری، سابق مرکزی نائب صدر شمس الدین بلوچ کے خطاب کے بعد جب نومنتخب صدر کو خطاب کی دعوت دی گئی تو پنڈال مسلسل بیس منٹ تک تالیوں اور نعروں سے گونجتا رہا۔ اپنی فلک شگاف نعروں کی گرج کے دوران جونہی صدر انجمن نے خطاب شروع کیا تو ہر فرد محبت رسول ﷺ سے مچلنے لگا۔ عجیب پرکیف، وجد آفرین کیفیات نے پورے ماحول کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ غلام مرتضیٰ سعیدی نے اپنے ولولہ انگیز خطاب میں کہا کہ ہم نے سختیاں برداشت کرتے ہوئے باطل قوتوں کے خاتمہ شان رسالت کے تحفظ اور نظام مصطفےٰ ﷺ کی سربلندی کے لئے اپنی کوششیں تیز تر کر دی ہیں گے انہوں نے حکمرانوں اور سیاستدانوں کو خبردار کرتے ہوئے کہا کہ وہ اپنی جھوٹی انا کی تسکین کی خاطر طلبہ امور میں مداخلت بند کر دیں اور سیاسی لڑائی سیاسی میدان میں لڑیں۔ قائد طلبہ نے اپنی تقریر کے آخر میں کارکنان کو تعلیمی امن ریلی سے متعلق ہدایات دیتے ہوئے کہا کہ بہاولپور کی شاہراہوں پر اس انداز سے تعلیمی امن مارچ کریں کہ آپ کے قدموں کے نشان تعلیمی امن کے دشمنوں کے دلوں پر نشتر کی نوک بن کر چبھتے رہیں۔

صدر انجمن کے خطاب کے بعد تمام مندوبین بسوں میں سوار ہو کر اولڈ کیمپس پہنچے یہاں پر سابق صدر ظفر اقبال نوری نے مختصر خطاب کیا اور پھر تعلیمی امن مارچ کے لئے صف بندی کی گئی اس کے ساتھ ہی جرأتوں اور صداقتوں کا قافلہ قائد انجمن کی قیادت میں اولڈ کیمپس سے گلزار صادق گراؤنڈ کی طرف رواں دواں ہو گیا۔ مارچ کے دوران پراعتماد چہروں روشن خیالات اور عظیم جذبوں کے حامل ہزاروں کارکنان انجمن نے زندہ باد پاکستان ــــ پائندہ باد پاکستان ــــ پاکستان شاد باد ــــ پاکستان ــــ تاقیامت ــــ پاکستان جامعہ تا جامعہ ــــ امن ہمارا من ہو ــــ یا رسول ہاشمی ــــ امن کی خیرات دو ــــ اور عظیم تر بنائیں گے پیارے پاکستان ــــ کے نعرے بلند کئے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ ریلی کے دوران کسی کے خلاف کوئی نعرہ نہیں لگایا گیا۔ سفیران امن کا یہ عظیم الشان جلوس اسلام اور پاکستان سے محبتوں کا اظہار اور نفرت و تعصب کے خلاف اعلان جہاد کرتا ہوا اپنی منزل کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ اس روز شہر بہاولپور کی شاہراہوں کی وسعتیں ہیچ پڑ گئیں۔

دور تک انقلابی نوجوان طلباء کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر دکھائی دے رہا تھا میلوں پھیلے ہوئے معماران قوم کا جوش و جذبہ دیدنی تھا جلوس مختلف راستوں سے ہوتا ہوا گھنٹوں کی مسافت طے کرتا ہوا گلزار صادق گراؤنڈ پہنچا جہاں پر منعقدہ "پاکستان زندہ باد کانفرنس" کے بڑے اجتماع سے بہاولپور یونیورسٹی کے یونین کے صدر راؤ عمار علی، ممتاز طالب علم رہنما شوکت حسین سپرا اور مرکزی صدر غلام مرتضےٰ سعیدی نے خطاب کیا۔ اے ٹی آئی کے نومنتخب مرکزی صدر نے کہا کہ جب تک نبی پاک ﷺ کے نام لیوا زندہ ہیں دنیا کی کوئی طاقت پاکستان کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ انہوں نے کہا نوجوان نسل

بقیہ صفحہ ۱۶ پر

آئندہ انتخابات میں عوام کی خدمت کرنے والی جماعتیں کامیاب ہوں گی

اقبال حسین خٹک

معیارِ تعلیم بہت پست ہے، وہ بلند ہو میرے خیال میں اس پروگرام کو پورے ملک میں وسیع پیمانے پر چلایا جانا چاہیے۔ اس پروگرام میں سوئی گیس اور بجلی کو بھی شامل کیا جائے جو فارن کے فنڈز آتے ہیں۔ مثلاً کویت فنڈز۔ یو کے فنڈز بھی پیپلز پروگرام پر استعمال کیے جائیں۔ صوبہ سرحد کے عوام آفتاب احمد خان شیرپاؤ کی عوام دوست حکومت سے مطمئن ہیں۔ وزیرِ اعلیٰ کی جرأت مندانہ قیادت میں عوام کے مسائل حل ہو رہے ہیں کیونکہ پیپلز پروگرام سے عوام کافی خوش ہیں۔ عوامی حکومت عوام کے مسائل خصوصی توجہ سے حل کر رہی ہے پیپلز پروگرام کے ذریعے عوام کے مسائل جو پہلے سالوں میں حل نہیں ہوتے تھے اب مہینوں میں حل ہو رہے ہیں۔

عوام پیپلز پروگرام کو محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت کا بہت بڑا فلاحی کارنامہ سمجھتے ہوئے بھرپور تعاون کر رہی ہیں۔ پیپلز پروگرام کے ذریعے ہماری حکومت بڑی تیزی سے عوام میں مقبول ہو رہی ہے۔ آئندہ انتخابات میں عوام کی خدمت کرنے والی پارٹیاں ہی جیتیں گی اپوزیشن پارٹیاں خوف زدہ ہو کر مخالفت برائے مخالفت کر رہی ہیں۔ مخالفین کو معلوم ہے کہ پیپلز پروگرام کی بدولت پیپلز پارٹی عوام میں مضبوط ہو رہی ہے۔ اس لیے حزبِ اختلاف والے رکاوٹیں کھڑی کر رہے ہیں۔ ملک و قوم کے عظیم تر مفاد میں حزبِ اختلاف والوں کو مخالفت کرنے کی بجائے پیپلز پروگرام کی حمایت کرنی چاہیے۔ یہ پروگرام عوام کے لیے بہبودی پروگرام ہے۔ اگر ملک میں پانچ سال تک اس پروگرام کو چلایا جائے تو میں دعویٰ سے کہتا ہوں۔ عوام کے دیرینہ مسائل حل ہو جائیں گے۔ میری عوام سے اپیل ہے کہ وہ پیپلز پروگرام کو اپنے علاقوں میں چلنے دیں سیاسی لوگ رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں ان پر پریشر ڈالیں کہ وہ ان سکیموں کو چلانے میں رکاوٹیں نہ ڈالیں تاکہ عوام کے دیرینہ اجتماعی مسائل حل ہوں ہماری حکومت اچھی طرح آگاہ ہے ہماری عوام ترقیاتی کام چاہتی ہے صرف نہ چاہتی ہے روزگار چاہتی ہے ملک میں امن و سکون چاہتی ہے۔ موجودہ سیاسی محاذ آرائی سے ملک و قوم کو شدید نقصان پہنچ رہا ہے۔ عوام کے منتخب نمائندے بدنام ہو رہے ہیں۔ جب ملک میں استحکام نہیں ہو گا۔ بیرونی سرمایہ کاری نہیں ہو گی بلکہ ملکی سرمایہ کاری بھی متاثر ہو گی۔ سیاسی محاذ آرائی سے عوام کے مسائل حل نہیں ہوں گے بلکہ عوام کی پریشانیوں میں اضافہ ہو گا۔ محاذ آرائی سے تمام سیاسی رہنماؤں سے عوام کا اعتماد اُٹھتا جائے گا۔

میری جمہوریت پسند قوتوں اور سیاسی پارٹیوں سے اپیل ہے کہ وہ محاذ آرائی کو ختم کرنے کے لیے اپنا رول ادا کریں عوام کے مسائل حل کرنے ملک میں امن و سکون کی فضا قائم کرنے کے لیے حکومت کے ہاتھ مضبوط کریں تاکہ مضبوط اور خوشحال پاکستان کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کیا جا سکے۔

پیرزادہ نبی الامین

لیے پانچ لاکھ روپے عطیے کا اعلان کیا تھا جو ہم نے شکریہ کے ساتھ واپس کر دیا۔

ہم نے مسلم لیگ کا ساتھ مفادات کے لیے نہیں بلکہ اصولوں کی خاطر دیا ہے۔

میں سیاست میں بھرپور حصہ صرف لوگوں کی خدمت اور رابطے کے لیے رہا ہوں۔ ورنہ مجھے کسی عہدے کی پروا نہیں اتنی بڑی گدی اور والد صاحب روحانیت ہمارے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔ میرے نزدیک عہدہ ہو یا نہ ہو لوگوں کی خدمت سیاست ہے۔

آئندہ پروگرام کے بارے میں اتنا کہوں گا کہ آئندہ الیکشن میں قومی اسمبلی کی سیٹ پر حصہ لوں گا کیونکہ میرے حلقہ کے لوگ چاہتے ہیں کہ میں ان کی نمائندگی کے لیے آگے آؤں۔

میں ماہنامہ یوتھ انٹرنیشنل کا بھی شکر گزار ہوں کہ میرے حقائق پر مبنی خیالات کو شائع کرنے کی جرأت کی ہے۔ یہ جرأت مندانہ صحافت میں نیا باب ہے۔ یوتھ انٹرنیشنل کی آزادانہ پالیسی کو سلام کرتا ہوں۔

شوکت خانم کینسر ہسپتال

"بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا"

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے کہ:۔

"اللہ تعالیٰ اس قوم کی حالت نہیں بدلتے تا آنکہ وہ قوم خود اپنی حالت بدلنے کے لیے جدوجہد نہ کرے۔"

اس مضمون کو حکیم الامت نے بڑے خوب صورت پیرائے میں شعر کے قالب میں ڈھالا ہے

"خدا نے آج تک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا"

خوش قسمت ہوتی ہے وہ قوم جس کے افراد اجتماعی طور پر ملکی ترقی اور عوامی فلاح و بہبود کے لیے جدوجہد کرتے ہیں۔ نیک بخت اور قابلِ تقلید ہوتے ہیں ایسے اشخاص جو دورِ آشوب میں بے شمار مشکلات کے باوجود انفرادی طور پر کوئی ایسا کارنامہ انجام دینے کے لیے کمربستہ ہو جائیں اور ایک دھن اپنے اوپر سوار کر لیں اور بالآخر منزل کا تعین کرنے کے بعد اپنے سفر کا آغاز کر دیں۔

عمران خان نیازی ایاک سرزمین کا قابلِ فخر سپوت پاکستانی قوم کا قابلِ صد افتخار بیٹا۔ جس نے ملک و قوم کا نام برطانیہ۔ آسٹریلیا۔ ویسٹ انڈیز۔ نیوزی لینڈ۔ بھارت اور سری لنکا کے کرکٹ کے میدانوں میں ہی سربلند نہیں کیا بلکہ وہ پہچان بن گیا کرکٹ کے حوالے سے ان ممالک کے شہریوں میں بالخصوص اور اُن ممالک میں جہاں لوگ باگ کرکٹ سے دلچسپی رکھتے ہیں بالعموم ایک کھلاڑی کی حیثیت سے اس کی کارکردگی بے مثال ہے ایک کپتان کی حیثیت سے اس کے کارنامے بے نظیر۔ ایک انسان ہونے کے ناطے جو کچھ وہ کر رہا ہے وہ لاجواب۔ درحقیقت عمران خان بندہ ہی کچھ دوسری ٹائپ کا ہے۔

ہم اکثر سوچا کرتے تھے کہ عمران خان شادی کیوں نہیں کرتے۔ اس ضمن میں اخبارات اور جرائد میں ہر روز نئی نویلی چٹ پٹی خبریں چھپا کرتی تھیں اور اس قدر کثرت سے کہ بعض اوقات عمران خان یہ ضروری نہیں سمجھتے تھے کہ اُس کی تردید یا تائید میں کچھ کہا جائے مگر کیا کیا جائے ہماری صحافت کا کہ اس کا وطیرہ ہی یہ ہے کہ کسی بھی معروف اور ہر دلعزیز شخصیت کے بارے میں کوئی نہ کوئی بارہ مصالحے دار خبر یا واقعہ سکینڈل کی صورت میں منظرِ عام پر لایا جائے۔ خواہ اُس سے کسی کی دل شکنی ہو۔ رسوائی ہو۔ کوئی ذہنی کبیدگی کا شکار ہو۔ کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ کسی شدید ردِ عمل کے تحت ایک چھوٹی سی تردیدی خبر شائع کر دی جاتی ہے اور بس!

بہر حال عمران خان کے کھیل اُن کی انتظامی صلاحیت اُن کے کردار اور زندگی کے دوسرے پہلوؤں کے بارے میں عموماً قارئین کو مختلف حوالوں سے خبریں ملتی رہتی ہیں اور یہ خبر بھی اب زبان زدِ عام ہے کہ عمران خان پاکستان میں کینسر کے علاج کے سلسلے میں ایک ہسپتال کی تعمیر کا ارادہ رکھتے ہیں جو کہ ایک نہایت ہی عظیم کارنامہ ہو گا کہ ایک تن تنہا شخص زندگی اور موت کے بیچ لٹکے ہوئے انسانوں کو زندگی دینے اور موت سے تحفظ دینے کے لیے کینسر جیسے موذی مرض سے نبرد آزما ہونے جا رہا ہے۔ (گو زندگی اور موت خدا کے ہاتھ میں ہے مگر کوشش کرنا انسانی فریضہ ہے۔)

بات ہم کر رہے تھے عمران خان کی شادی کے بارے میں تو جب ہم نے عمران خان کو کینسر کے ہسپتال کی تعمیر کے بارے میں اس قدر جذباتی پایا۔ اور اس کی تعمیر کے سلسلے میں اُن کی کوششوں پر ایک نظر ڈالی تو الہامی طور پر یہ بات ہم پر آشکارا ہوئی کہ عمران خان اپنی والدہ مرحومہ سے بہت محبت رکھتے ہیں اور انہیں اُن کی وفات حسرت آیات پر بہت رنج و ملال ہوا اور اس سے بھی بڑھ کر اُس بے بسی اور بے بضاعتی کا احساس کہ وہ اپنی والدہ ماجدہ کی زندگی بچانے کے لیے کچھ بھی نہ کر سکے۔ ان حالات میں عمران خان جیسا باصلاحیت اور بھرپور قوتِ ارادی اور قوتِ مدافعت رکھنے والا شخص اپنے آپ سے ایک عہد کرتا ہے کہ وہ اس موذی مرض کے خلاف لڑے گا۔ جنگ کرے گا اور اس سے اپنے جذبۂ انتقام کو تسکین پہنچائے گا اور اسی مقصد کو مقصدِ حیات بناتے ہوئے عمران خان کی تمام تر توجہ اپنے کھیل پر مرکوز رہی اور اس ارتکاز کا مقصد کچھ بھی رہا ہو مگر ہمارا ذاتی خیال ہے کہ انہوں نے زمانے کے چلن کو دیکھتے ہوئے پہلے اپنا نام کرکٹ کی دنیا میں روشن کیا اور جب انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ لوگوں کے دلوں میں جگہ بنانے میں کامیاب ہو چکے ہیں اور اب معاشرے میں موجود ہر طبقہ اس کارِ خیر اور مقصدِ عظیم میں اُن کا ساتھ دے گا تو انہوں نے اپنے عزم اور ارادے کو ظاہر کیا اور پھر وہی ہوا جس کی انہیں امید تھی یا جو کچھ انہوں نے سوچ رکھا تھا۔ یہ اُن کی انسانی نفسیات کے عین مطابق منصوبہ بندی تھی لیکن اس کے نتائج بہت حوصلہ افزا اور خوش کن نکلے۔ ہر طرف سے امدادی فنڈ میں رقومات جمع ہونے لگیں۔ پنجاب کے وزیرِ اعلیٰ نے ہسپتال کی عمارت کے لیے قطعۂ اراضی کا مسئلہ حل کر دیا اور عمارت کی تعمیر کے لیے پانچ کروڑ روپے کی رقم کا عطیہ دینے کا اعلان کیا۔ سیٹھ عابد نے ایک اخباری اطلاع کے مطابق بیس لاکھ روپے کا عطیہ دیا۔ حاجی مرزا اقبال بیگ نے دس لاکھ روپے کی رقم فراہم کی۔ دوبئی میں مقیم ایک

تحقیق و جستجو کیلئے ریسرچ سنٹر قائم کیا جائے * ہسپتال کو سرکاری تحویل میں نہ دیا جائے

پاکستانی شہری نے ایک لاکھ روپے کا عطیہ دیا۔ علاوہ ازیں لاہور کے شہریوں نے امدادی میچ اور چیریٹی شو میں بھرپور شرکت کی اور آپ نے کامیابی سے ہمکنار کیا امید کی جاتی ہے کہ دیگر مخیر حضرات بھی اس کارِ خیر اور کارِ عظیم میں عمران خان کے دست و بازو بنیں گے۔

کہتے ہیں کہ دنیا نیک لوگوں کے سر پر قائم ہے ورنہ اگر نیک حضرات نہ ہوں تو دنیا فنا ہو جائے یہ بھی اپنی جگہ حقیقت ہے مگر اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ دنیا فانی ہے اور ایک دن یقینی ہے اس کی فنا کا مگر وہ لوگ جو ایسے کارہائے نمایاں زندگی میں انجام دے جاتے ہیں بقا ان کا مقدر ہوتی ہے اس جہانِ فانی میں بھی اور اس جہان باقی میں بھی۔ دنیا میں ایسے بہت سے مخیر حضرات تھے جنہوں نے ہمارا انسانیت کی خدمت کی اور امراض کے خلاف جہاد کیا، عالی شان ہسپتال تعمیر کروائے جس میں لاچار، مجبور اور بے سہارا لوگوں کو مفت طبی سہولتیں فراہم کی جاتی تھیں اس میں عیسائی مشنری کا اپنا ایک مقام ہے جنہوں نے نہ صرف یورپ اور افریقہ میں بلکہ نوآبادیاتی علاقوں میں بھی مسیحائی کا فریضہ انجام دیا لیکن آفرین ہے ایسے حضرات پر جنہوں نے ذاتی سرمائے سے اتنے بڑے بڑے ہسپتال تعمیر کروائے۔ گو آج ان ہسپتالوں کی حالت زبانِ حال سے پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ ظالموں آج ہمیں جس طرح استعمال کیا جا رہا ہے ہماری تعمیر میں خرابی کی بیصورت مضمر نہ تھی جمعیت سنگھ جانکی دیوی ہسپتال، گلاب دیوی ہسپتال، گنگا رام ہسپتال، بخشی خان ٹرسٹ ہسپتال اور دیگر سرکاری ہسپتالوں میں جو کچھ ہو رہا ہے مریضوں کے ساتھ ڈاکٹر صاحبان جو زیادتیاں کر رہے ہیں وہ اپنی جگہ ایک سانحہ اور بھی کہانی ہے ابھی حال ہی میں ایک ہسپتال متحدہ عرب امارات کے صدر شیخ زید بن سلطان النہیان نے لاہور کے شاداب علاقے میں تعمیر کروایا اور سالانہ کروڑوں روپے کا فنڈ بھی مہیا کر رہے ہیں۔ اس کے بعد ... اس کا انتظام ایسا

بنایا گیا کہ کوئی غریب آدمی وہاں سے علاج کروانے کا تصور نہیں کر سکتا۔

ہمیں اس مضمون کے ذریعے نہ تو عمران خان کی مدح سرائی مقصود ہے اور نہ ہی یہ مطلوب ہے کہ فقط ان کی تعریف و توصیف کی جائے۔ ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ اپنے تجربے کے ذریعے انہیں کم از کم معاونت ضرور فراہم کی جائے تاکہ انہیں تعمیر کے بعد اس ہسپتال کو چلانے اس کی حکمت عملی وضع کرنے اور لائحہ عمل متعین کرنے میں آسانی ہو۔

جناب خان صاحب ملک میں موجود سرکاری ہسپتالوں کے قواعد و ضوابط اور ان میں ہونے والی بے ضابطگیوں اور بے قاعدگیوں سے ہر باشعور شہری آگاہ ہے۔ لہٰذا امید ہے کہ آپ کو بھی اس بارے میں تفصیلی معلومات ہوں گی کہ ڈاکٹر صاحبان کس طرح مریضوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ کیسے سرکاری فنڈز خورد برد ہوتے ہیں اور ادویات یا تو سپلائر سے لی ہی نہیں جاتیں اور یا پھر انہیں مارکیٹ میں فروخت کر دیا جاتا ہے اور مریض کو ادویات بازار سے خریدنی پڑتی ہیں صفائی ستھرائی کا کیا عالم ہے۔ چھوٹا عملہ رشوت لینے کے لئے کیا کیا حربے اختیار کرتا ہے۔ نرسز کا رویہ مریضوں اور ان کے لواحقین کے ساتھ کیا ہوتا ہے اور ڈاکٹرز حضرات کی توجہ کس قدر مرض اور مریض پر ہوتی ہے۔ لہٰذا ان تمام عوامل و عناصر کو مدنظر رکھتے ہوئے انتظامی ڈھانچہ بنائیں

ہماری دعائیں عمران خان کے ساتھ ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اس امتحان میں سرخرو کرے اور ان کی مساعی کو کامیابی عطا فرمائے اور قبولیت بخشے۔ آمین۔

انجمن طلبہ اسلام

نے یہ عہد کر لیا ہے کہ جو "پاکستان توڑ دو" کی بات کرے گا ہم اس کا سر دماغ پھوڑ دیں گے۔

قائد طلباء نے مزید کہا کہ پاکستان اولیاء کا فیضان ہے اب زیادہ دیر غداروں کو پاک سرزمین پر سانس لینے کی اجازت نہیں دی جائے گی پارلیمنٹ کے ارکان کی خرید و فروخت کی منڈی ایسے لگی رہی قومی جماعتیں علاقہ پرست جماعتوں سے مصالحت کرتی رہیں اور تعصبات کی آگ بھڑکائی جاتی رہی تو نوجوان زیادہ دیر خاموش نہیں رہیں گے۔

راؤ صابر علی نے اپنے خطاب میں کہا کہ چاروں صوبوں کے مزارعے، ریڑھی بان اور غریبوں کی محرومی و مجبوری کے دکھ مشترک ہیں۔ چاروں صوبوں پر چند خاندانوں کی اجارہ داری ہے جو آئے روز پارٹیاں بدل بدل کر عوام کا استحصال کرتے ہیں۔ انہوں نے اعلان کیا کہ محب وطن طلباء ایک ایک ملک دشمن سیاستدان کا گھیراؤ کریں گے شوکت پیرانے کہا کہ اے ٹی آئی کے کارکن سندھ کی گوٹھ گوٹھ بلوچستان کے گاؤں گاؤں پنجاب کی بستی بستی اور سرحد کے قریے قریے جا کر محب وطن پاکستان میں شعور پیدا کریں گے کہ پیارا وطن ہم سب کا ہے اور اس کی حفاظت حکمران کریں یا نہ کریں طلباء اپنے خون سے کریں گے۔ انہوں نے بڑے دکھ سے کہا کہ آپس کی رشتہ داریاں کرنے والے غریب عوام کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکا رہے ہیں۔

"پاکستان زندہ باد کانفرنس" کے اختتام کے ساتھ ہی تعلیمی امن کنونشن کی محبت خیز تقریبات ختم ہو گئیں۔

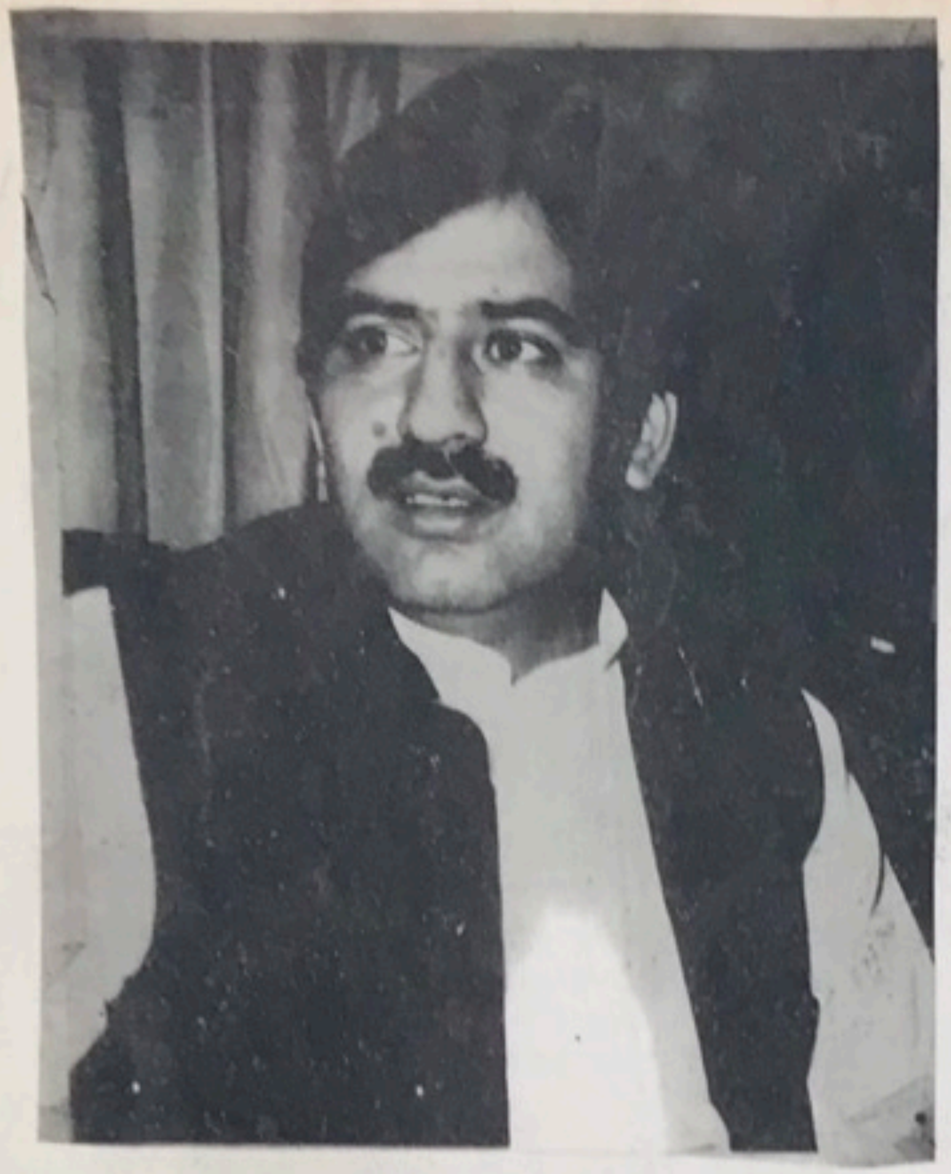

نوجوان سیاسی رہنما خالد جاوید گھُمن کی سے بات چیت

* پیپلز پارٹی آج احتساب کا نعرہ لگانا بند کر دے تو جمہوری اتحاد کے اکثر لوگ پارٹی میں چلے آئیں گے!

اخبارات و جرائد میں قارئین پرانے سیاسی رہنماؤں کے بیانات اور انٹرویو پڑھتے ہی رہتے ہیں اور اُن کے خیالات سے گاہے بگاہے آگاہ ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن ہمارا میگزین اپنے نام کی مناسبت اور پالیسی کی بنا پر نوجوان طبقہ اور نئی قیادت کو اہمیت دیتا ہے لہٰذا ہم نے باصلاحیت نوجوانوں کو متعارف کروانے اپنے قارئین اور حکام بالا تک ان کے مسائل اور خیالات پہنچانے کا سلسلہ شروع کیا ہے جس میں ہم پہلے بھی بہت سے باصلاحیت نوجوانوں کو اپنے جریدے کی وساطت سے عوام میں متعارف کرواتے رہے ہیں۔ اس مرتبہ ہم نے حاجی محمد جعفر گھمن کے صاحبزادے چوہدری خالد جاوید گھمن کی سے بات چیت کی جو ہدیہ قارئین ہے۔

خالد صاحب! آپ ایک معروف سیاسی شخصیت اور مرکزی اسمبلی میں منتخب عوامی نمائندے کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کے جوش و خروش اور جذبے کو دیکھ کر ہم نے فیصلہ کیا کہ اپنے قارئین کو آپ سے متعارف کروایا جائے اس سلسلے میں آپ سب سے پہلے اپنے بچپن کے بارے میں بتائیے کہ آپ کی سرگرمیاں کیا تھیں اور بچپن آپ نے کیسے گزارا؟

قادری صاحب! میری پیدائش ضلع لاہور کے موضع گھمن کی میں ۲۰ جنوری ۱۹۵۵ء میں ہوئی۔ بچپن میں نے بھی عام بچوں کی طرح گزارا اور کوئی خاص مشاغل نہ تھے۔ میٹرک گورنمنٹ ہائی سکول واں رادھا رام سے کرنے کے بعد اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور میں داخلہ لیا اور یہاں سے ایف اے کرنے کے بعد سلسلہ تعلیم بند ہو گیا اور مجھے کاروبار میں اپنے والد کی معاونت کرنی پڑی۔ تب سے آج تک کاروبار کر رہا ہوں۔

زمانہ طالب علمی عموماً بے فکری کا دور ہوتا ہے اور ہمارے طالب علم بھائی عموماً طلبہ سیاست میں سرگرم ہوتے ہیں تو آپ نے اس دوران کوئی سیاسی سرگرمی نہیں دکھائی؟

قادری صاحب! میں دوران تعلیم بھی تھوڑا بہت حصہ کاروبار میں لیا کرتا تھا اور کالج سے آنے کے بعد میں والد کے ساتھ کاروبار میں ہاتھ بٹایا کرتا تھا اس لئے میں زندہ باد و مردہ باد کی سیاست میں کبھی نہیں آیا اور نہ ہی کسی قسم کے دیگر مشاغل میں حصہ لیا۔

کاروبار کے بارے میں بھی ہمارے قارئین کو بتائیں کہ آپ کون سا کاروبار کرتے ہیں؟

ہمارا کاروبار آڑھت کا ہے اور ہم تھوک کا کاروبار کرتے ہیں۔ لیکن کھانڈ (چینی) ایک ایسی آئٹم ہے جو ہم شروع ہی سے کر رہے ہیں اور اب تک کر رہے ہیں۔

آج کل آپ عوامی اجتماعات میں بھی نظر آتے ہیں اور سماجی خدمات کے حوالے سے بھی آپ کا نام سماجی شخصیات میں آنے لگا ہے تو یہ سماجی خدمت کا جذبہ کیسے پیدا ہوا؟

دراصل میرے والد صاحب سیاست میں تھے اور ایم این اے منتخب ہونے کے بعد وہ کافی مصروف بھی ہو گئے ہیں۔ تو چونکہ عوام نے انہیں منتخب کیا ہے اور عوامی مسائل کو حل کرنا اُن کے مسائل کو سننا ہمارا فرض بھی ہے۔ تو اس ناطے مجھے اپنے والد کی جگہ پر ڈیوٹی دینا پڑتی ہے اور اس سلسلے میں مختلف اجتماعات میں شرکت بھی لازمی ہے اور عوامی بھلائی کے کام کرنا بھی۔

خالد صاحب! آپ کے علاقے میں مسائل کی نوعیت کیا ہے کیا ان مسائل پر بلدیاتی اراکین

صوبائی حکومت توجہ نہیں دیتی یا کہ وہ صرف مرکزی نوعیت کے ہیں ؟

اصل میں جی مسائل بہت زیادہ ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ سرکاری اہل کاروں کے پاس یہ بھی ایک جواز موجود ہے کہ جب ان سے کسی مسئلے کے بارے میں بات چیت کی جاتی ہے تو وہ پہلی بات ہی یہ کہتے ہیں کہ یہ ہمارے دائرہ اختیار سے باہر ہے اور فلاں محکمے کی ذمہ داری ہے۔ آپ اس محکمے سے رجوع کریں۔ اسی لئے وفاقی حکومت نے پیپلز ورکس پروگرام شروع کیا ہے تاکہ عوام کے دیرینہ اور انتہائی اہم نوعیت کے مسائل پر قابو پایا جا سکے اور عوامی رائے کا احترام کرتے ہوئے عوامی مطالبات پورے کئے جائیں۔ اب جہاں تک سوال ہے صوبائی حکومت اور بلدیات کا تو چونکہ یہ براہ راست اپوزیشن کے ماتحت ہیں۔ اس لئے یہ ان حلقوں میں کوئی ترقیاتی کام نہیں کرتے جہاں پیپلز پارٹی کے نمائندے الیکشن میں کامیاب ہوئے ہیں۔ یہاں سڑکیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ پورے ضلع میں کوئی کالج نہیں ہے۔ سکول ہیں تو وہاں ٹیچرز نہیں ہیں۔ سکولوں کی عمارات شکستہ ہیں جدید ذریعہ تعلیم کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ بچوں کی جسمانی نشوونما کے لئے کھیل کود کے مواقع نہیں ہیں پینے کے پانی کی قلت۔ بجلی کا ناقص انتظام اور دیگر بہت سے ایسے بنیادی مسائل ہیں جو فوری توجہ کے مستحق ہیں۔

وفاقی حکومت نے ان مسائل کے حل کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں اور آپ نے بحیثیت منتخب عوامی نمائندے کے کیا کیا ہے ؟

قادری صاحب! وفاقی حکومت نے ہمیں فنڈز دے دیئے ہیں اب یہ اراکین اسمبلی کا اپنا مسئلہ ہے کہ ان کی نظر میں علاقے میں کن مسائل کی اہمیت زیادہ ہے اور یہ فنڈز کہاں خرچ کئے جائیں اور ایسے منصوبے بنائے جائیں جن کی افادیت زیادہ ہو۔ صرف ہمارے حلقے کے لئے ہمیں ایک کروڑ سے اوپر فنڈز ملے ہیں۔

آج کل صوبائی حکومت کی جانب سے آپ کے خلاف پولیس کا عملہ حرکت میں ہے یہ کیا ہے میاں نواز شریف آپ سے انتقام لے رہے ہیں یا کوئی اور معاملہ ہے ؟

دیکھیں جی ہماری صوبائی حکومت یا میاں نواز شریف

کے ساتھ کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے۔ ہمارا اُن سے اختلاف اصولی، نظریاتی اور سیاسی ہے اور یہ زندہ اور باشعور قوموں کی علامت ہے اگر میاں نواز شریف یہ سمجھتے ہیں کہ ایسے اوچھے ہتھکنڈوں سے وہ ہمیں خرید لیں گے تو یہ ان کی خام خیالی ہے۔ ہم نہ کبھی ماضی میں بکاؤ مال بنے تھے نہ اب بنیں گے۔ میاں نواز شریف کے پاس طاقت ہے اور اگر وہ اس کا منفی استعمال کرنا چاہتے ہیں تو کئے جائیں۔ ہم بہرحال ہر میدان میں میاں نواز شریف کا مقابلہ کریں گے۔ ہمیں عوام کی نظروں میں سرخرو ہونا ہے اور سب کچھ عوام کے سامنے ہے۔

خالد صاحب! گیارہ سالہ طویل انتظار کے بعد انتخابات عمل میں آئے اور اس کے نتیجے میں ایک عوامی حکومت وجود میں آئی۔ تو آپ کے خیال میں کون لوگ ہیں جو عوامی رائے کا احترام نہیں کر رہے اور خرید و فروخت جوڑ توڑ دھونس دھاندلی کے ذریعے اپنی اکثریت ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں ؟

دیکھیں جی یہ مفاد پرستوں کا ٹولہ ہے جو گیارہ سال مسلسل دھاندلی کے ذریعے ناجائز ذرائع سے دولت اکٹھی کرتے رہے اور دھونس سے عوام پر مسلط رہے۔ اُس دور میں بھی اُن کے آقا انہیں انہی ذرائع سے اپنا ہمنوا بنائے رہے اور اب یہ لوگ بھی اپنے پیشرووں جیسے ہتھکنڈے اپنا کر ان کوششوں میں مصروف ہیں کہ کسی طرح عوامی حکومت کو غیر قانونی طریقے سے ختم کر کے اقتدار پر قابض ہو جائیں اور انسانی حقوق معطل کر کے قومی خزانے کو دونوں ہاتھوں سے

لوٹیں۔ پارٹی یا مرکزی حکومت آج ان کے احتـ[...] کا نعرہ لگانا بند کر دے اور ان لوگوں کو یقین د[...] کہ اُن سے حساب نہیں مانگا جائے گا تو یہ لو[...] آج ہی پیپلز پارٹی میں شمولیت کا اعلان کر دیں[...]

چوہدری صاحب! ایک بات ہماری سمجھ[...] نہیں آتی کہ پیپلز ورکس پروگرام عوامی بھلائی[...] فلاح عامہ کا کام ہے تو پھر اپوزیشن مسلسل اُس کی مخالفت کیوں کر رہی ہے ؟

یہ تو جی بہت سادی سی بات ہے دراصل ہم[...] ہاں جو جاگیرداری نظام ہے اور معاشرے پر جاگیر[...] ڈیرے کا جو تسلط ہے تو اس سسٹم میں عوامی فلا[...] بہبود کے کام ان حضرات کی مداخلت کے بغیر ہو[...] لگیں تو ان کی اجارہ داری ختم ہوتی ہے اور عوا[...] سامنے اُن کا امیج ختم ہو جاتا ہے ان کے مفاد[...] پر زد پڑتی ہے۔

اچھا جی کھر صاحب کی پیپلز پارٹی میں شمولیـ[...] سے پنجاب کی قیادت میں کیا تبدیلی آئے گی ؟

قادری صاحب! ہمارے پاس گو پنجاب [...] قیادت کی کمی نہیں ہے مگر عوامی مقبولیت اور [...] سوجھ بوجھ کے معاملہ میں کھر صاحب کا شمار اعلیٰ [...] کے سیاست دانوں میں ہوتا ہے۔ لہٰذا تبدیلی [...] جو توقع کی جا رہی ہے وہ درست ہے اس سے پا[...] کے درکرز کو بھی حوصلہ ہو گا اور مخالف گروہ کے لو[...] بھی اس دیدہ دلیری سے دھونس دھاندلی کا مظـ[...] نہیں کر سکیں گے۔ اب یہ کھر صاحب کی بھی ذمہ دا[...] ہے اور وہ بہتر سمجھتے ہیں کہ وہ کونسی حکمت عملی اپنا[...] گے جس سے ملک و قوم کی خدمت کر سکیں اور جمہو[...] کو استحکام اور دوام مل سکے۔

خالد صاحب! ہمسایہ ملک بھارت کی طرف [...] جو وفاقی حکومت نے دوستی کا ہاتھ بڑھایا ہے تو آ[...] جے آئی کے حلقوں کی طرف سے اس کی سختی سے مخا[...] کی جا رہی ہے۔ آپ کی کیا رائے ہے ؟

قادری صاحب! یہ مخالفت برائے مخالفت [...] اس کی ٹھوس وجوہات نہیں ہیں۔ ہم اس وقت پوزیـ[...] میں نہیں ہیں کہ کوئی جنگ لڑ سکیں اور بے نظیر صا[...] کی حکمت عملی اور فہم و فراست سے جنگ کا خطرہ ہما[...] سر سے ٹل چکا ہے اور یہ لوگ محض مخالفت کر ر[...]

ہم نواز شریف کا ہر محاذ پر ڈٹ کر مقابلہ کریں گے

ہیں اور اپنے پروپیگنڈہ سے عوام الناس کا ذہن پراگندہ کر رہے ہیں۔

آئی جے آئی کا پاکستانی سیاست میں کیا کردار ہے ؟

آئی جے آئی کا کام فقط پروپیگنڈہ ہے یہ لوگ جمہوریت کو ناکام بنانے کی سازش میں مصروف ہیں اور اس کے لئے انہوں نے اپنی تمام توانائی اور صلاحیت داؤ پر لگا دی ہے یہ لوگ دانستہ عوام کے ذہنوں میں جمہوریت کے لئے نفرت بٹھا رہے ہیں تاکہ مارشل لاء کی راہ ہموار کی جا سکے یا شخصی حکمرانی اور مطلق العنانیت کا ازسرِ نو دور دورہ ہو سکے۔ یہ فقط اس کام میں مصروف ہیں۔

آپ کی پسندیدہ سیاسی اور روحانی طور پر کونسی ہے ؟

دیکھیں جی بہت سے لوگ پسندیدہ ہوتے ہیں کسی ایک کے بارے میں کہنا تو بہت مشکل ہوتا ہے۔ مگر پھر بھی روحانی طور پر پیر صاحب دیول شریف اور سیاسی لحاظ سے بے نظیر میری پسندیدہ شخصیت ہیں۔

میدانِ سیاست میں آپ کے کیا کرنے ارادے ہیں ؟

میرا ارادہ ہے کہ میں آئندہ الیکشن لڑوں اور عوام کی خدمت کروں۔

سلمان صدیقی

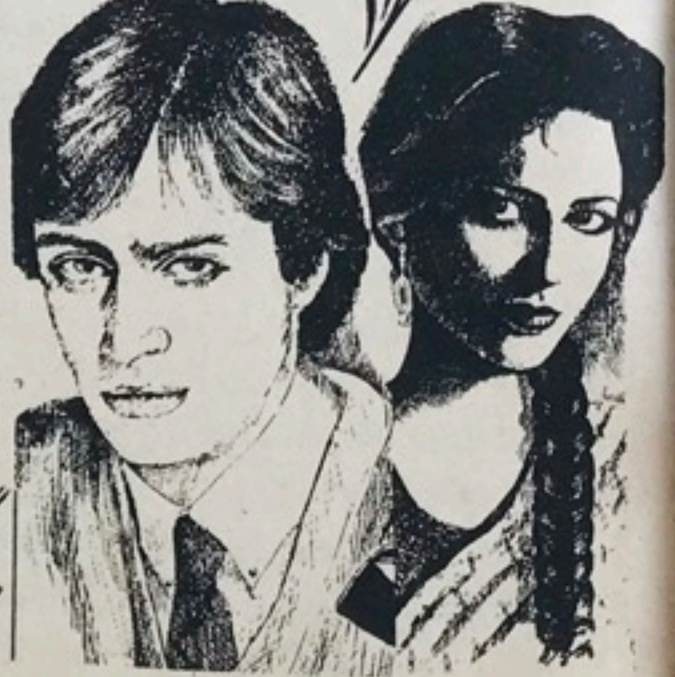

اندھیروں میں کھو جاؤ گا ایک دن اے مری جانِ جاناں تمہیں کچھ خبر ہے
مسافر ہوں میں روشنی کے سفر کی مسافت تو چند ایک پل کا اثر ہے
پرندوں کی مانند میں بھی درختوں کی شاخوں پہ امشب بسیرا کروں گا
زمیں مجھ پہ تنگ اور بھی ہو چکی ہے ہواؤں کی بھی اب کے مجھ پر نظر ہے
خیالوں سے خوابوں کی تسخیر کا مرحلہ گو ابھی تک ہے دلچسپ لیکن
خرد کی ضیا پوچھتی پھر رہی ہے کہ اے عقلِ آدم حقیقت کدھر ہے
تمہیں کس طرح یہ بتاؤں برے لوگ اچھوں کی صف میں کھڑے ہو چکے ہیں
رگوں میں اندھیرا تو ہے اے مجسّم مگر ذہن میں دُور تک اک سحر ہے
اُتر ہی گئے ہو سمندر کی تہہ میں تو سلماؔن ساحل کو تم بھول جاؤ
سمندر تصوّر سے بے حد بڑا ہے مگر اس کا ساحل بہت مختصر ہے

مچھر

از طاہر شاہ

آج کل مچھروں نے بہت تنگ کر رکھا ہے دن بھر کے تھکے ہارے رات کو جب نیند کے ذریعے اپنے آپ کو نئے دن کے لئے تیار کرتے ہیں تو رات کو یہ مچھر نہیں سونے دیتے۔ دن بھر مہنگائی، اقربا پروری سفارش، رشوت معاشرے کے ناسور مچھر نہیں چین لینے دیتے۔

میں نے رات کی تاریکی میں اپنے سرہانے آنے والے مچھر سے دریافت کیا کہ یار ہم لوگ تو سارا دن پریشانیوں کے مچھروں سے نبٹ کر آ رہے ہوتے ہیں اور رات کو تم لوگ نہیں سونے دیتے تم کسی سرمایہ دار، جاگیر دار کا خون کیوں نہیں چوستے۔ اس پر وہ اس طرح گویا ہوا۔ امیر آدمی کے گھر گھستے ہوئے تو ہم کو بھی ڈر لگتا۔ اس کے دروازے پر بیٹھا ہوا مچھر ہمیں اندر نہیں گھسنے دیتا۔ ہم غریب آدمی کا خون نہ چوسیں تو پھر کس کا خون چوسیں پھر ہمیں غریب آدمی کا خون چوستے میں مزا بھی بہت آتا ہے۔ میں نے کہا کہ غریب آدمی کا تو پہلے ہی کافی خون چوسا جا رہا ہے۔ آٹا ڈیڑھ سو روپیہ من دودھ دس روپے کلو گوشت ۲۵ روپے کلو غرضیکہ ہر چیز کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ ان تمام پریشانیوں سے نجات کے بعد وہ آرام کی غرض سے رات گزارنے کی کوشش کرتا ہے تو تم آ موجود ہوتے ہو۔ کہنے لگا یار میں ان مچھروں سے تو اچھا ہوں جو جھوٹے وعدوں سے غریب آدمیوں سے ووٹ لے کر اسمبلیوں میں جا بیٹھتے ہیں اور پھر ان کا ہی خون چوستے ہیں۔ میں ان انصاف کے علمبردار مچھروں سے تو اچھا ہوں جو عدالتوں اور تھانوں میں بیٹھ کر چند ٹکوں کی خاطر انصاف کے متلاشی انسان کا خون چوستے ہیں جو انصاف کی کرسی پر بیٹھ کر انصاف کا خون چوستے ہیں۔ میں ان مچھروں سے تو اچھا ہوں جو نوجوان نسل کو بے راہروی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ انکو منشیات، ڈاکہ زنی اور معاشرتی برائیوں کی طرف لے جا کر قوم کا خون چوس رہے ہیں میں ان مچھروں سے تو اچھا ہوں جو ہسپتالوں میں بیٹھ کر سفارش سے بیمار غریب مریضوں کو لوٹ کھسوٹ کر ان کو موت کی آغوش میں سلا رہے ہیں میں ان مچھروں سے اچھا ہوں جو دوائیوں میں ملاوٹ کر کے روزانہ ہزاروں انسانوں کا خون چوس رہے ہیں۔ میں ان مچھروں سے اچھا ہوں جو علم کو بیچ کر نوجوانوں کو معاشرہ کا ناسور بنا رہے ہیں۔ میں ان مچھروں سے اچھا ہوں جو مستحق اور غریب نوجوانوں سے نوکریاں چھین کر غیر مستحق اور سفارشی لوگوں کو بیچ کر ملکی جڑوں کو کھوکھلا کر رہے ہیں۔ میں ان مچھروں سے اچھا ہوں جو چند ٹکوں کی خاطر ملکی سلامتی کو دوسرے ملکوں میں بیٹھ کر بیچ رہے ہیں جو آپس کی لڑائیوں سے غریب عوام کے چین و سکون کو برباد کر رہے ہیں۔ میں ان مچھروں سے تو اچھا ہوں جو محض چند ٹکوں کی خاطر قانون کو بیچ دیتے ہیں۔

مچھر اپنی کہانی شروع کئے ہوئے تھا۔ اس گفتگو کے دوران میری آنکھ لگ گئی۔ نجانے اس نے کون کون سے خون چوسنے والے مچھروں کی داستان سنائی ہو گی۔ میں رات کے اس آخری حصہ میں پہنچ گیا تو اچانک میری آنکھ کھلی تو مچھر اپنی کہانی کے اس حصہ تک پہنچ گیا تھا۔ جس کے متعلق میرے نانا جان کہا کرتے تھے کہ مچھر بہت بہادر ہوتا ہے کہ وہ اپنی آمد کی خبر ایک زوردار سائرن کے ساتھ دیتا ہے حالانکہ شیر بھی چھپ کر شکار کرتا ہے۔

میرے ملک کے مچھر بہت بہادر ہیں وہ بھی اپنے آنے کی خبر موٹر سائیکل برداروں کی شکل میں پہلے ہی دے دیتے ہیں کہ اٹھو ہم تمہارا خون چوسنے آ رہے ہیں اور ہم اسی طرح آتے رہیں گے لیکن جب ہمیں ووٹ لینا ہو گا تو ہم رات کی تاریکی میں چپکے سے آ جائیں گے اور اپنی چکنی چپڑی باتوں اور وعدوں سے ایک مرتبہ پھر غریب آدمیوں کو نئے خون کی ترغیب دیں گے تاکہ آئندہ سالوں تک ہم اسی طرح ان کا خون چوستے رہیں اور ان کے خون کی مقدار کم نہ ہونے پائے۔

لمحاتِ وصل کیسے خیالوں میں کٹ گئے
وہ ہاتھ ٹھیک نہ پائے کہ گھونگھٹ سمٹ گئے
تا دو بارہ ملنے کا وعدہ جدائیاں
اتنے بہت سے کام اچانک نمٹ گئے

نوجوان شاعروں اور لکھاریوں کو دعوتِ سخن

تمام نوجوان شاعر اور لکھاریوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ افسانے ناول، غزل، نظم، ملکی و غیر ملکی معاملات پر مشاہدے تجزیئے۔ آپ بیتی اور علاقائی مسائل پر اپنی تازہ تحریریں ارسال کریں معیاری تحریر کی صورت میں مناسب معاوضہ دیا جائے گا۔

نوجوانوں کیلئے خوشخبری

ماہنامہ "یوتھ انٹرنیشنل" کی انتظامیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ ہر شعبے کے نوجوانوں کی بھرپور حوصلہ افزائی کے لئے باصلاحیت نوجوانوں کو قومی سطح پر آگے لانے کے لئے ہر شعبہ زندگی میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرنے پر ہر سال "یوتھ انٹرنیشنل میڈل" دیا جائے گا۔ یہ میڈل نوجوان سیاست دان، بہترین ادیب، بہترین شاعر، بہترین طالب علم رہنما، بہترین سماجی ورکر، بہترین تاجر، بہترین صحافی، بہترین آرٹسٹ، بہترین سپاہی، بہترین وکیل، بہترین کسان، بہترین مزدور، بہترین دانشور اور دیگر شعبوں سے وابستہ بہترین نوجوانوں کو دیئے جائیں گے۔ میڈل کے لئے نوجوانوں کی نامزدگی قارئین یوتھ انٹرنیشنل اپنے خطوط کے ذریعے کریں گے حتمی فیصلہ قارئین کی آراء پر کیا جائے گا جسے کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکے گا۔ اس میڈل کا اطلاق اندرون ملک و بیرون ملک پر ہو گا۔ یہ میڈل ہر سال دیئے جائیں گے قارئین یوتھ انٹرنیشنل سے التماس ہے کہ وہ اس سلسلے میں اپنی آراء ارسال فرمائیں۔ میڈل کی مستحق وہی شخصیت قرار پائے گی جس کے حق میں قارئین کی زیادہ آراء ہوں گی۔

وائی ڈبلیو سی اے کی مس فرزانہ سے ایک ملاقات

منظر وحید

پرکشش خدوخال، منفرد شخصیت، باوقار اور پُرتمکنت، لب و لہجہ، عزم مصمم اور اخلاق و کردار کا مجسمہ۔ عورت میں یہ چند چیزیں انتہائی اہمیت کی حامل ہوتی ہیں۔ ایسی ہی ایک شخصیت مس فرزانہ کی ہے جو کہ نہ صرف تعلیم یافتہ ہیں۔ بلکہ ملکی اور بین الملکی حالات و واقعات پر بھی گہری نظر رکھتی ہیں۔ خواتین کے مسائل پر اُن کی خصوصی توجہ ہے۔ اور اُن کے حل کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہتی ہیں۔

مس فرزانہ وائی۔ ڈبلیو۔ سی۔ اے کی پروگرام سیکرٹری کی حیثیت سے ایک مدت سے فرائض انجام دے رہی ہیں۔ فرزانہ خواتین کے سماجی حلقوں میں نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔ ادبی حلقوں میں بھی معروف ہیں فرزانہ صرف شہری حلقوں تک ہی محدود نہیں ہیں۔ بلکہ وہ وائی۔ ڈبلیو۔ سی۔ اے کے پروگرام کے تحت دیہی علاقوں میں بھی جاتی ہیں۔ اور دیہاتی خواتین کے مسائل کے حل کے لئے کوشاں ہیں۔ اور یہ اُن کی کوششوں کا ثمر ہے کہ قصور سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں میں مرکز تعلیم بالغاں اور ایک پرائمری سکول کو چلا رہی ہیں۔ گھریلو خواتین کے مسائل کے حل کے لئے اپوا اور عورت فاؤنڈیشن کے ساتھ بھی اشتراکِ تعاون ہے۔

وائی۔ ڈبلیو۔ سی۔ اے میں اپنی ذمہ داریوں کے متعلق بات چیت کرتے ہوئے فرزانہ نے کہا کہ یہاں اُن کی ذمہ داری نوجوانوں کے متعلق ثقافتی پروگرام ارینج کرنا ہے۔ نوجوان لڑکیوں کے لئے مختلف کلاسز اور کورسز کا اہتمام ہے۔ تاکہ لڑکیاں فالتو وقت کسی تعمیری کام میں لگائیں۔ اور بچت کے مواقع بھی پیدا ہوں۔ ہم یہاں کٹنگ کلاس۔ کوکنگ کلاس۔ اور میک اپ کلاس کا اہتمام کر رہے ہیں۔ جہاں لڑکیاں آکر یہ کام سیکھتی ہیں۔ بعض یہ کام شوقیہ کرتی ہیں اور بعض نے اسے پیشہ کے طور پر اپنا لیتی ہیں اور دونوں صورتوں میں یہ ایک اچھا کام ہے۔

اپوا اور عورت فاؤنڈیشن کے تعاون سے لاہور کی پسماندہ بستیوں بادامی باغ اور بستی سیدن شاہ میں بھی انہوں نے خواتین کی بہبود۔ اُن کی صحت۔ تعلیم کے لئے بہت کام کیا ہے۔ فرزانہ نے بتایا کہ تمام کورسز اور دیگر فلاحی کام ماہرین کی زیرِ نگرانی انجام دیئے جاتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اس وقت بھی کٹنگ، کوکنگ اور میک اپ کی کلاسز میں لڑکیوں کی تعداد پچاس سے اُوپر ہے۔ خواتین کے مسائل کے بارے میں ہمارے نمائندے کے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے بتایا کہ خواتین کا سب سے بڑا مسئلہ تعلیم ہے۔ تعلیم کی کمی کی وجہ سے خواتین مختلف مسائل کا شکار ہیں۔ تعلیم کی کمی ہی کی وجہ سے انہیں اپنے حقوق و فرائض کا ادراک نہیں ہے۔ اگر خواتین تعلیم یافتہ ہوں تو وہ نہ صرف ملکی ترقی میں اہم رول ادا کر سکتی ہیں۔ بلکہ قوم کو ایک اچھا مستقبل بھی فراہم کر سکتی ہیں اولاد کو اچھی تعلیم و تربیت دے کر۔ انہوں نے کہا کہ معاشرے میں آج تک عورت کو دوسرے درجے کا شہری تصور کیا جاتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ خواتین کو بھی اپنا تشخص بحال کروانے کے لئے مہم چلانے کی ضرورت ہے۔

انہوں نے ایک مرتبہ پھر زور دیتے ہوئے کہا کہ خواتین کے لئے علم بہت ضروری ہے۔ اور یہی ایک ذریعہ ہے کہ اُن میں شعور آگہی۔ اور حقوق و فرائض کا احساس پیدا کیا جا سکے۔ اور پھر یہ ایک مذہبی فریضہ بھی ہے اور دنیا کے ہر مذہب نے یہ حکم دیا ہے کہ اپنے ماننے والوں کو کہ وہ علم حاصل کریں۔ علم ایک روشنی ہے جو انسان کو ظلمت سے نور کی طرف لاتی ہے۔ اور اُسے فہم ادراک شعور عطا کرتی ہے۔

انہوں نے کہا کہ خواتین کا ایک مسئلہ شادی بھی ہے۔ جو کہ ایک مقدس دینی فریضہ معاشرتی ذمہ داری اور انسانی ضرورت کے علاوہ بقائے آدمیت کا ایک ذریعہ ہے۔ مگر لالچی طمعی حضرات جہیز کے لالچ میں اس مقدس اور اہم فریضے کو پامال کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سادگی اعتدال پسندی، اس مسئلے کا سب سے بڑا حل ہے۔ اور اس کے ذریعے سے ہم اس مسئلے پر قابو پا سکتے ہیں۔ جہیز کے خلاف ایک انقلابی مہم کی اشد ضرورت ہے۔

تعارف
سید اطہر علی کاظمی

نگہ بلند سخن دلنواز جاں پر سوز علامہ اقبال مرحوم کے تخیل میں جو ایک شاہین بچے کا تصور تھا۔ اُس جیتا جاگتا اترتا ہوا۔ ایک جواں رعنا۔ چہرے پر دھیمی دھیمی مسکراہٹ، سانولی رنگت، سلیقے سے جمے ہوئے بال تراشوں مونچھیں، ستواں ناک، صحت مند، باوقار لہجہ، پُر تمکنت چال، جوش و جذبہ سے معمور، سچا پاکستانی، محنتی ایماندار، خوش اطوار، خوش اخلاق، مگر سادگی پسند منکسر المزاج خوف خدا رکھنے والے یہ جوان سید اطہر علی کاظمی ہیں جو فیروز پور روڈ پر رحمٰن پورہ موڑ اور مسلم ٹاؤن موڑ کے وسط میں کاظمی اسٹیٹس کے نام سے جائیداد کی خرید و فروخت کا ایک ادارہ چلا رہے ہیں جس کے وہ نہ صرف بانی ہیں بلکہ رُوحِ رواں ہیں۔ سید اطہر کاظمی اِس وقت لاہور کے بڑے بروکرز میں شمار ہوتے ہیں۔ اخلاق، کردار، معاملہ فہمی، دیانتدارنہ طریق کار کی بنا پر نہ وہ صرف عوام الناس بلکہ اِس کاروبار سے متعلقہ لوگوں میں بھی اچھے نام سے جانے جاتے ہیں۔ پراپرٹی کا کام کرنے والے انویسٹرز بلا خوف و خطر اور بغیر ہچکچاہٹ کے ان کے پاس سرمایہ کاری کرتے ہیں۔

سید اطہر علی کاظمی کا تعلق سیالکوٹ کے موضع سیداں رتیاں کے معروف سید خانوادے سے ہے۔ اُن کی پیدائش کوئٹہ میں ہوئی جہاں اُن کے والد اُن کے والد اُن دنوں تعینات تھے۔ شیر خواری کا زمانہ انہوں نے کوئٹہ ہی میں گزارا والد صاحب چونکہ آرمی میں تھے لہٰذا اُن کی تبدیلی مختلف سٹیشنوں پر ہوتی رہتی تھی جلد ہی اُن کی ٹرانسفر لاہور ہو گئی۔ کاظمی صاحب نے اپنے بچپن لاہور میں گزارا۔ اور لاہور ہی کے کالجوں میں تعلیم حاصل کی۔ کاظمی صاحب اعلیٰ تعلیمیافتہ ہیں اور لاہور کے معروف اداروں سے سند یافتہ ہیں میٹرک کرنے کے بعد اُنہوں نے اسلامیہ کالج سول لائن میں داخلہ لیا اور یہیں سے انہوں نے گریجوایشن کیا بعد ازاں نیشنل کالج آف آرٹس سے فائن آرٹ میں ڈپلومہ لیا۔ حصولِ علم کی تشنگی تب بھی نہ بجھی تو انہوں نے پنجاب یونیورسٹی لاہور میں داخلہ لیا اور یہاں سے سوشل ورک میں ایم۔ اے کیا۔ سوشل ورک میں ایم اے کرنے کے بعد اطہر علی کاظمی کا باقاعدہ علمی سفر اختتام کو پہنچا۔ گو کتب و رسائل سے اُنکا ناطہ ابھی تک قائم ہے۔ لیکن یہ تعلق بے قاعدہ ہے۔ ماسٹر کرنے کے بعد وہ نیشنل ڈویلپمنٹ والنٹیرز پروگرام سے منسلک ہو گئے۔ تین سال تک وہ اِس ملازمت میں رہے۔ بعد ازاں بہمہ وجوہ انہوں نے استعفیٰ دے دیا اور پوری توجہ پراپرٹی کے کاروبار پر مرکوز کر دی اور آج پاکستان میں پراپرٹی کے کاروبار سے منسلک حلقوں میں اچھی شہرت کے حامل ہیں اطہر کاظمی کی اَب تک کی زندگی جستجو اور محنت سے عبارت ہے۔ وہ سیلف میڈ آدمی ہیں انہوں نے بتایا کہ وہ اِس کاروبار سے میٹرک کرنے کے بعد سے وابستہ ہیں۔ ہمارے ایک سوال کا جواب میں انہوں نے کہا کہ میں گھر میں سب سے بڑا تھا۔ والد صاحب کی ریٹائرمنٹ کے بعد بنیادی ضروریات کا حصول ہمارے لیے ایک مسئلہ تھا اور کسی صورت حل ہوتے میں نہ آرہا تھا۔ میرے ایک دوست کے والد جو کہ اس کاروبار سے وابستہ تھے۔ اُنہوں نے میری حالت، مالی حالت میری لگن، میرے جذبے کو دیکھتے ہوئے مجھے اِس کاروبار کی ترغیب دی۔ اور آج اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے وہ مقام اولیٰ پر بیٹھے ہیں۔ ہم نے نوجوانوں کی دلچسپی اُن میں محنت کا جذبہ بیدار کرنے کیلئے اطہر کاظمی سے تفصیلی گفتگو کی جو پیشِ خدمت ہے۔ اِس میں نوجوانوں کے لیے خصوصاً ایک پیغام ہے۔ سچ جانیئے تو ہمیں بہت حیرت ہوئی کہ اِس قدر اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص جو خداداد انتظامی صلاحیتوں سے بھی کما حقہٗ آگاہ ہے۔ اور سرکاری ملازمت بھی کر

نوجوان راہنما اطہر علی کاظمی کی تلخ و ترش باتیں

چکا ہے۔ وہ ملازمت چھوڑ کر اِس کاروبار سے کیسے وابستہ ہو گیا۔ حالانکہ ہمارے معاشرے میں عموماً اِس کاروبار کو اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھا جاتا اور عام طور پر لوگوں کے ذہن میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ پراپرٹی ڈیلر حضرات عموماً انجان لوگوں سے دھوکہ دہی کرتے ہیں اور ہم نے یہ سوال داغ دیا۔

کاظمی صاحب نے انتہائی متانت بردباری تحمل سے اِس بات کا تفصیلی جواب دیا۔ کہا کہ اِس کی وجہ یہ ہے کہ میں زمانہ طالب علمی کے زمانے سے ہی اِس کاروبار سے وابستہ ہوں اور اِس کے اسرار و رموز اور نشیب و فراز سے بڑی حد تک آگاہ تھا دوسرے یہ کہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ اِس کاروبار میں شریک ہو جائے تو یہ کاروبار ایک صنعت کا درجہ اختیار کر جائے گا۔ انہوں نے زور دے کر کہا کہ نئی نسل کی اِس کاروبار میں شریک ہو جائے تو یہ کاروبار ایک صنعت کا درجہ اختیار کر جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ اِس جذبہ کے تحت وہ اپنے ادارے میں نوجوان مددگار کو ترجیح دیں گے۔ اور اِن کی صحیح طور پر راہنمائی کرتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اِن کے ادارے سے بہت سے نوجوان تربیت حاصل کرنے کے بعد اِس وقت اپنا کاروبار چلا رہے ہیں اور باعزت روزگار کما رہے ہیں۔

لوگوں کے ذہن میں جو یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ ڈیلر حضرات دھوکہ دہی سے کام لیتے ہیں اور انجان لوگوں کو مختلف حیلے بہانوں، غلط بیانی سے لوٹ لیتے ہیں تو یہ ازل سے ہوتا آرہا ہے۔ کہ اور کسی بھی شعبہ زندگی سے وابستہ تمام لوگ کبھی بھی نہ تو بُرے ہوئے ہیں نہ اچھے اِن میں اچھے لوگ بھی ہوتے ہیں اور بُرے لوگ بھی لیکن بعض اوقات جب بُرے لوگ تعداد میں زیادہ ہو جائیں تو عموماً یہ تاثر بن جاتا ہے کہ یہ ہمیشہ ہی بُرا ہے کام ہی گندہ ہے۔ ورنہ در حقیقت پیشہ کوئی بھی بُرا نہیں ہوتا یہ انسان ہی ہیں جو کسی پیشے کو بُرا بناتے ہیں یا اُس کے بارے میں رائے عامہ خراب کر دیتے ہیں۔

ہمارے ایک جواب میں اطہر کاظمی صاحب نے کہا کہ اگر انسان اِس فیلڈ میں جذبہ خدمت کے تحت آئے اور خوفِ خدا اُس کے ذہن میں ہو تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ یہ کاروبار دنوں میں ترقی کی منازل طے نہ کر سکے۔ انہوں نے کہا کہ میرے اِس کاروبار سے منسلک ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہمارے معاشرے میں اکثریت لوگوں کی ہے جن کے پاس وسائل کی کمی ہے وہ لوگ کرائے کے مکانوں میں رہائش پذیر ہیں اور جن لوگوں کے پاس سرمایہ ہے وہ اِس قدر محدود کہ شہری علاقوں میں مکان بنانا اُن کے لئے مشکل ہے۔ پھر یہ لوگ عموماً اُن بستیوں کو ترجیح دیتے ہیں جہاں ترقیاتی کام مکمل ہو چکا ہو۔ اور لوگ باگ تعمیراتی کام شروع کر دیں۔ اور اِس عرصے میں زمین کی قیمت آسمانوں سے باتیں کرنے لگتی ہے۔ تو ہم نے لوگوں کی توجہ اُن بستیوں اور علاقوں کی جانب منبذول کروائی اور اُنکو قائل کیا کہ محدود سرمائے میں وہ ترقی یافتہ جدید

علاقوں میں مکان نہیں بنا سکتے تو اِس کے لیے ہم ہم نے اِنہیں اِس طرف مائل کیا کہ وہ شہر سے باہر ایسے علاقوں میں اپنا مسکن بنائیں جہاں ضروریاتِ زندگی سہولت سے میسر ہوں۔ ذرائع آمد و رفت کا انتظام موجود ہو اور شہر سے زیادہ فاصلے پر بھی نہ ہوں گو اِس سلسلے میں ہم نے اپنا کوئی پراجیکٹ متعارف نہیں کروایا مگر ایسے پراجیکٹس کی کامیابی کے لئے ہم تو مصروفِ کار رہتے ہیں۔

اُنہوں نے کہا کہ صارفین اور بروکرز حضرات کیلئے ضروری ہے۔ کہ اُن میں سے ایک فریق لازماً تعلیم یافتہ ہو۔ ایل ڈی اے سے متعلقہ سکیموں سے عموماً لوگ واقف نہیں ہوتے۔ لہٰذا لوگ عموماً گھپلا کر جاتے ہیں۔ اور پھر زمین کی نوعیت بھی مختلف ہوتی ہے۔ آر ایل II سکیم کی پراپرٹی۔ پی۔ٹی۔ڈی الاٹمنٹ، رجسٹری شدہ زمین، زرعی زمین اور پھر ہر شعبے میں بہت سے مزید شعبہ جات ہیں بہت سے مسائل ہیں مشکلات ہیں، عام آدمی خواہ وہ تعلیم یافتہ ہی ہو اُس کے لیئے اِن معاملات کو سمجھنا انتہائی مشکل کام ہے۔ کجا یہ کوئی ناخواندہ یا نیم خواندہ شخص اِن معاملات کو سمجھ سکے اور ہم کسی بھی کلائنٹ کو ڈیل کرنے سے پہلے پراپرٹی کے بارے میں تسلی کر لیتے ہیں کہ وہ غیر متنازعہ ہے۔ یہی حالت سرکاری زمین کی ہے غیر سرکاری پراجیکٹس کے بارے میں عموماً یہ رائے پائی جاتی ہے کہ یہ سب فراڈ ہے۔ انہوں نے کہا کہ صرف اِس کاروبار کی ہی بات نہیں ہے کسی بھی کاروبار سے متعلقہ لوگ اگر کاروبار کو عبادت سمجھ کر لیں۔ بجذبہ خدمتِ خلق کا جذبہ شامل ہو۔ انقلابی تعمیری انداز فکر ہو تو پھر نہ ڈراج ہوتا ہے نہ فراڈ ہوتا ہے۔ نہ انسان بدنام ہوتے ہیں نہ کاروبار اور پیشہ اور اصلاحی، رفاحی، اور رفاحِ عامہ کے پراجیکٹ کام بھی شروع ہو جاتے ہیں۔

اُنہوں نے کہا کہ اَب اِس شعبہ میں تعلیم یافتہ اور تجربہ کار لوگ شامل ہونے شروع ہو گئے ہیں۔

انجمن میں اعلیٰ فوجی و سول ریٹائرڈ افسر ... میں نوجوان اعلیٰ تعلیمیافتہ طبقہ ہی اِس میں ... رہا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ یہاں جو تاثر پایا جاتا ... ہے۔ ہمارے خلاف ... رائے عامہ ہم سے شاکی ... وہ دُھند چھٹتی جا رہی ہے اور لوگوں کی توجہ پراپرٹی ڈیلر حضرات کی طرف مبذول ہو رہی ہے۔ اور وہ اِن کی معرفت کاروبار کرنا بہتر سمجھتے ہیں۔ اور اِس طبقہ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اِس کاروبار میں قوانین کی اہمیت اور اُن سے آگاہی بھی ضروری ہے انہوں نے کہا کہ بہت سے وکلا حضرات نے بھی مجھ سے اِس کاروبار کے بارے میں پوچھا ہے اِس کی معلومات حاصل کی ہیں اور اِس کے اسرار و رموز سمجھنے کے بعد بڑی دلجمعی اور کامیابی سے کاروبار کو چلا رہے ہیں

ہمارے ایک سوال کے جواب میں کہ آپ کی نظر میں گورنمنٹ کو بے گھر افراد کے لیئے گھر کی فراہمی کیلئے کیا اقدامات کرنے چاہییں۔ اور پرائیویٹ سیکٹر کو اِس مسئلے پر بہتر حل کے لیئے گورنمنٹ کی کس طرح معاونت کرنی چاہیئے؟

اُنہوں نے کہا کہ جب سے پاکستان وجود میں

آیا ہے کسی بھی حکومت نے اس جانب کوئی توجہ نہیں دی۔ اور نہ اس سلسلہ میں کوئی موثر منصوبہ بندی کی گئی ہے کہ بے گھر لوگوں کو سستے آسان اقساط میں گھر فراہم کیئے جائیں۔ کم آمدنی والے لوگوں کے لیئے سرکار مختلف سکیمیں اناؤنس تو کرتی رہتی ہے لیکن ان کی شرائط اور قواعد و ضوابط اس قدر سخت ہوتی ہیں کہ کم آمدنی والے لوگ اس سے استفادہ نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا ایک ایسا ادارہ مستقل بنیادوں پر بنایا جائے جو کہ سروے کر کے گورنمنٹ کو مفصل رپورٹ فراہم کرے اور مختلف پراجیکٹ متعارف کروائے۔ اس سے شہروں کے گرد و نواح اور شہروں میں بڑھتی ہوئی آبادی اور ٹریفک کے مسائل پر بڑی حد تک قابو پایا سکتا ہے۔ اور پھر شہروں کے گرد و نواح میں رہائش رکھنے سے گرد آلود کثافتوں سے بھرپور فضا سے باہر ایک خوشگوار اور پُر فضا ماحول میں صحت مند معاشرے کا قیام ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کہا اس معاملہ میں سرمایہ کاری کے لیئے سرمایہ داروں کو ترغیب دی جائے اور انہیں مراعات فراہم کی جائیں تاکہ لوگ اس پراجیکٹ میں سرمایہ کاری کرنے میں دلچسپی لیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ ایک ٹیم ورک ہے جس میں ڈیزائنر، آرکیٹیکچر سرمایہ دار اور بیوروکریٹ حضرات مل جل کر نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کر سکتے ہیں انہوں نے کہا کہ اس کی اشد ضرورت ہے کہ ایک اکیڈمی بنائی جائے جو کہ اس شعبہ میں تمام ان لوگوں کی راہنمائی کرے جو اس سے وابستہ ہیں۔ اور بے گھروں کو سہولت کے ساتھ گھر بنانے میں مدد دے۔ نوجوانوں میں موجودہ انتشار، انتزاق اور بے کار مشاغل میں مصروفیات کے بارے میں کیئے گئے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا

کے بارے میں انہوں نے بات خوبصورت اشعار میں کی اور کہا۔

اس زمانے کی سیاست کی بقا ہے اسمیں۔
میکدے میں کوئی ہشیار نہ رہنے دینا۔
ہاں ابھارو ابھی رہ باصفت لوگوں کو۔
ایک بھی صاحب کردار نہ رہنے دینا۔
منتظر آج بھی ہے اک بگولوں کا جہاں۔
نہ اپنی تہذیب کے آثار نہ رہنے دینا۔

اور نوجوانوں کے سیاسی کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے انہوں نے کہا کہ آج نوجوان سیاسی جماعتوں کا آلہ کار بنا ہوا ہے۔ تو اس میں سیاسی زعماً اور نوجوان برابر کے قصور وار ہیں کوئی شخص کسی کو بغیر اس کی رضا کہ اپنے ہاتھوں میں کھلونا نہیں بنا سکتا لیکن یہ جس قدر نعمی بے چینی اور افراتفری نظر آ رہی ہے وہ سب معاشی عدم تحفظ اور بے روزگاری کی بنا پر ہے۔ جب نوجوان مصروف ہو گا کسی ذمہ داری کا بوجھ اس پر ہو گا۔ ذمہ داری کا احساس ہو گا تو وہ دیگر مت غل اور ہلڑ بازی میں مصروف نہیں ہو گا۔ یہ انتہائی ضروری ہے کہ نوجوان میں احساس ذمہ داری پیدا کیا جایا۔ اور انہیں آزادانہ، اور خود مختاری سے کام کرنے دیا جائے۔ تو پھر یہ لوگ اپنی ذمہ داریوں کو بہت ذمہ داری سے پورا کریں گے آپ ایک مرتبہ ان پر اعتماد کر کے دیکھیں تو لازمی بات ہے کہ نوجوان اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں گے۔ اور ملک و ملت کی ترقی میں اپنا کردار ادا کرینگے

انہوں نے اپنی پراپرٹی ڈیلرز کو ایک پلیٹ فارم پر لانے اور اُن کے لیئے ایک ضابطہ اخلاق بنانے پر زور دیا اور کہا کہ ہم نے کچھ عرصہ قبل لاہور ضلعی سطح پر ایک ایسوسی ایشن آرگنائیز کی تھی جس کے صدر ملک پراپرٹی گلبرگ کے مالک شیخ ہدایت اللہ اور جنرل سیکرٹری راجہ ریاض ہیں۔

انہوں نے کہا کہ پراپرٹی ڈیلرز حضرات کو ایسوسی ایشن کے ساتھ تعاون کرنا چاہیئے اور حکومت کو ہماری سرپرستی کرنی چاہیئے۔ اور ہمارے مسائل کو حل کرنے میں ہماری مدد کرنا چاہیئے۔

کہ ہماری موجودہ نسل کو سب سے پہلے اپنے لائحہ عمل کا یقین کرے۔ اپنے اندر مضمر خداداد صلاحیتوں کو پہنچانے اور پھر اُس کے حصول کے لیئے محنت کرے۔ باقاعدہ پلاننگ کے ساتھ۔ اور سب کے ساتھ مل کر کام کریں۔ اور سب سے اہم بات کو مدِ نظر رکھنی چاہیئے کہ معاشرے کا کوئی فرد جب تک ترقی کرتا ہے تو وہ فرد کی نہیں بلکہ معاشرے اور اجتماعی ترقی ہوتی ہے۔ اور جب ہم لوگ اجتماعی سوچ کے ساتھ میدانِ عمل میں آئیں گے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہمارا ملک ترقی یافتہ قوموں میں شامل نہ ہو۔ لیکن ہمارے ہاں ترقی کے تمام راستے محدود کر دیئے گئے ہیں۔ ہر راہ روک دی گئی ہے۔ نوجوانوں کو تعلیم حاصل کرنے کے بعد بھی کسی جانب کوئی واضح مستقبل نظر نہیں آتا۔

غزل

(سلمان صدیقی)

غمِ جاناں امر ہے
جوانی مختصر ہے
غموں کی تیرگی ہیں
چھپی کوئی سحر ہے
جسے میں چاہتا ہوں
وُہ مجھ سے بے خبر ہے
فقط احساس ہے جو
وہ میری چشم تر ہے
کرو تدبیر کوئی
دُعا اب بے اثر ہے
زمانہ دشتِ غم ہے
محبت در بدر ہے
وہی چہرہ ہے میرا
وہی گردِ سفر ہے
جو منزل بھول جائے
وُہ کیسا راہبر ہے
نہ دیواریں نہ سایہ
یہی تو میرا گھر ہے
وُہ میری دسترس سے
ابھی اِک کوس پہ ہے
لکھو سلمان کچھ تو
تمہیں اَب کس کا ڈر ہے

اداکارہ رقاصہ شاہدہ منی کی زندگی کے پوشیدہ واقعات

فلمی دُنیا کے لوگ عموماً ایک ڈاکٹر سے علاج کروانے کے قابل نہیں ہوتے

ع۔ق

دُکھ سے جنم لے کر اس دنیا میں آنے والا کوئی بھی ذی روح یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ کبھی بیمار نہیں ہوا۔ جانور ہو یا انسان، طبیعت کی نرمی گرمی تمام مخلوق کے ساتھ ہے۔ وہ کسی بھی نوعیت کسی بھی نسل اور کسی بھی علاقے سے تعلق رکھتا ہو مرض اُس کے جسم میں جگہ بنا ہی لیتا ہے۔ جانور تو خیر بے زبان ہوتے ہیں۔ لہٰذا وہ فقط ایسے محسوس ہی کر سکتے ہیں لیکن انسان خواہ وہ بادشاہ ہو یا فقیر، طاقتور ہو یا کمزور۔ اچھی شکل و صورت کا مالک ہو یا واجبی سا تعلیم یافتہ ہو یا جاہل مگر یہ قدر مشترک ہے تمام انسانوں میں بیماری اندھی ہوتی ہے یہ حیثیت مرتبہ دیکھے بغیر انسان پر حملہ آور ہوتی ہے۔

فلمی دنیا سے متعلق لوگ ہمیں خوش و خرم، صحت مند، بے فکرے دکھائی دیتے ہیں عام لوگوں کا ان کے بارے میں تاثر یہی ہے کہ یہ لوگ کبھی کسی دُکھ، غم، الم یا بیماری کی زد میں نہیں آتے حالانکہ یہ درحقیقت ایک مفروضہ ہے اور سخت نوعیت کی غلط فہمی۔ یہ لوگ بھی ہم جیسے انسان ہیں انہیں بھی محنت کرنی پڑتی ہے اور ان کی محنت کا کوئی وقت مقرر نہیں ہوتا ہے۔ اکثر اوقات دن رات شوٹنگ میں مصروف رہتے ہیں۔ بعض مرتبہ صرف دن میں کام کرتے ہیں اور عموماً ساری ساری رات "محنت مشقت" میں گزر جاتی ہے کثرتِ کار کے باعث یہ لوگ بھی اکثر و بیشتر بیمار رہتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ان کی بیماریاں مختلف اوقات میں مختلف نوعیت کی ہوتی ہیں۔ البتہ اداکاراؤں کی بات کچھ اور ہے وہ عام بیماریوں از قسم نزلہ زکام بخار اور ایام کی بے ترتیبی کے علاوہ گوناگوں قسم کے درد بھی نتھی اور نازک جان کو لگائے رکھتی ہیں۔ معروف درد یعنی سر درد، پیٹ درد، گردے کی درد، کمر کی درد جیسے معمولی درد نہیں خاص قسم کے درد کی شکایت رہتی ہے انہیں۔ آج ہم ممتاز اداکارہ شاہدہ منی کی بیماریوں کا جائزہ لیتے ہیں۔

شاہدہ منی کا تعلق بھی اکثر اداکاراؤں کی طرح اُسی منڈی سے ہے جہاں ناتراشیدہ اور بدوضع ہیروں کو تراشنے اور کانٹ چھانٹ کرنے کے بعد ہیرا بنایا جاتا ہے اور پھر اُسی منڈی کے کسی ڈربہ نما شوکیس میں سجا دیا جاتا ہے۔ شاہدہ منی کو نہ صرف اپنے فن یعنی "تاتا تھا تھئی" پر عبور حاصل ہے بلکہ وہ سا۔ رے گا ما پا کے اسرار و رموز سے بھی واقف ہے۔ اسی ڈربہ نما شوکیس میں اُسے "آداب مجرا" سکھلائے گئے۔ یہیں اُسے بتایا گیا کہ تماش بین کی مالی حالت کا اندازہ کیسے لگایا جاتا ہے۔ اسی جگہ اُسے یہ تربیت بھی دی گئی کہ دولت مند تماش بینوں کو زلف کا اسیر کیسے کیا جاتا ہے۔ کس طرح کسی خاندانی نواب کو اپنا گرویدہ بنا کر اُس سے حقے کی چلم بھروائی جاتی ہے اور پھر آہستہ آہستہ اُس نواب کو وہاں آنے والوں کے حقے کی چلم بھرنا اور گلوریاں پیش کرنا کیسے سکھایا جاتا ہے۔ یہ سب اُس بازار کی روایت ہے اور خاندانی رقاصائیں + مغنیہ = طوائف ان تمام حربوں سے بخوبی واقف ہوتی ہے۔ ورنہ نہ تو وہ کامیاب طوائف بن سکتی ہے۔ نہ ہی مستقبل میں اپنا کوٹھا دھڑا آج کل کوٹھی

اب کوٹھا کوٹھی میں تبدیل ہو چکا ہے

شاہدہ کو نئے نئے دوست بنانے کا شوق ہے

میں تبدیل ہو چکا ہے، چلا سکتی ہے اور نہ ہی نئے پنچھیوں کے لئے مشاق ترمیز بن سکتی ہے۔

شاہدہ منی بھی ان تمام نشیب و فراز سے گزر چکی ہے اور بازارِ حسن میں اپنا لوہا منوا چکی ہے یہاں اُسے سب سے پہلے جو درد اٹھا وہ تھا تماشائیوں کو اپنی جانب متوجہ کرنا اور ان کی جیبیں خالی کرنا پھر یہاں کی ریت کے بعد دوسرا درد لگا کسی مستقل گاہک یا عاشق کا جو مستقل بنیادوں پر اُس کا ہو رہے اور ماہانہ ادا کرے۔ اس درد کو رفع کیا شادمان کے ایک فرنیچر مارٹ نے اور ابھی تک نہایت مستقل مزاجی سے وہ یہ فرض ادا کئے جا رہا ہے۔ پھر ایک اور درد اسی بے چاری نازک جان کو لگا کہ بالا خانے سے نکل کر نگار خانے تک کیسے پہنچا جائے۔ تو یہ مشکل بھی حل کر دی محمد سرور بھٹی نے اور اسے فلم مزا جٹ کی کاسٹ میں شامل کر لیا۔ اب کوٹھا کوٹھی میں تبدیل ہو گیا اور بازارِ حسن کی طوائف کا شمار فن کاروں میں ہونے لگا۔ یہاں آ کر سب سے زیادہ درد جو اسے اٹھا وہ تھا یہاں اپنی مضبوط جگہ بنا۔ اس کا درماں وقتاً فوقتاً فلمساز کرتے رہے اور شاہدہ اُن کے اختلاجِ قلب اور آشوبِ چشم کے لئے دوا دارو فراہم کرتی رہی" عوضِ معاوضہ گلہ دارد" لیکن تا دیر یہ سلسلہ بھی قائم نہ رہا کہ فلمی دنیا کے لوگ کسی ایک ڈاکٹر سے علاج کروانے قائل ہی نہیں ہوتے۔ اُن کے ڈاکٹر بدلتے رہے۔ ان کی پریکٹس دم توڑنے لگی۔ غنیمت یہ ہوا کہ وہ ماہانہ ادائیگی کرنے والا ابھی سلامت تھا۔ اُس کی جیب میں فیس بھی تھی۔ بیچاری نے ابھی اُس کا پیچھا بھی نہ چھوڑا تھا۔ لہٰذا شاہدہ نے وقتی طور پر اُسی پر اکتفا کیا۔ بالا خانے سے تو پہلے ہی نکل چکی تھی۔ کوٹھا کوٹھی میں تبدیل ہو چکا تھا۔ اب جو نگار خانے سے بھی نکال دی گئی تو کوٹھی بھی ہاتھ سے جانے لگی تو شاہدہ نے کوٹھی میں ہی اپنا کاروبار چلا لیا۔ اُڑتی اُڑتی خبر پولیس کے کانوں تک بھی جا پہنچی۔ انہوں نے اس کلینک پر چھاپہ مارا اور ڈاکٹر کو بہت سے مریضوں کے ساتھ دادِ عیش دیتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑ لیا۔ ڈاکٹر تو صاف بچ گیا مگر مریض پھنس گئے اس کے بعد پولیس والے بھی محتاط ہو چکے ہیں انہیں معلوم ہے کہ شاہدہ تھانے میں ہو یا بازار میں کوٹھی میں ہو یا کوٹھے پر سٹوڈیو میں ہو یا کلینک میں وہ بھی ایک مرض میں مبتلا رہتی ہے اور جس خاص قسم کے درد میں وہ مبتلا ہوتی ہے اُس کے علاج کے بعد انسان خود مرض کا شکار ہو جاتا ہے۔

شاہدہ کے تمام امراض کا علاج ہوتا ہے۔ کوئی صحت مند، دولت مند شہزادہ اور یہ شہزادے ایک خاص عمر تک ایسے ڈاکٹروں کے مریض بنتے ہیں۔ دعا کیجئے کہ یہ دونوں بیک وقت مریض بھی ہوتے ہیں اور عطار بھی۔ لیکن شاہدہ کے دل کا درد دُور کرنے والے تو بہت مل جاتے ہیں مگر اُس کے ہوسِ زر، مستقبل کے خوف، بڑھاپے کے غم کا علاج کرنے والے بہت کم۔ اور ایسے عطار تو اب شاذ ہی ہیں جو بیک وقت شاہدہ کے تمام امراض کا علاج کر سکیں۔ اس مسئلے کا حل بھی انہوں نے نکال لیا۔ اور تماشائیوں کی آنکھوں کو اپنے عریاں بدن کے گداز سے داد دینے لگیں اور اپنے ہوسِ زر کے مرض کا علاج ڈھونڈھ۔ اب دیکھیں یہ مرض کہاں جا کر ختم ہوتا ہے اور تماشائیوں کی آنکھوں کا درد دل کے درد میں کب تبدیل ہوتا ہے اور شاہدہ کے اپنے امراض کب اور کس کے ہاتھوں شفا پاتے ہیں کیونکہ اب وہ منتھلی ادا کرنے والا۔ فرنیچر کا تاجر بھی اس لاعلاج مرض کا علاج کر کے بادلا ہو چکا ہے اور آج کل شاہدہ درد سے بے حال ہے۔ درد بھی کونسا، آنکھوں کا درد، دل کا درد، ذہن کا درد بدن کا درد، دولت کا درد، مستقبل کا درد، حال کا درد، چھوڑ کے جانے والوں کا درد، ڈاکٹروں کی کمیابی کا درد، تماش بینوں کی عدم توجہی کا درد تجوری کے خالی ہونے کا درد، جسم کے گداز کے خاتمے کا درد، حسن کی کشش کھو دینے کا درد، اب اس درد کی انتہا کیا ہے اور اس مرض کی دوا کیا ہے یہ تو اللہ جانے یا شاہدہ منی !

یوتھ تنظیموں کا تعارف

پاکستان اور دیگر ممالک میں ہر قسم کی ثقافتی سیاسی۔ معاشرتی بنیادوں پر قائم یوتھ تنظیمیں عہدیداران کا تعارف اور اپنے قیام کے مقاصد لکھیں۔ ہم انہیں نمایاں جگہ دیں گے۔ تاکہ اُن کا دیگر تنظیموں سے رابطہ ہو سکے۔ اور متحد ہو کر یوتھ کی فلاح و بہبود کے لئے کام کریں۔

بیوٹی شاعر

کھلی آنکھوں میں سپنا جھانکتا ہے
وہ سویا ہے کہ کچھ کچھ جاگتا ہے
تری چاہت کے بھیگے جنگلوں میں
مرا تن "مور" بن کر ناچتا ہے

میں اس کی دسترس میں ہوں، مگر وہ
مجھے میری رضا سے مانگتا ہے
سڑک کو چھوڑ کر چلنا پڑے گا
کہ میرے گھر کا کچا راستہ ہے

روحانی مسائل

جعلی عاملوں، دست شناسوں اور نجومیوں سے دُور رہیں
اپنے مسائل قرآن وسُنّت کی روشنی میں حل کریں

برصغیر کے مشہور روحانی معالج المعروف روحانی بابا نوجوان نسل کے ذاتی مسائل، اُن کی ہر قسم کی پریشانیوں اور اُلجھنوں کا حل علم جعفر اور قرآن وسُنّت کی روشنی میں دیتے ہیں

آج ہی اپنے مسائل اور اُلجھنوں کیلیے درج ذیل کوپن پُر کر کے روحانی بابا انچارج روحانی ڈاک معرفت یوتھ انٹرنیشنل ایوانِ اوقاف بلڈنگ نزد ہائیکورٹ لاہور کے پتہ پر ارسال کریں،

- شادی اور محبت کیلئے لڑکے، لڑکی اور اُن کی ماں کا نام آنا ضروری ہے !
- ہر کوپن کے ساتھ مبلغ -/۱۵ روپے بذریعہ پوسٹل آرڈر یا منی آرڈر یا بنک ڈرافٹ آنا ضروری ہے
- ایک کوپن اور فیس میں دو سوال کئے جا سکتے ہیں،
- جواب طلب امور کیلئے جوابی لفافہ ارسال کیا جائے۔ نیز ایسے مخصوص جوابات رسالے میں شائع نہیں کیے جائیں گے۔

نام ____________ تاریخ پیدائش ____________

والدہ کا نام ____________

مسئلہ ____________

____

ایڈریس ____________

بلدیہ کامونکی کے وائس چیئرمین چوہدری نذیر حسین سے خصوصی ملاقات

کامونکی ضلع گوجرانوالہ کی ایک تحصیل ہے اور تحصیل ہیڈکوارٹر بھی ہے یہ علاقہ اپنی پسماندگی اور مسائل کے معاملے میں منفرد حیثیت رکھتا ہے یہاں کے مسائل بے شمار ہیں مگر تشکیل پاکستان کے بعد ان مسائل پر کوئی توجہ نہ دی گئی۔ مگر آبادی کے ساتھ ساتھ مسائل میں اضافہ ہوتا رہا۔ سیاستدان انتخابات کے دوران آتے جھوٹے سچے وعدے کرتے ووٹ لیتے منتخب ہو کر اسمبلی میں جا بیٹھتے اور پھر اپنا کھیل کھیلنا شروع کر دیتے ہیں۔ ان ہی حالات کو دیکھتے ہوئے کامونکی کی نوجوان اور باصلاحیت شخصیت چوہدری نذیر حسین انصاری نے خارزار سیاست میں آنے کا فیصلہ کیا اور گزشتہ بلدیاتی انتخابات میں اپنے علاقے کی نمائندگی کرتے ہوئے بلدیاتی کونسلر منتخب ہوئے بعدازاں اپنی ذہانت اور صلاحیت کی بناء پر بلدیہ کامونکی کے وائس چیئرمین منتخب ہوئے انہوں نے اس انتخاب کے بعد بلدیہ کے مسائل پر فوری توجہ دی صفائی ستھرائی کا انتظام بہتر بنایا۔ پینے کے پانی کی فراہمی کا انتظام بہتر بنایا۔ کامونکی کے گردونواح میں آباد چھوٹے موٹے قصبوں تک اپروچ روڈز کی تعمیر میں دلچسپی لی اور ذرائع آمدورفت کا دیرینہ مسئلہ حل کروایا۔ کامونکی کا سب سے بڑا مسئلہ بچوں کی تعلیم کا تھا آبادی زیادہ اور تعلیمی ادارے کم تھے۔ لہٰذا چوہدری صاحب نے اس جانب خصوصی توجہ دی اور پرانے سکولوں کی ناگفتہ بہ حالت درست کروائی اور نئے سکول بنوائے دس مرلے کا ایک ذاتی پلاٹ سکول کی تعمیر کے لئے عطیہ میں دیا۔ علاوہ ازیں لڑکیوں اور لڑکوں کے لئے دو نئے سکول تعمیر کروائے۔ بجلی کے ناقص نظام کو جدید طریقوں سے آراستہ کیا۔ گیارہ کے وی کی لائن بچھوائی نئے ٹرانسفارمر نصب کروائے۔

انہوں نے کہا کہ اس وقت بلدیہ کامونکی کے زیرنگرانی گیارہ پرائمری سکول ہیں جن کے سٹاف کی تنخواہیں سالانہ مرمت اور دیگر انتظامات کا بوجھ بلدیہ پر ہی ہے۔ دو لاکھ کی آبادی کے لئے سالانہ فنڈ نوے لاکھ ہے جس میں بلدیہ کی آمدن بھی شامل ہے اور اسی میں سے دیگر اداروں کے علاوہ سکولوں کے انتظامات بھی کرنے پڑتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر ان سکولوں کا انتظام محکمہ تعلیم اپنے ہاتھ میں لے لے تو مالی مسائل پر کافی حد تک قابو پایا جا سکتا ہے اور بلدیہ کے پاس ترقیاتی کاموں کے لئے کافی سرمایہ جمع ہو سکتا ہے یہی نہیں بلکہ کچھ عرصے میں ہی بلدیہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جائے گی۔

چوہدری نذیر حسین انہی وجوہات کی بناء پر تحصیل کامونکی میں اپنا مقام بنانے میں کامیاب ہو گئے۔ گزشتہ سال انہوں نے مسلم لیگی زعماء کے اصرار پر مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کر لی اس وقت وہ مسلم لیگ کامونکی کے صدر ہیں اور مسلم لیگ کو جدید خطوط پر منظم کر رہے ہیں۔ انہوں نے مسلم لیگ یوتھ ونگ کو بھی اپنے علاقے میں منظم اور فعال کیا ہے ہمیں امید ہے کہ مستقبل میں چوہدری نذیر حسین صاحب اسی طرح ملک و قوم کی خدمت کرتے رہیں گے۔

بیگم طیبہ ترمذی سے انٹرویو

طیبہ ترمذی کا تعلق ایک معزز سید گھرانے سے ہے طیبہ کے تین بھائی اور ایک بہن ہیں ان کے والد آرمی میں میجر تھے پاکستان بننے کے بعد ان کا گھرانہ راولپنڈی میں آباد ہوا۔ طیبہ نے ابتدائی تعلیم راولپنڈی میں ہی حاصل کی حصول علم کے بعد والدہ کی خواہش پر چھوٹی عمر میں طیبہ کی شادی ہو گئی۔

طیبہ نے اپنے مشاغل کے متعلق بتایا کہ کہانیاں اور افسانے پڑھنا ان کا محبوب مشغلہ ہے کچھ افسانے انہوں نے خود بھی لکھے جو مختلف جرائد و رسائل میں چھپے اپنی پسند کے متعلق طیبہ نے کہا کہ برسات کا موسم ان کا دل کی تسکین کا سامان میسر کرتا ہے۔ سرسوں کا ساگ اور مکئی کی روٹی ان کی پسندیدہ غذا ہے۔ سیاہ رنگ میں ان کا پسندیدہ لباس ہے۔ اسلام آباد پسندیدہ شہر ہے۔

موجودہ دور میں خواتین کے کردار کے متعلق ایک سوال پر طیبہ نے کہا کہ خواتین کو ہر شعبہ زندگی میں آگے بڑھنا چاہیے۔ خواتین ملکی و معاشرتی ترقی میں اپنا بہترین کردار اس وقت ادا کر سکتی ہیں۔ جب مردوں کے شانہ بشانہ کام کریں خواتین کو ملکی ترقی کے لئے بھرپور جدوجہد کرنی چاہیے طیبہ نے گارمنٹس اور پراپرٹی ڈیلنگ کے شعبوں میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے ان کے خیال میں پراپرٹی کا کام بڑا معقول اور عزت والا پیشہ ہے پراپرٹی کے کام میں تعلیم یافتہ لوگوں کی شمولیت سے عوام میں پراپرٹی ڈیلرز کا بہت اچھا تاثر قائم ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ مردوں کے ساتھ ساتھ بہت سی خواتین بھی پراپرٹی

کا بزنس کر رہی ہیں۔ نوجوان خواتین اس شعبے میں خاص طور پر خدمت خلق کے جذبے کے تحت آ رہی ہیں ان کے خیال میں خواتین پراپرٹی ڈیلرز کی علیحدہ ایسوسی ایشن کا قیام بہت ضروری ہے تاکہ خواتین اپنے مسائل کو حل کرنے کی اہمیت پیدا کر سکیں بزنس وینچر کو ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیے اور نئی آنے والی خواتین کی رہنمائی و مدد کرنا چاہیے۔

پراپرٹی کے بزنس کو درپیش مسائل کا ذکر کرتے ہوئے طیبہ نے کہا مہنگائی کے اس دور میں پراپرٹی ڈیلرز کو کئی مسائل کا سامنا ہے لیکن اس کے باوجود عوام اور رہائشی سہولیات فراہم کرنے کے لئے پراپرٹی ڈیلرز بڑی قربانیاں دے رہے ہیں۔ عرصہ دراز سے ٪ ۲ فیصد کمیشن پر قناعت کر رہے ہیں اب اس قدر کرنا ایک مناسب قدم ہو گا کیوں موجودہ دور میں ٪ ۲ فیصد کمیشن میں گزارہ کرنا پراپرٹی ڈیلرز کے لیے بہت مشکل ہے جبکہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن اور انکم ٹیکس کو ریونیو بھی دیتے ہیں حکومت کو ہمارے مسائل پر فوری توجہ دینا چاہیے کیوں کہ ہم بہت بڑی عوامی خدمت سرانجام دے رہے ہیں مردوں کے عمومی رویے کا ذکر کرتے ہوئے طیبہ نے بتایا کہ مردوں کو روشن دماغ ہونا چاہیے وہ عورتوں کے بارے میں وسیع النظری اپنائیں جب مرد حضرات اپنے گھر سے باہر ہوں تو عورتیں

کے بارے میں ان کی سوچ بہت فراخ دلانہ ہوتی ہے۔ لیکن گھر میں داخل ہونے کے بعد وہ اپنی سوچ کو یکسر تبدیل کرتے ہیں۔ مردوں کی فکر و عمل میں تضاد کا خاتمہ بہت ضروری ہے خواتین کو قومی زندگی میں شرکت کے بھرپور مواقع میسر ہونے چاہیں۔ مہنگائی اور اس قدر زیادہ ہے خواتین کا مردوں کے ساتھ بزنس میں شامل ہونا بہت ضروری ہے۔ تاکہ وہ اپنی بھرپور محنت سے ایک خوشحال معاشرے کا قیام عمل میں لاسکیں۔

خواتین کو وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی اور معاشرے کی بہتری کے لیے کام کرنا چاہیے جنہوں نے مردوں کے ہوتے ہوئے وزارت عظمیٰ کا عہدہ سنبھال خاتون ہونے کے ناطے بے شمار مشکلات برداشت کیں لیکن اپنی مسلسل جدوجہد کو جاری رکھا انہوں نے تمام دنیا میں پاکستانی عورت کی شناخت کرائی ہے۔ خواتین کو معاشرے میں ان کا اعلیٰ مقام دلانے میں بھرپور کردار ادا کیا ہے اس طرح خواتین کو چاہیے وہ ایک دوسرے کی رہنمائی اور مدد کریں تاکہ سب مل کر ملک و قوم کی خدمت کر سکیں میں نے کہا کہ مجھے پاکستان سے بہت پیار ہے اور اپنے ملک کے لیے میں اپنی جان قربان کرنے کا عزم و حوصلہ رکھتی ہوں۔

انٹرویو نیلوفر مہدی

ہماری داخلی اور خارجی پالیسیوں پر اثر انداز ہونا شروع کر دیا۔ یہ صرف ہمارے ہاں نہیں بلکہ تیسری دنیا کے ہر ملک میں یہی کچھ ہو رہا ہے۔ جو ممالک معاشی لحاظ سے کمزور ہوں اُن کے ساتھ عموماً یہی سلوک کیا جاتا ہے۔ اور ہم تو ہر لحاظ سے کمزور ہیں۔ بقول غالب۔

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

ہندوستان ہمارے ساتھ ہی آزاد ہوا۔ اور تقریباً ایک سال کے بعد چین آزاد ہوا۔ مگر یہ دونوں طاقتیں آج سپر پاورز کا مقابلہ کر رہی ہیں۔ ہندوستان کے ساتھ تو تصادم کی وجہ سمجھ میں آتی ہے۔ لیکن ہم نے آزادی کے بعد چین کو بھی درخور اعتنا نہ سمجھا اور امریکہ کی طرف جھکتے چلے گئے۔ بعد میں ۱۹۶۲ء کے بعد جب چین سے ہمارے تعلقات اُستوار ہوئے۔ تو اس نے ہر طرح سے ہماری امداد کی۔ ۶۵ء اور ۷۱ء کی جنگوں میں ہمارا ساتھ دینے میں امریکہ سے سبقت لے گیا۔ مگر وہ جوام یکہ ہمارے اقتصادی اور معاشی معاملات میں دخل انداز ہوا تو ہم آج تک اُسی کے رحم و کرم پر ہیں۔ خارجہ پالیسی کی اصلاح کے لیے ضروری ہے کہ ہم صنعتی اور سائنسی انقلاب لائیں۔ خوراک میں خود کفیل ہوں دفاع میں مضبوط ہوں اور معیشت پر بھرپور توجہ دیں۔ خود انحصاری کو اپنائیں۔ تب یہ ممکن ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد آزاد اور خود مختار خارجہ پالیسی اپنانے میں کامیاب ہو سکیں۔

سوال: چین کے صنعتی اور معاشی ارتقا میں اُن کی قوم کے کردار کی وضاحت کریں اور اس لحاظ سے کہ جب وہ تیسری دنیا میں سپر پاور بن چکا ہے؟

جواب: چین بھی اُسی دور میں آزاد ہوا جب ہم نے آزادی کی فضا میں سانس لیا۔ چین کی معاشی معاشرتی حالت نہایت ابتر تھی اور اس پر مستزاد یہ کہ انہوں نے حصول آزادی کے لئے ایک طویل جنگ لڑی تھی۔ پھر ان کی آبادی کی کثرت بھی ایک مسئلہ تھی۔ قدرتی آفات بھی بہت آتی رہیں۔ لیکن انہوں نے جس نظام کو اپنایا۔ اُسے پوری دیانتداری سے اپنایا اور انتہائی محنت جانفشانی حب الوطنی کے جذبہ سے سرشار ہو کر انہوں نے اپنی بقا اور ارتقا کے لیے کام کیا۔ یہ صرف عوام کا حال نہ تھا بلکہ لیڈر بھی قابل تعلیم یافتہ دیانتدار اور محب وطن تھے۔ انہوں نے وہاں کمیونسٹ اور سوشلسٹ انقلاب کے لیے ایک طویل لڑائی لڑی۔ اور آزادی حاصل کی۔ پھر قوم کو یکجا کرنے کے بعد اُن میں شعور اور آگہی پیدا کی۔ سائنس میں خود انحصاری کے تحت خود کفیل ہوئے حالانکہ امریکہ اور روس انہیں دھمکیاں دیتے رہے مگر وہ ایٹمی طاقت کے حصول کے لیے سرگرداں رہے۔ اور بالآخر انہوں نے اس میں کمال حاصل کر لیا۔ یہ اُن کی لیڈر شپ کا کمال تھا۔ اور عوام کا جذبہ و خلوص بھی شامل تھا۔

آخر میں انہوں نے ماہنامہ بوتھ انٹرنیشنل کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کیا اور کہا کہ وہ ماہنامہ اور ایڈیٹر انچیف محترم صدیق القادری کی مشکور ہیں جنہوں نے اپنے میگزین کے ذریعے انہیں اپنے خیالات عوام تک پہونچانے کا موقع فراہم کیا۔

جرأت مند سیاسی و روحانی نوجوان رہنما

پیرزادہ نبی الامین پیر آف مانکی شریف

چیف آرگنائزر پاکستان مسلم لیگ پشاور ڈسٹرکٹ سنسنی خیز حقائق سے پردہ اُٹھاتے ہیں

پیرزادہ نبی الامین پیر آف مانکی شریف پیر سید امین الحسنات المعروف پیر آف مانکی شریف کے صاحبزادے ہیں اپنے علاقے کی سیاست میں سرگرم ہیں۔ یہ تھا انٹرنیشنل آزادی حق رائے دہی کی بنیاد پر ان کے خیالات پر مبنی نقطہ نظر شائع کر رہا ہے ضروری نہیں ادارہ بھی متفق ہو۔

ہم پیدائشی مسلم لیگی ہیں

صوبہ سرحد کو پاکستان کے ساتھ ملانے میں ہمارے والد حضرت محمد امین الحسنات کا بہت زیادہ ہاتھ ہے ان کی کوششوں کی وجہ سے مشائخ کی بہت بڑی تعداد نے قائداعظم محمد علی جناح کا کھل کر ساتھ دیا۔ میرے خیال میں قائداعظم کسی گاؤں میں گئے ہی تو وہ مانکی شریف ہے جس وقت قائداعظم مانکی شریف آئے تھے ہمارے والد صاحب نے اُن سے عہد لیا تھا کہ آپ وعدہ کریں اگر پاکستان بن گیا تو یہاں شریعت کا قانون ہو گا اس وعدہ پر میرے والد محترم نکلے اس وقت ہمارے آستانے کے مریدین تیرہ لاکھ سے زائد تھے میرے والد صاحب نے سرحد کی عوام کو ساتھ لے کر زبردست جدوجہد کی تحریک پاکستان میں تاریخی کام کیا جب پاکستان بن گیا تو وزیراعظم پاکستان خان لیاقت علی خان نے کئی مرتبہ میرے والد صاحب کو وزارتوں کی پیشکش کی انہوں نے یہ کہہ کر ٹھکرا دی کہ میرا آستانہ ان وزارتوں سے زیادہ باعزت ہے سیاست میں جو حصہ لیا تھا یہ اسلام کے نفاذ کے لیے تھا اب بھی ہماری یہی کوشش ہے کہ جس مقصد کے لیے پاکستان بنایا گیا تھا اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ہم بھی اپنی کوششیں کریں۔ تاریخ گواہ ہے کہ میرے والد نے سیاست نظام مصطفےٰ شریعت محمدی کے لیے کی تھی کسی قسم کے عہدے یا فائدے کے لیے نہیں کی تھی۔ ہمیں بھی سیاست بزرگوں سے وراثت میں ملی ہے۔ ہم کوشش کریں گے جتنا ہم سے ہو سکا ہم قوم کی خدمت کریں۔ ہم تقریباً چار بھائی ہیں ہم تین سگے بھائی ہیں ایک بڑا روح الامین علیحدہ ہے۔ تین بہنیں ہیں چچا بھی وفات پا گئے ہیں اور بڑا بزرگ نہیں ہے۔

آستانہ عالیہ مانکی شریف کے گدی نشین ہمارے چھوٹے بھائی صاحب پیرزادہ شمس الدین صاحب ۱۰ اپریل ۱۹۸۰ء سے سجادہ نشین ہیں اور چلے آرہے ہیں۔ اس سے پہلے ہمارے بڑے بھائی روح الامین سجادہ نشین تھے۔

سجادہ نشینی پیری درحقیقت ایک خاص مقصد کے لیے ہوتی ہے۔ ہمارے بزرگوں نے صوبہ سرحد کے لوگوں کے لیے بہت زیادہ کام کیا ہے۔ لاکھوں مسلمانوں کو روحانیت کے فیض سے نوازا۔ ہمارے خاندان کی بدقسمتی سمجھئے کہ ہمارے بڑے بھائی روح الامین نے اپنے بزرگوں کا راستہ چھوڑ دیا تھا۔ غیر اسلامی غیر اخلاقی کام شروع کر دیئے تھے جس کی وجہ سے خاندان والے اور لاکھوں مریدین سخت پریشان تھے عام لوگ بھی ہمارے بھائی کی وجہ سے ہمارے خلاف ہو رہے تھے کیونکہ روح الامین نے خطرناک نشہ کرنا شروع کر دیا تھا ہر وقت نشے میں مست رہتے تھے۔ ایک طرف مریدین تکرار کر رہے تھے کہ روح الامین سجادہ نشینی کو بدنام کر رہے ہیں دوسری طرف ہم نے بہت کوشش کی کہ اس کی اصلاح ہو جائے نشہ کرنا چھوڑ دے ہم نے اس کا علاج وغیرہ بھی کرایا لیکن یہ سب بے اثر رہا۔ اس کی نازیبا غلط حرکات سے آستانہ کی

رُوح الامین کی نازیبا حرکات سے آستانہ کی بدنامی ہوتی ہے

پیرزادہ نبی الامین، پیرزادہ شمس الامین کی شادی کے موقعہ پر جنرل (ریٹائرڈ) فضل حق کیساتھ۔

مسلسل بدنامی ہو رہی تھی۔ ستم یہ کہ روح الامین کی شادی نواب آف ویری کی بیٹی سے ہوئی تھی لیکن اس نے خاندانی عزت کو برباد کر کے مردان سے ایک سیاسی جماعت کی عام سی ورکر عورت سے شادی کرلی۔ جس سے پورا خاندان اور مریدین اس کے خلاف ہو گئے۔ ان واقعات سے مجبور ہو کر مریدین اور خاندان والوں نے فیصلہ کیا کہ سجادہ نشین پیرزادہ شمس الدین کو سونپ دی جائے کیونکہ چھوٹے بھائی واقعی تقویٰ، پرہیزگاری اور شریعت پر پورا اترتے ہیں مریدین اور خاندان والے موجودہ سجادہ نشین سے خوش ہیں۔

روح الامین کی سگی ماں اور بہنیں اس کی نازیبا حرکات سے سخت ناراض ہیں۔ روح الامین کی غیر اسلامی اور غیر اخلاقی کاموں سے تنگ آکر اخبارات کے ذریعے عاق کیا ہوا ہے اب اپنی سگی والدہ اور بہنوں کے گھر داخل نہیں ہو سکتا۔ اس کی والدہ اور بہنوں نے پولیس کو بیان دیا کہ روح الامین سے ہمیں جان کا خطرہ ہے۔ پولیس نے روح الامین کو گھر جانے سے منع کر دیا اور کہا کہ آپ کی والدہ ہے لہٰذا آپ مانکی شریف نہیں جا سکتے۔

روح الامین نے ہمارے والد صاحب کی ساری جائیداد کوڑیوں میں فروخت کر کے اپنی عیاشیوں پر خرچ کردی۔ والد صاحب کی وفات کے بعد ایک کارخانہ بھی صرف ایک کار کے عوض فروخت کردیا۔ ساری جائیداد بڑے بھائی روح الامین نے ہضم کی۔ یقین کریں ہمیں والد صاحب کی جائیداد سے کچھ نہیں ملا۔

ہم چھوٹے تھے جب والد صاحب رحلت فرما گئے تھے۔ اگر میں پوری داستان سناؤں تو آپ حیران رہ جائیں گے اتنا ظلم کسی کے ساتھ نہیں ہوا جتنا ہمارے ساتھ روح الامین نے برادر یوسف بن کر کیا۔ آج اللہ تعالیٰ کا ہم پر فضل و کرم ہے جبکہ بھائی روح الامین پنڈی میں دھکے کھا رہا ہے۔ آپ پشاور سے پتہ کریں پشاور کے جتنے بھی بڑے ہوٹل ہیں کوئی بھی ایسا ہوٹل نہیں ہے جس کا روح الامین مقروض نہ ہو۔ پٹرول پمپ والوں کا مقروض ہے لوگوں سے قرض لے کر گذارہ کر رہا ہے لوگوں سے مختلف کام کروانے کے بہانے پیسے لیتا ہے اس قسم کی کارگزاری کر کے گزارہ چلاتا ہے اور لوگ بھی پیر آف مانکی شریف کی وجہ سے اعتبار کر جاتے ہیں۔

روح الامین اپنی ماں اور بہنوں کے گھر میں داخل نہیں ہو سکتا

ہمارے والد صاحب نے ۱۲ لاکھ سے زائد مریدین چھوڑے تھے چاہیے تو یہ تھا کہ مریدین کی تعداد میں اضافہ ہوتا لیکن ہمارے بھائی کی وجہ سے ہمیں سخت تکالیف اٹھا کر دوبارہ آستانے کی عزت کو بحال کیا اب اگر زیادہ نہیں تو اللہ کے فضل سے کم بھی نہیں مریدین اور خاندان والے مطمئن ہیں۔ مجھ سے ایک بڑے بھائی ٹھیکیداری کر رہے ہیں اور ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبر بھی رہے ہیں۔

میرا تعارف کچھ یوں ہے۔

میں ۱۰ اگست ۱۹۵۷ء میں پیدا ہوا اور میٹرک تک تعلیم مانکی شریف میں حاصل کی۔ بی اے نوشہرہ سے کیا۔ زیادہ تعلیم اس لئے نہ حاصل کر سکا کہ مجھے بچپن ہی سے مختلف کیسوں کی پیروی کرنا پڑی۔ خاندان نے فیصلہ کیا کہ میں بلدیہ کے الیکشن میں کھڑا ہوں۔ یقین جانئے روح الامین کی بداعمالیوں کی وجہ سے ہمیں اپنی عزت کو بحال کرنے کے لئے اپنے گاؤں میں الیکشن کی ضرورت محسوس ہوئی۔ پورے خاندان والوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر بلدیاتی سیٹ جیتی تھی۔ اس کے بعد دوبارہ بلدیاتی الیکشن جیتا بعد میں یونین کونسل مانکی شریف کا چیئرمین منتخب ہوا۔ صوبائی الیکشن میں حصہ لیا قومی اسمبلی کے الیکشن میں ۲۴ ہزار ووٹ حاصل کئے یہ الیکشن ہم نے جیت جانا تھا ہمارے مخالفین نے اخبارات میں بڑی سرخیاں لگوا دیں پیر آف مانکی شریف کی کوٹھی کے اوپر چھاپہ مارا گیا ہے اور وہ ہیروئن میں گرفتار ہو گیا۔ اس غلط خبر کی وجہ سے میں ہار گیا۔ اس غلط خبر کی اشاعت پر اخبارات پر کیس چل رہا ہے۔

مسلم لیگ میں شامل ہونے کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم پیدائشی مسلم لیگی ہیں حالانکہ مجھے پیپلز پارٹی سمیت دیگر پارٹیوں سے بھی بہت آفر تھی کہ میں ان کی طرف سے الیکشن میں حصہ لوں۔ میں نے ہار کو منظور کیا ہے لیکن پارٹی کو تبدیل نہیں کیا۔ میں پاکستان مسلم لیگ پشاور ڈسٹرکٹ کا چیف آرگنائزر ہوں۔ مسلم لیگ کو فعال بنانے کے لئے علاقائی سطح پر تنظیمیں آرگنائز کر رہا ہوں۔ ہمارے علاقے میں والد صاحب کی وجہ سے لوگوں کے ذہن بھی مسلم لیگ کی طرف ہیں۔

ہمارا عقیدہ ہے ملک کو قائم رکھنا ہے تو مسلم لیگ کا ذہن بھی ضروری ہے انشاء اللہ ہم مسلم لیگ کو عوامی اور فلاحی جماعت بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

مانکی شریف کا سجادہ نشین شمس الامین ہے

پچھلے سال ۲۱ جنوری ۱۹۸۸ء کو اپنے آستانہ مانکی شریف میں ہم نے پیر صاحب مانکی شریف امین الحسنات کی ۲۸ ویں برسی منائی تھی تقریباً تیس ہزار کے قریب عقیدت مند اجتماع میں موجود تھے۔ اس تاریخی اجتماع میں اس وقت کے وزیراعظم پاکستان محمد خان جونیجو صاحب، وزیراعلیٰ سرحد ارباب جہانگیر، گورنر سرحد فدا محمد خان، سینئر وفاقی وزیر اسلم خٹک، وفاقی وزیر نثار محمد خان، سینیٹر سلیم سیف اللہ، سینیٹر محمد علی خان ہوتی، متعدد صوبائی وزراء اور سینیٹرز حضرات شریک ہوئے تھے۔

وزیراعظم پاکستان نے مزار بنانے یا لنگر کے

بقیہ صفحہ ۱۴ پر

انجمن

پہلے کیا تھی - اب کیا ہے

فلمی دنیا بھی عجیب دنیا ہے اس میں کشش، گلیمر بہت زیادہ ہے اور پھر اس کے ساتھ ساتھ عزت، دولت، شہرت، دولت تو خیر اُن کے گھر کی باندی ہوتی ہے اور جس گھر میں کوئی فلم ایکٹریس ہو وہاں لکشمی راج کرتی ہے البتہ شہرت تو ایک متضاد چیز ہے کہ یہ شہرت کس زمرے میں آتی ہے۔ نیک نامی یا بدنامی۔ مگر "بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا" کے مصداق بہرحال پریس، فلم، سٹیج، ٹیلی ویژن، اعلیٰ طبقات میں تو انھیں ایک منفرد مقام ملتا ہے۔ رہی عزت کی بات تو یہ بھی فلمی ایکٹرسوں کا ایک مخصوص طبقے میں ملتی ہے جہاں عزت وقار کے تصورات ہی بدل گئے ہوتے ہیں۔ جہاں مذہب ایک فرسودہ رسم رہ جاتی ہے۔ یا پھر یہ انفرادی مسئلہ بن جاتی ہے۔

ہماری فلم انڈسٹری کی شاید ہی کوئی ایکٹریس ایسی ہو جس کا کوئی سکینڈل نہ ہو۔ اور انڈسٹری کے علاوہ پریس میں بھی متنازعہ نہ ہو۔ ہماری انڈسٹری میں اس وقت قد کاٹھ، جسامت، نام، سرمائے اور شہرت میں فلمسٹار انجمن کا نام سرفہرست ہے۔ انجمن جو اپنے بنگلے میں بیگم صاحبہ اور فلمی حلقوں میں میڈیم بالاخانے میں بائی جی یا انجمن بیگم محفلوں میں اور تقریبات میں انجمن بھی خود ہی اور شمع بھی خود ہی ہوتی ہے۔

البتہ پروانوں کی کمی نہیں ہے۔ یہ الگ بات کہ اب دن بدن پروانوں کو دوسری شمعوں میں تپش زیادہ ملتی ہو اور وہ اس انجمن سے دن بدن نکلتے جا رہے ہوں اور انجمن کی انجمن خالی ہوتی جا رہی ہو لیکن انجمن نے بہت سی عقلمندی اور ہوش مندی کا مظاہرہ کیا جب اُسے یہ احساس ہوا کہ پروانوں میں کمی آتی جا رہی ہے تو اس نے ایک پروانے کو پر بریدہ کر کے اڑنے کے قابل ہی نہ چھوڑا۔ الغرض اب یہ پروانہ اپنے جلے ہوئے پروں کا ماتم کرتا اسی انجمن میں شمع کے اردگرد اپنے پر تلاش کر رہا ہے۔

انجمن جو کبھی ملتان کے بالاخانے کی رونق ہوتی تھی تب یہ رونق آنکھوں کے رستے شباب کیرانوی کے دل میں اتر گئی۔ تو شباب کیرانوی ملتان کے بالائے خانہ کی انجمن کو برباد کر کے لاہور لے آئے اور کوشش کی کہ یہ انجمن نور بنے مگر انجمن جو بچپن سے مردوں کی ہوس کی پیاسی ہوس بھری نظروں کی عادی تھی اور اس کا بدن ان نظروں کو سہہ سہہ کر پختہ ہو چکا تھا۔ اس کے سامنے شباب کیرانوی کی بوڑھی نظروں کی کیا اہمیت تھی وہ تو اپنے حسن کی لو اور بدن کی گرمی سے ہی ایسے عاشق جلا ڈالتی تھی۔ لہٰذا بہت جلد انجمن بالائے خانہ سے نگار خانہ تک پہنچ گئی۔ اور محمد علی کے مدمقابل ایک اردو فلم میں

بیسرین بن گئی۔ بالا خانے کی انجمن جب نگار خانے میں پہنچی تو میاں وہ اپنے قدم اپنے فن کے حوالے سے نہ جما سکی۔ اور پھر اپنی پہلی فلم ہی فلاپ ہوگئی۔ اس دوران شباب کیرانوی بھی اس انجمن سے کنارہ کش ہو گئے۔ جو اپنے بڑھاپے کی وجہ سے انجمن کو ایندھن فراہم نہ کر سکے اور پھر انجمن، انجمن ہوتی ہے۔ وہ فرد واحد کی ملکیت بن کے کیسے رہ سکتی ہے۔ جو آئے جو جائے جتنے آئیں جتنے جائیں انجمن ہے فلم تو فلاپ ہوگئی۔ اور شباب کیرانوی جیسا فلم ساز اور ہدایتکار بھی ہاتھوں سے نکل گیا۔ تو انجمن جو کہ ان دنوں لبنی تو آتی ہی تھی۔ مگر موٹی اس قدر نہیں تھی۔ محمد علی کے دل میں جگہ بنانے میں کامیاب ہوگئی۔ لیکن اب کی بار انجمن نے ماضی کی غلطی نہیں دہرائی اور محمد علی کو سہارا بنا کر فلم انڈسٹری سے وابستہ رہی اور زینہ بزینہ صنعت میں اپنے تعلقات پیدا کرتی رہی

انہی دنوں اداکارہ آسیہ ایک سیٹھ کے ساتھ شادی کر کے پیا دیس کو سدھاری اور ایسی سدھاری کہ پھر کوئی خبر نہ آئی۔ خبر نہیں کہ بیچاری زندہ بھی ہے یا نہیں۔ مگر آسیہ کے جانے سے پنجابی فلمی صنعت میں جو خلا پیدا ہوا۔ اسے کوئی پر نہ کر سکا۔ آخر تھکے ہوئے ہدایتکاروں کی نظر انجمن پر پڑی۔ اور انجمن بیک وقت اس دور کے ممتاز فلمسازوں اور ہدایتکاروں کی خلوت سجانے لگی۔ اور ان کی انجمن سجانے لگی۔ اسی دوران انجمن کو ایسا روگ لگا کہ اسے اپنا کیریئر اس درد سے روک سکا اور وہ ہر سال دوسرے سال اس درد کے نتیجے میں نئے ابھرنے والے چھٹکارے کیلئے پردہ سیمیں ہی سے نہیں بلکہ لوگوں کی نگاہوں سے بھی اوجھل ہوتا رہی۔ اور اس پر لعنت درد نے دن بدن اس کے جسم پر چربی نہیں جمانی شروع کر دیں۔ لیکن نگار خانے کی انجمن بننے کیلئے ضروری تھا کہ لوگوں کی ذاتی محفل نہ ہو۔ حالانکہ اس کے دوستوں اور ڈاکٹروں نے بارہا مشورہ دیا کہ بی بی روز روز کے اس بکھیڑے سے نکلو اور سیدھے سادے طریقے سے شادی کر کے بچوں کی ماں بننا شروع کر دو۔ اور اسقاط کے جھنجٹ سے جان چھڑاؤ مگر چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی۔ اور پھر یہ درد جو دل سے اٹھتا ہے اور دماغ کو اپنے قابو میں کرتا ہے۔ تو پورا جسم وصال یار کی لذت سے اینٹھنا شروع کر دیتا ہے۔ اس انجمن تناؤ اور تنہائی کا ایک ہی ہے اور اس کا حل کار دو عمل وہی ہے۔ جو قدرت نے رکھ چھوڑا ہے۔ اب اگر جدید سائنس نے ایسے طریقے ایجاد کر لیے ہیں۔ تو برا اپنی صوابدید سے کہ کوئی یہ بکھیڑا پالے اور کوکھ کے درد سے بھی آشنا ہو جائے۔ اور جس کسی کی منشا ہو وہ اسقاط کا درد سہہ لے۔ مگر اس سے ایک فائدہ ضرور ہوتا ہے۔ کہ بغیر ڈائٹنگ کے ہی جسم سمارٹ رنگت نکھری نکھری اور ادائیں دلربا ہو جاتی ہیں اور انجمن ایک بار پھر آ کر محفلوں پر چھا جاتی تھی۔ دلوں کو تسخیر کر لیتی تھی۔ پھر اچانک اسے احساس ہوا کہ درد سے چھٹکارے کے لیئے بہت سے ڈاکٹروں کو آزما چکی ہے۔ مگر کسی کے پاس بھی اس کا کوئی مستقل علاج نہیں۔ اور پھر جو کبھی علاج اور دوا دارو یا آپریشن کا زمانہ گزرتا ہے۔ وہ بہت مشکل اور کٹھن ہوتا ہے۔ تو اس نے مخلص احباب کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے۔ ایک سرکاری افسر پر ڈورے ڈالنے شروع کر دیئے۔ اور اس کے دل و دماغ پر حاوی ہوتی چلی گئی۔ وہ شہزادہ بھی اس خوبصورت بلا کے سحر میں ایسا گرفتار ہوا کہ پر جلا بیٹھا۔ اور کسی طرف جانے کے قابل ہی نہ رہا۔ مگر انجمن کو کوکھ کی درد سے آشنا ضرور کر گیا۔ پر کچھ مدت انجمن نے ایک گھریلو بیوی کی طرح گھر میں گزاری۔ نو بدن پھر اینٹھنے لگا۔ اور پھر ایک طبیب کہا کرتا۔

جس مرض کا علاج اتنے ڈاکٹر۔ حکیم۔ نفسیات د[...] کر سکے جس کا مداوا کسی بھی نشہ زور سے نہ ہو[...] وہاں ایک آدمی غریب کیا کرتا۔ لہذا جب [...] نشہ ٹوٹنے لگا جسم اینٹھنے لگا۔ تو پھر لڑائی جھگ[...] آزادی کے جتن ہوئے۔ اس نکاح بندھن کو توڑ[...] ہوا۔ اور وہ پر شکستہ انسان ڈانواں ڈول ہوگیا[...] بارے ڈرامے کا ڈراپ سین یہ ہوا کہ انجمن کو پھر[...] اس کی اجازت مل گئی۔ کہ وہ انجمن بن جائے۔ اور [...] درد کا علاج ایک ڈاکٹر کی بجائے بہت سے اور [...] ڈاکٹر سے کروالے۔ تو آخر کار صلح بھی ہوگئی۔ شرا[...] کرلی گئیں اور انجمن پھر بالاخانہ سے نگار خانے آ[...] خانے مختلف خانوں میں گئی اور پھر ایک خانے [...] فٹ ہوگئی۔ اور بالآخر اسے ایک خانے کی [...] بننا پسند نہ آیا تو پھر نگار کی انجمن اور بالا خانہ [...] بن گئی۔

ممتاز قومی رہنما میر نبی بخش زہری سے انٹرویو

میر نبی بخش زہری پرانے مسلم لیگی رہنما۔ تحریک پاکستان کے بے لوث کارکن۔ منجھے ہوئے بزرگ پارلیمنٹرین۔ معروف کاروباری شخصیت ہیں۔ ملکی سیاست میں نمایاں رول ہے۔ سیاست کے نشیب و فراز میں کامیابی کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ ثقافت کی دنیا میں پرکشش زندہ دل انسان ہیں۔ آج کل سینٹ آف پاکستان کے ممبر۔ آل پاکستان مسلم لیگ کے صدر۔ پاک بھارت گڈول مشن کے چیئرمین۔ ملک میں موجود کئی سماجی۔ ثقافتی تنظیموں کے سرپرست اعلیٰ ہیں۔ زہری گروپ آف انڈسٹریز کے چیئرمین اور زہری فاؤنڈیشن کے چیئرمین بھی ہیں۔ آپ کو کنگ آف ماربل بھی کہا جاتا ہے۔
قارئین کے زبردست اصرار پر موجودہ سیاسی صورت حال پر آپ کا انٹرویو شائع کیا جا رہا ہے۔

مسلم لیگ کی گروپ بندیوں کی وجہ سے مسلم لیگ ایک علاقائی جماعت بن چکی ہے۔ مختلف اتحاد وجود میں آ گیا نہ ہونے پر آج مسلم لیگ پر مسلم لیگ اور قائداعظم کے مخالفین کا قبضہ ہے قائداعظم کے مخالفین اس کی جماعت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا رہے ہیں۔

زہری صاحب کیا مسلم لیگ کی سیاست بے اثر نہیں ہو رہی اس کے بارے میں بتائیں گے؟

قادری صاحب آپ جانتے ہیں کہ قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت میں مسلم لیگ نے پاکستان بنایا تھا مسلم لیگ پاکستان کی خالق اور وارث جماعت ہے قوم بھی مسلم لیگ کی احسان مند ہے مجھے فخر ہے کہ میں پرانا مسلم لیگی ہوں میرا تعلق بھی بانی پاکستان کی جماعت سے ہے عوام بھی مسلم لیگ کو بڑی عزت و محبت کی نگاہ سے دیکھتی ہے بعض مسلم لیگی لیڈروں کی کوتاہیوں کی وجہ سے مسلم لیگ عوامی جماعت بننے کی بجائے چند وڈیروں اور جاگیرداروں کی لونڈیا بن گئی۔ ہمارے مسلم لیگی رہنما اپنے ذاتی و سیاسی مفادات کو حاصل کرنے کے لیے مسلم لیگ کے نام کو استعمال کرتے رہے۔ مسلم لیگ جو ایک قومی سطح پر ملک گیر جماعت تھی اس کی قیادت پر غیر مسلم لیگی لوگ قابض ہو گئے جنہوں نے نہ کبھی تحریک پاکستان میں حصہ لیا اور نہ ہی مسلم لیگی ذہن رکھتے ہیں۔ ایسے افراد نے مسلم لیگ کی تنظیم اور سیاست کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔

مسلم لیگ کو فعال جماعت بنانے کے لئے ضروری ہے کہ تمام بزرگ پرانے مسلم لیگی اکٹھے ہوں مل بیٹھ کر صلاح مشورے کے ذریعے مسلم لیگی کارکنوں کو قومی کنونشن کے ذریعے متحد کریں۔ چاروں صوبوں میں مسلم لیگ کی قیادت ایسے افراد کو سونپی جائے۔ جو خاندانی مسلم لیگی ہوں تو مسلم لیگ ایک انقلابی جماعت ابھر سکتی ہے اور ملکی سیاست میں اہم [illegible] ادا کر سکتی ہے

میں نے بگٹی کو گورنر بنوایا تھا
جام غلام قادر بھی میری سفارش سے وزیر اعلیٰ بنے تھے

دوسری طرف قائد اعظم کے وفاداروں اور پاکستان کے بنانے والوں کو کوئی اہمیت نہیں دی جا رہی جس کی وجہ سے اصل مسلم لیگی سیاست سے دور ہو رہے ہیں جس سے مسلم لیگ کمزور ہو رہی ہے۔

زہری صاحب مسلم لیگ کے لئے آپ کیا قربانی دیں گے؟

قادری صاحب مسلم لیگ کو قائد اعظم کی جماعت بنانے کے لئے میں ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہوں۔ میں آل پاکستان مسلم لیگ کی صدارت سے دستبردار ہونے کے لئے تیار ہوں۔ پرانے مسلم لیگیوں کو اکٹھا کرنے اور جماعت کی قیادت خاندانی مسلم لیگیوں کے سپرد کرنے کے لئے ہر طرح کا تعاون کرنے کے لئے تیار ہوں بشرطیکہ مسلم لیگ مخالفین پاکستان سے علیحدہ ہو کر قومی سطح پر اہم کردار ادا کرے اور اپنا تشخص قائم رکھے۔

زہری صاحب آپ نے پیپلز پارٹی کی غیر مشروط حمایت کا اعلان کیا ہے اس کے بارے میں بتائیں؟

میں نے جمہوریت کے فروغ ملک و قوم کے عظیم تر مفاد میں اپنے دوست شہید بھٹو کی بیٹی وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے غیر مشروط طور پر وفاقی حکومت کی حمایت کا اعلان کیا۔ سینیٹ آف پاکستان میں بھی میں نے ہر نازک مرحلے پر وفاقی حکومت کی حمایت کی ہے۔ جیسا کہ آپ بھی جانتے ہیں سینیٹ میں پیپلز پارٹی کے مخالفین۔

مجھے افسوس ہے بعض وزراء مشیر میری کردار کشی کر رہے ہیں۔ میرے خلاف بیانات دے رہے ہیں۔ حالانکہ میرے جذبہ حب الوطنی کی قدر کرنی چاہیئے تھی باوجود اس کے میں محترمہ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کے ساتھ ہوں۔

زہری صاحب بعض لوگوں کا تاثر ہے آپ کی سیاست صرف اخبارات میں بیانات تک محدود ہے اور آپ کا بلوچستان کی سیاست میں بھی کوئی رول نہیں ہے اس کے بارے میں آپ کے تاثرات کیا ہیں؟

میں ۵۰ سال سے بلوچستان کی سیاست میں ہوں۔ مسلم لیگ کے مختلف اہم عہدوں پر فائز رہا ہوں۔ قومی و صوبائی اسمبلیوں کا ممبر رہا ہوں۔ پندرہ سال سے سینیٹ آف پاکستان کا ممبر چلا آ رہا ہوں۔ میر نبی بخش زہری بلوچستان میں پاکستان کی مخالف لابی کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے میں آج بھی بلوچستان کی سیاست میں اہم کلیدی حیثیت رکھتا ہوں بلوچستان کے حوالے سے پورے صوبے میں میرا اثر و رسوخ ہے دشمن بھی میری اہمیت کو جانتے ہیں۔ بھٹو صاحب کو جب عطاء اللہ مینگل اور غوث بخش بزنجو نے تنگ کیا تھا اور بلوچستان میں لشکر کشی ہوئی تو وہ میر نبی بخش زہری ہی تھا جس نے نیپ کی حکومت کو ختم کرنے میں اہم رول ادا کیا تھا عطاء اللہ مینگل نے مجھ پر قاتلانہ حملے بھی کرائے۔ سچ پوچھیں تو نواب محمد اکبر بگٹی کو میں نے ہی بھٹو صاحب سے کہہ کر گورنر بلوچستان بنوایا تھا۔ جام میر غلام قادر آف لسبیلہ بھی میری سفارش پر وزیر اعلیٰ بلوچستان بنے تھے۔ بلوچستان کے اکثر لیڈر آج بھی میرے ارد گرد گھوم رہے ہیں۔ میں نے سیاست میں بہت نشیب و فراز دیکھے ہیں میرا رول ملکی سطح پر رہا ہے۔ میں نے ہمیشہ پاکستان کی بقاء۔ سلامتی۔ استحکام۔ ترقی و خوشحالی کے لئے کام کیا ہے۔

کیا آپ بلوچستان میں وفاقی حکومت کی کیا مدد کر سکتے ہیں؟

وفاقی حکومت مجھ سے بات کرے وزیر اعظم بے نظیر بھٹو صاحبہ کے بعض وزیروں اور مشیروں کے غلط مشوروں کی وجہ سے وفاقی حکومت اور بلوچستان حکومت کے درمیان تعلقات کشیدہ ہوئے ہیں حالانکہ نواب اکبر بگٹی ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے ذاتی دوستوں میں سے تھے ہم بلوچستان میں وفاقی حکومت کی مدد کر سکتے ہیں بلوچستان کی سیاست آج بھی میرے ہاتھ میں ہے۔ میں اپنے ساتھیوں کے ذریعے اب بھی بلوچستان کی سیاست میں بہت بڑی تبدیلی لا سکتا ہوں وزیر اعظم صاحبہ ہم سے رابطہ کریں مشورہ کریں تو ہم وفاقی حکومت اور بلوچستان کے درمیان محاذ آرائی کو نہ صرف ختم کر سکتے ہیں۔ بلکہ بلوچستان کی موجودہ انتہا پسندانہ صورت حال کو بدل سکتے ہیں۔

مرکز اور پنجاب کے درمیان محاذ آرائی کیوں ہے؟

پنجاب کے وزیر اعلیٰ نواز شریف پاکستان کے مخالفین کے ہاتھوں کھلونا بنے ہوئے ہیں وہ بے نظیر بھٹو کی حکومت ختم کرنے کے لئے ہر وہ قدم اٹھا رہے ہیں جس سے وفاق کمزور ہو رہا ہے پاکستان دشمنوں کے حوصلے بڑھ رہے ہیں۔ پنجاب حکومت کا موجودہ رویہ ایسا ہی رہا تو پنجابی ازم کی تحریک جو سندھ تحریک سے بھی خطرناک ثابت ہو گی۔ مرکز کو بھی چاہیئے کہ وہ حکومت پنجاب کی جائز شکایات کا ازالہ کرے جمہوریت کی گاڑی کو چلانے کے لئے افہام و تفہیم کا راستہ اختیار کریں تاکہ جمہوریت مستحکم ہو۔

متحدہ اپوزیشن جمہوری اداروں کو مستحکم بنانے میں رول ادا کرے گی۔

متحدہ اپوزیشن جمہوریت کے لئے نہیں بلکہ آمریت لانے کے لئے رول ادا کرے گی متحدہ اپوزیشن والے بے نظیر بھٹو کی حکومت کو ختم کرنے کے لئے ملک میں افراتفری پھیلا کر مارشل لاء لگوانا چاہتے ہیں۔ یہ لوگ جمہوری اداروں کو بدنام کر رہے ہیں۔

جنرل اسلم بیگ صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے بحالی جمہوریت اور ملک میں سیاسی اداروں کو مضبوط کرنے کے لئے قابل تعریف رول ادا کیا ہے جنرل صاحب نے اپنے مدبرانہ اقدامات سے پوری دنیا میں مسلح افواج کی عزت و وقار میں بے پناہ اضافہ کیا ہے۔

زہری صاحب موجودہ حالات میں کیا آپ ثالثی کا کردار ادا کریں گے؟

قادری صاحب! میں موجودہ حالات میں محاذ آرائی کو کم کرنے افہام و تفہیم کا جذبہ نمایاں کرنے جمہوری اداروں کو مستحکم کرنے۔ امن و امان قائم کرنے کے لئے بزرگ سیاستدانوں کو ساتھ لے کر پاکستان کی بقاء سلامتی استحکام اور قومی یکجہتی کے فروغ میں ثالثی کا کردار ادا کرنے کے لئے تیار ہوں۔

میں نے نیپ کی حکومت ختم کرنے میں اہم رول ادا کیا

زہری صاحب! سینیٹ کے الیکشن میں آپ کس جماعت کی طرف سے حصہ لیں گے۔

میں کافی عرصے سے سینیٹ کا ممبر ہوں۔ میں یقیناً سینیٹ کے الیکشن میں حصہ لوں گا۔ ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کیا کہ میں کسی جماعت کی طرف سے حصہ لوں یا آزاد حصہ لوں۔ وقت آنے پر اپنے ساتھیوں سے مشورے کے بعد فیصلہ کروں گا۔

اپوزیشن دوبارہ تحریک عدم اعتماد پیش کرنے کے بارے میں سوچ رہی ہے اس کے کیا نتائج نکلیں گے؟

تحریک عدم اعتماد جمہوری عمل کا حصہ ہوتی ہے تحریک پیش کرنا اپوزیشن کا قانونی حق ہے وہ جس وقت پیش کرنا چاہے کر سکتے ہیں لیکن ہمارے ہاں تحریک عدم اعتماد انتقامی جذبے مخالفت برائے مخالفت ملک میں افراتفری پھیلانے جمہوری اداروں کو مفلوج کرنے کے لئے استعمال کی گئی ہے۔ بہر حال تحریک عدم اعتماد میرے خیال میں اپوزیشن پیش نہیں کرے گی۔

ماہنامہ یوتھ انٹرنیشنل اپنے قارئین اور نوجوان ساتھیوں کے لیے "مجھے پسند ہے" کے عنوان سے ایک سلسلے کا آغاز کر رہا ہے۔ آپ بھی مجھے پسند ہے کے کالم میں اپنی پسند بھیجئے۔ مختصر مگر واضح۔ نام و پتہ صاف لکھئے۔

مجھے پسند ہے!

روبینہ خان (لاہور):۔ ایسا شوہر جو ہر وقت میری تعریف کرے۔

عاشق (ملتان):۔ قدرت کی بنائی ہوئی ہر حسین لڑکی

طارق (لاہور):۔ ایسی بیوی جو مجھے کبھی تنگ نہ کرے۔

طلعت (فیصل آباد):۔ حسن۔

صائمہ (کراچی):۔ جمہوریت۔

غلام مرتضیٰ:۔ ایسے لوگ جو قربانی دینا بھی جانتے ہوں اور اپنی قیمتی چیز کھو کر مسکرانا بھی۔

زرخندہ (لاہور):۔ تعریف کرنے والے۔

فرخ (اسلام آباد):۔ نوجوانوں کا مقبول ترین میگزین "یوتھ انٹرنیشنل"

گل خوشنما:۔ مجھے معصومیت بے حد پسند ہے۔

ہما:۔ سچی بات کرنے والے۔

زرینہ:۔ خوب صورت کپڑے پہننا۔

پامی:۔ نوجوان لڑکوں کو تنگ کرنا۔

عاشی:۔ آوارہ نوجوانوں کا مذاق اڑانا۔

امتیاز علی (چونیاں):۔ رزق حلال کمانا۔

فرمان (قصور):۔ دکھی انسانیت کی خدمت کرنا۔

احمد سجاد (گجرات):۔ ٹیلیفون پر لوگوں کو تنگ کرنا۔

بشریٰ ناز (منڈی جاکے چٹھہ):۔ دوسروں کے کام آنا۔

علی نواز (کوئٹہ):۔ اچھے دوست بنانا۔

محمد خان جاوید (احمد پور چنیوٹ):۔ شہر شہر گھومنا۔

راجہ احمد خان (راولپنڈی):۔ ٹیلیفون پر لڑکیوں سے باتیں کرنا۔

امینہ گل (پشاور):۔ اپنے "امن" کو خط لکھنا اور جواب کا انتظار کرنا۔

عابدہ پروین (گکھڑ منڈی):۔ اچھا پکانا اور اچھا کھانا۔

ڈاکٹر احمد سجاد (گجرات):۔ صبح دیر تک سونا۔

شاز یہ رحمن (کراچی):۔ نوع انسانی کی بلا امتیاز و تفریق خدمت کرنا۔

خالدہ پروین (جلال پور جٹاں):۔ احمد کے بکھرے ہوئے بال۔

نذیر احمد چیمہ (اسلام آباد):۔ غروب آفتاب کا منظر، دریا کا ساحل اور تنہائی۔

احمد خان (صوابی):۔ شمائلہ کی ہر ادا۔

شائستہ یوسف (کھاریاں):۔ ڈنمارک میں رہنا۔

محمد عارف شاہد (لاہور چھاؤنی):۔

شیخ ہارون (لاہور):۔ اپنی بیگم کی شربتی آنکھیں)

محمد مستقیم انصاری (لاہور):۔ سرکاری ملازمت۔

چوتھے آل پاکستان شاہدرہ ایسوسی ایشن جمناسٹک ٹورنامنٹ کی مختصر کاروائی

غلام مرتضےٰ القادری

جمناسٹک

شاہدرہ جمناسٹک ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام چوتھا آل پاکستان شاہدرہ انویٹیشن جمناسٹک ٹورنامنٹ عتیق سٹیڈیم لاہور میں ہوا۔ جس میں پاکستان آرمی نے پہلی پوزیشن حاصل کرکے ٹورنامنٹ جیت لیا۔ لاہور نے دوسری اور گوجرانوالہ نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ لاہور کے شفقت علی نقوی کو ۸۵۔ ۱۴ پوائنٹس کے ساتھ ٹورنامنٹ کا بہترین جمناسٹ قرار دیا گیا۔ جبکہ دوسرے بہترین جمناسٹ آرمی کے منظر حسین اور تیسرے بہترین جمناسٹ آرمی کے فرامورز خان قرار پائے۔

اس دو روزہ ٹورنامنٹ کا افتتاح حاجی محمد امین بٹ ڈپٹی میئر لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن نے کیا ان دو روزہ مقابلوں میں ملک بھر سے پاکستان آرمی۔ پشاور سٹی گوجرانوالہ سٹی۔ ڈیرہ غازی خاں۔ فیصل آباد۔ لاہور اے لاہور بی۔ ملتان۔ اور کراچی کی ٹیموں نے حصہ لیا۔ ٹورنامنٹ کے چیف آرگنائزیشن جناب حاکم قریشی تھے۔ آرگنائزنگ سیکرٹری انٹرنیشنل جمناسٹ محمد پرویز سلیمی تھے۔ آرگنائزرز میں سعید گل زیب بخاری۔ ملک محمد یٰسین۔ چوہدری نور محمد۔ حاجی ولی محمد طالب۔ ملک غلام محی الدین۔ ملک خادم حسین۔ میاں احسن رشید۔ محمد فاروق عارف باجوہ۔ ملک فرخ اور شاہجہان انور تھے۔

مقابلوں کے مکمل نتائج کے مطابق۔ گراؤنڈ ورک کے ایونٹس میں لاہور کے عبداللہ جان اول، پشاور کے اسماعیل دوئم اور ملتان کے اظہار حسین سوئم۔

پومل ہارس میں۔ لاہور کے شفقت علی اول۔ آرمی کے منظر حسین دوئم اور لاہور کے محمد اشرف سوئم۔ ہوریزنٹل بار میں آرمی کے جاوید احمد اول آرمی کے شوکت علی دوئم گوجرانوالہ کے محمد رمضان سوئم رہے۔

پیرل بازو میں۔ آرمی کے منظر حسین اول۔ لاہور کے شفقت علی نقوی دوئم۔ لاہور کے محمد اشرف سوئم۔ رومن انگز۔ لاہور کے شفقت علی۔ اول۔ آرمی کے جاوید احمد دوئم۔ آرمی کے فرامورز خاں سوئم۔ والٹنگ ہارس میں: لاہور کے عبداللہ جان اول۔ آرمی کے منظر حسین دوئم آرمی کے شوکت علی سوئم قرار پائے۔

تقسیم انعامات سے قبل۔ ایسوسی ایشن کے جنرل سیکرٹری سید گل زیب بخاری نے سپاس نامہ پیش کیا۔ ٹورنامنٹ کے مہمان خصوصی۔ آل پاکستان قومی یکجہتی کونسل کے چیئرمین نسیم احمد بخاری نے جیتنے والے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم کیے۔ مہمانان گرامی میں سید فصیح احمد جعفری کونسلر۔ احمد نواز اعوان۔ خواجہ فاروق سعید۔ گل محمد منظور احمد۔ (انٹرنیشنل ویٹ لفٹر) شامل تھے۔

احمد جعفری مہمان خصوصی اور دیگر معززین کرام

محمد فاروقی

چوہدری رشید احمد ایڈووکیٹ

ایک تعارف

دنیا میں بہت کم ہستیاں ایسی ہوتی ہیں جو اپنی محنت ایمانداری، قوتِ ارادی سے کوئی بڑا مقام حاصل کر پاتے ہیں۔ چوہدری رشید احمد منہاس بھی ایک ایسی ہی شخصیت ہیں جنہوں نے عملی زندگی کا آغاز ایک سرکاری ملازم کی حیثیت سے کیا۔ مگر آج اُن کا شمار لاہور کے معروف اور صاحب حیثیت کاروباری لوگوں میں ہوتا ہے۔ چوہدری صاحب کے والد مرحوم ایک سکول ٹیچر تھے جنہوں نے تمام عمر درس و تدریس میں گزار دی۔

چوہدری صاحب نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے ہی حاصل کی۔ میٹرک کرنے کے بعد انہوں نے ریلوے میں بکنگ کلرک کی حیثیت سے عملی زندگی کا آغاز کیا اور دورانِ ملازمت ہی انہوں نے گریجوایشن کیا۔ گریجویشن کرنے کے بعد چوہدری صاحب لاہور تشریف لے آئے اور سرکاری ملازمت سے استعفیٰ دے کر ایک کیمیکل انڈسٹری سے وابستہ ہو گئے۔ اس دوران انہوں نے لاہور میں آسان اقساط پر ضروریات زندگی فراہم کرنے کا کام شروع کیا۔ اس دوران انہوں نے ایل ایل بی کا امتحان دیا اور امتیازی حیثیت سے پاس کرنے کے بعد انکم ٹیکس کے وکیل کی حیثیت سے پریکٹس شروع کی۔ لیکن عدالتی پیچیدگیوں اور حصول انصاف میں تاخیر سے دل برداشتہ ہو کر وکالت ترک کر کے چارٹرڈ اکاؤنٹینسی سے وابستہ ہو گئے۔ اپنی محنت ذہانت اور فراست کی بنا پر جلد ہی انہوں نے اس شعبے میں مہارت حاصل کر لی۔

چوہدری رشید احمد ایڈووکیٹ ایک ذہین انسان ہیں اور کاروباری نشیب و فراز سے بخوبی واقف ہیں لہٰذا چند اشخاص کے تعاون سے عرصہ دراز سے بند پڑی ہوئی ایک پینٹ فیکٹری خریدی اور صنعت رنگ سازی میں نمایاں مقام حاصل کیا اور مسلسل تحقیق اور جستجو سے صارفین کو سستا اور معیاری رنگ و روغن فراہم کرنے میں معروف ہیں۔ چوہدری صاحب رفاہِ عامہ کے کاموں میں انتہائی دلچسپی لیتے ہیں اور اپنے حلقے میں کافی معروف شخصیت ہیں۔ چوہدری صاحب اپنی صفات اور خوبیوں کی بنا پر کاروباری صنعتی اور عوامی حلقوں میں اچھے الفاظ سے پکارے جاتے ہیں۔

چوہدری صاحب مروجہ سیاست سے بہت دل برداشتہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے سیاست ترک کر دی ہے اور سیاست میں حصہ لینے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے حالانکہ بی ڈی الیکشنز میں انہوں نے بے مثال کامیابی حاصل کی تھی۔ اس کے باوجود کہ ایوب خانی حکومت نے دھونس اور دھاندلی سے فاطمہ جناح مرحومہ کے حامیوں کو انتخابات میں شکست دینے کا ایک منظم منصوبہ بنایا ہوا تھا۔ بی ڈی ممبر کی حیثیت سے انہوں نے اپنے حلقہ نیابت میں عوامی مسائل پر گہری توجہ دی اور اہالیان علاقہ کے دیرینہ مطالبہ پر انہیں زمین کے مالکانہ حقوق دلوائے ازاں بعد علاقے کے معززین اور ووٹرز کے بے حد اصرار کے باوجود انہوں نے کسی الیکشن میں حصہ نہ لیا۔

چوہدری صاحب کی خدمت ایمان داری اور ذہانت کی بنا پر ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ ایسی شخصیات کو اسمبلی میں آنا چاہیئے جو تعلیم یافتہ باشعور ہوں اور نہ جھک سکیں نہ بک سکیں۔ کوئی لالچ کوئی تحریص کسی قسم کی ترغیب و دباؤ انہیں اپنے موقف سے نہ ہٹائے اور جن کے دل میں قوم و ملک کا درد ہو جذبۂ خدمت ہو۔ انہیں سیاسی میدان چوروں ڈاکوؤں کے لئے کھلا نہیں چھوڑنا چاہیئے۔

چوہدری صاحب کے جذبہ جہاد کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے شہری دفاع کو منظم اور مضبوط کرنے میں اپنی تمام تر صلاحیت اور قابلیت صرف کی اور جنگ ۱۹۶۵ء میں شہری دفاع کے وارڈن کی حیثیت سے دن رات محنت کی۔ جنگ کے بعد بھی وہ شہری دفاع سے باقاعدہ منسلک رہے اور جب اُن کی کاروباری مصروفیات بڑھ گئیں تو انہوں نے یہ فریضہ اپنے بھائی کو سونپ دیا

آپ کے خطوط

قابلِ صد احترام محمد صدیق القادری صاحب ایڈیٹر انچیف ماہنامہ یوتھ انٹرنیشنل۔

ہدیہ سلام مسنون۔

آپ کی تمام تر محبتوں کے ہمسفر آپ کا ارسال فرمودہ پرچہ میرے سامنے ہے مکمل طور پر تو نہیں پڑھ سکا۔ تاہم جو مضامین نظر سے گزرے بہت معیاری ہیں۔ اس امید کے ساتھ کہ آپ نوجوان نسل کی ترجمانی ہمیشہ احسن طریقے سے فرمائیں گے اور وطن پرستی، اخوت و محبت کے جذبوں کو فروغ دیں گے۔

اس لئے کہ "جب بھی ٹوٹا نوجوانوں کے ہاتھ سے ٹوٹا محمود"۔ "نوجوان کو صاحب کردار ہونا چاہیئے"۔

ہم انشاء اللہ آپ کے ساتھ شانہ بشانہ ہمارا تعاون آپ کا ہمسفر تنظیم جوان فکر کا تعارف ارسال خدمت ہے اپنے پرچے میں جگہ دے کر عزت افزائی فرمائیں۔

مخلص:۔ ارشد نسیم بٹ سیکرٹری جنرل
تنظیم جوان فکر پاکستان۔ لاہور

مکرمی ایڈیٹر ماہنامہ یوتھ انٹرنیشنل۔ لاہور

سلام مسنون! امید ہے کہ آپ جملہ ممبران یوتھ انٹرنیشنل بخیریت ہوں گے۔ ماہ ہذا کا شمارہ نظر سے گزرا۔ دیکھ کر دل بہت خوش ہوا۔ اللہ تعالےٰ آپ کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور آپ کے جذبات جو نوجوانوں کے بارے میں ہیں۔ اُن کی تکمیل میں معاونت فرمائے (آمین)

آپ تو ماً بڑے شہروں تک ہی محدود ہیں۔ دیہی علاقوں پر بھی توجہ دیں۔ دیہاتوں کے نوجوانوں کے بھی بہت سے مسائل ہیں۔ مگر قیادت کے فقدان اور باہم انتشار کی بنیاد پر یہ لوگ متحد نہیں۔

والسلام وعلیکم۔ آپ کا۔ محمد عارف شاہد
شہر رسول نگر۔ براستہ علی پور چٹھہ
ضلع گوجرانوالہ

مکرمی و محترمی جناب عارف شاہد صاحب۔

آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ پرچے کی پسندیدگی کا شکریہ۔ برادر ہمارے وسائل بہت محدود ہیں۔ ہم نہ تو مرکزی حکومت کے کاسہ لیسوں میں ہیں اور نہ ہی صوبائی حکومت کے حق میں رطب اللسان ہیں۔ ان محدود وسائل میں ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اپنا دائرہ عمل وسیع تر کریں۔ آپ جیسے مخلص احباب کا تعاون اور دعائیں ہمارے لئے سرمایہ ہیں۔ والسلام آپ کا

صدیقی القادری

برادرم جناب صدیقی القادری صاحب!

السلام علیکم! آپ کا پرچہ نظروں سے گزرا بہت پسند آیا۔ ٹائیٹل کا گٹ اپ بہت پیارا تھا۔ پاکستان میں نوجوان نسل کی نمائندگی کرنے والا یہ پہلا شمارہ ہے یہ بھی ایک جہاد ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو کامیاب و کامران کرے۔ آمین۔

والسلام آپ کا خیر اندیش
انعام الحق صدیقی
جنرل سیکرٹری ینگ پاکستانیز الائنس
۳۱۴۔ ای حسنین آباد۔ لاہور چھاؤنی

عزیزم انعام الحق صدیق صدیقی۔

گرامی نامہ ملا۔ خوشی ہوئی کہ نوجوان نسل کو یکجا اور متحد رکھنے میں آپ کا کنسرنی بیوشن بھی شامل ہے پرچے کی پسندیدگی کا شکریہ مگر آپ نوجوان ہیں آپ میں تندی اور اکھڑ پن ہونا چاہیئے۔ خون میں جوش اور جذبات میں گرمی ہونی چاہیئے۔ لہٰذا توصیفی اور توصیفی لہجے کی بجائے تنقیدی نظر ڈالا کریں اور پرچے کی خامیوں کی نشاندہی کیا کریں تاکہ اس کے معیار کو مزید بلند کیا جاسکے۔

والسلام۔ آپ کا
صدیقی القادری

جناب ایڈیٹر انچیف یوتھ انٹرنیشنل۔ لاہور
جناب محترم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ!

اس دورِ پُر آشوب میں نوجوان نسل کے لیے اس قدر معیاری پرچہ جس میں ہر قسم کے عنوانات ہوں تعارف کا سلسلہ ذرا وسیع کریں۔ اس کے صفحات کو بڑھائیں اور نوجوان نسل کے مسائل و مشکلات کو اربابِ اقتدار تک پہنچائیں۔

والسلام خیر اندیش
راحت یاسمین۔ کراچی

بہن راحت یاسمین!

سلام دُعا۔ آپ نوجوان نسل کی نمائندگی اپنے قلم سے بہتر انداز سے کر سکتی ہیں۔ اپنی تازہ تخلیقات ماہنامہ کے لئے ارسال فرمائیں۔ تنقیدی خطوط لکھیے۔ تعمیری اصلاحی مضامین لکھیے ہم چشم براہ ہیں۔

والسلام آپ کا
صدیقی القادری

بخدمت جناب ایڈیٹر ماہنامہ یوتھ انٹرنیشنل لاہور

السلام علیکم! ماہنامہ یوتھ انٹرنیشنل کا تازہ شمارہ نظر سے گزرا بہت پسند آیا۔ آپ نے جو نوجوان شاعروں اور ادیبوں کے شہ پاروں کے لئے جگہ مختص کی ہے یہ نوجوان شعراء اور ادیبوں پر بہت بڑا احسان ہے ورنہ تو لوگ ان بے چاروں کو قابلِ اعتنا ہی نہیں جانتے چند نظمیں پیشِ خدمت ہیں۔ امید ہے کہ قریبی اشاعت میں جگہ دیں گے۔ والسلام وعلیکم۔ احقر

بلقیس فاطمہ امبر۔ لاہور

بہن بلقیس امبر!

السلام علیکم! رسالے کی تعریف کا شکریہ۔ آپ کی نظمیں بہت اچھی ہیں۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ آئندہ بھی ماہنامہ کے لئے اپنی تخلیقات ارسال کیجیے جس کے لئے ہم شکر گزار ہوں۔ والسلام آپ کا
صدیقی القادری

عوامی جمہوریہ چین کے وزیر اعظم لی پنگ کے خیرسگالی دورہ پاکستان کی تفصیلی رپورٹ

چینی وزیرِ اعظم کا پاکستان میں پُرتپاک تاریخی استقبال

جناب لی پنگ کے اعزاز میں محترمہ بے نظیر بھٹو کی پُرتکلف ضیافت

خصوصی رپورٹ محمد صدیق قادری

عوامی جمہوریہ چین کے وزیر اعظم مسٹر لی پنگ ۱۴ نومبر کو ایک اعلیٰ سطح کے وفد اور اپنی بیگم مسز لی پنگ کے ہمراہ چار روزہ سرکاری دورے پر پاکستان تشریف لائے۔ ہوائی اڈے پر وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو، وفاقی کابینہ کے ارکان مسلح افواج کے سربراہان۔ ارکانِ پارلیمنٹ۔ اعلیٰ سول و فوجی حکام کے علاوہ سفارتی نمائندوں اور مسٹر آصف زرداری نے معزز مہمان کا استقبال کیا۔ چینی وزیر اعظم کی آمد پر انہیں ۱۹ توپوں کی سلامی دی گئی اور دونوں ممالک کے قومی ترانے بجائے گئے۔ مسلح افواج کے ایک دستے نے گارڈ آف آنر پیش کیا۔ بعد میں دونوں وزرائے اعظم نے گارڈ آف آنر کا معائنہ بھی کیا۔ اسلام آباد کے ہوائی اڈے پر معزز مہمان کا پُرجوش اور شایانِ شان استقبال کیا گیا۔ ایئرپورٹ سے سٹیٹ گیسٹ ہاؤس تک تمام راستوں کو استقبالی جھنڈیوں، بینروں اور خوبصورت جھنڈوں سے سجایا گیا۔ تمام راستے میں ہزاروں افراد اور طلبہ نے استقبالی نعروں اور پاک چین دوستی زندہ باد کے نعروں سے معزز مہمان کا خیر مقدم کیا۔ مخصوص مقامات پر علاقائی رقاصوں کے طائفوں نے رقص پیش کیا۔

اس سے قبل بیجنگ ایئرپورٹ پر اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ میرا یہ دورہ جنوبی ایشیا اور دنیا بھر میں امن برقرار رکھنے میں مثبت کردار ادا کرے گا۔ بیجنگ ایئرپورٹ پر چینی کمیونسٹ پارٹی کے سیکرٹری جنرل مسٹر جیانگ زی من اور چین کے دونوں نائب وزرائے اعظم نے چینی وزیر اعظم کو الوداع کیا۔ اسلام آباد پہنچتے ہی چینی وزیر اعظم نے ایک تحریری بیان جاری کیا جس میں واضح کیا گیا کہ پاکستان اور چین کے مابین موجود دوستانہ تعلقات دونوں ممالک کے عوام کی مشترکہ امنگوں اور مشترکہ مفادات کے مطابق ہیں اور ان سے علاقے میں امن و استحکام کو فروغ ملا ہے۔ انہوں نے اس اعتماد کا اظہار کیا کہ ان کے اس دورے سے دونوں ممالک میں مابین موجودہ روائتی دوستانہ تعلقات اور تعاون کو مزید ترقی و استحکام حاصل ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ میں وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو اور دوسرے پاکستانی لیڈروں کے ساتھ دو طرفہ امور اور مشترکہ مفادات کے حامل بین الاقوامی مسائل پر وسیع اور ہمہ گیر بات چیت کروں گا اور پاکستان میں مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے روابط قائم کروں گا تاکہ دونوں ممالک کے عوام اور حکومتوں کے مابین دوستی مفاہمت اور تعاون میں مزید اضافہ کیا جاسکے۔

دونوں وزرائے اعظم کے مابین مذاکرات کا پہلا دور سٹیٹ گیسٹ ہاؤس راولپنڈی میں ہوا جو ڈیڑھ گھنٹے تک جاری رہا۔ جس میں دونوں راہنماؤں نے دو طرفہ مفادات اور باہمی تعلقات کو مزید مستحکم کرنے پر تبادلہ خیال کیا۔ ملاقات میں چینی وفد کی قیادت وزیر اعظم لی پنگ نے کی۔ وفد میں چینی وزیر خارجہ، نائب وزیر خارجہ اور پاکستان میں متعین چینی سفیر شامل تھے۔ پاکستانی وفد کی قیادت محترمہ بے نظیر بھٹو نے کی۔ وفد کے دیگر اراکین میں صاحبزادہ یعقوب خان وزیر اعظم کے مشیر برائے امور خارجہ اور قومی سلامتی اقبال اخوند اور چین میں پاکستان کے سفیر شامل تھے۔ اس ملاقات میں دونوں ملکوں کے درمیان اقتصادی توانائی خوراک زراعت، صنعت اور مواصلات کے شعبوں میں تعاون بڑھانے پر غور کیا گیا۔ وزارت خارجہ کے ایک ترجمان نے بتایا کہ دونوں راہنماؤں کے درمیان ملاقات انتہائی دوستانہ اور افہام و تفہیم کی خوشگوار فضا میں ہوئی اور ملاقات سے دونوں ملکوں کے راہنما انتہائی مطمئن ہیں۔

اس دوران دونوں ملکوں کے درمیان وزارتی سطح پر بھی مذاکرات ہوئے۔ وزارتی سطح کے اجلاس میں پاکستان کی طرف سے وزیر اعظم کے مشیر برائے اقتصادی امور مسٹر وی۔ اے جعفری اور مختلف وزارتوں کے سیکرٹریوں نے شرکت کی جبکہ چین کی طرف سے وزیر خارجہ، اقتصادی امور و تجارت کے وزیر مسٹر زینگ تو ہن اور دیگر حکام نے شرکت کی۔ حکومت کے ترجمان نے بتایا کہ دونوں راہنماؤں کے درمیان باضابطہ ملاقات ۱۵ نومبر کو ہوگی جس میں آج کے وزارتی سطح کے اجلاس کے نتائج اور رپورٹوں پر تبادلہ خیال کیا جائے گا۔ ترجمان نے کہا کہ آج کی ملاقات میں دونوں ملکوں کے درمیان اقتصادی اور تجارتی شعبوں میں تعاون اہم موضوعات تھے۔

اسی روز پاکستانی وزیر اعظم نے مہمان وزیر اعظم کے اعزاز میں ضیافت کا اہتمام کیا اور انہیں اس ضیافت میں خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ "پاکستان اور چین نے امن اور دوستی کے تحفظ کے عزم کا اعادہ کیا ہے اور امن اور بقائے باہمی کے پانچ اصولوں کی سختی سے پابندی کی جائے گی اور اس سلسلے میں پاکستان

چین اور پاکستان نے تین سمجھوتوں اور ایک دستاویز پر دستخط کئے

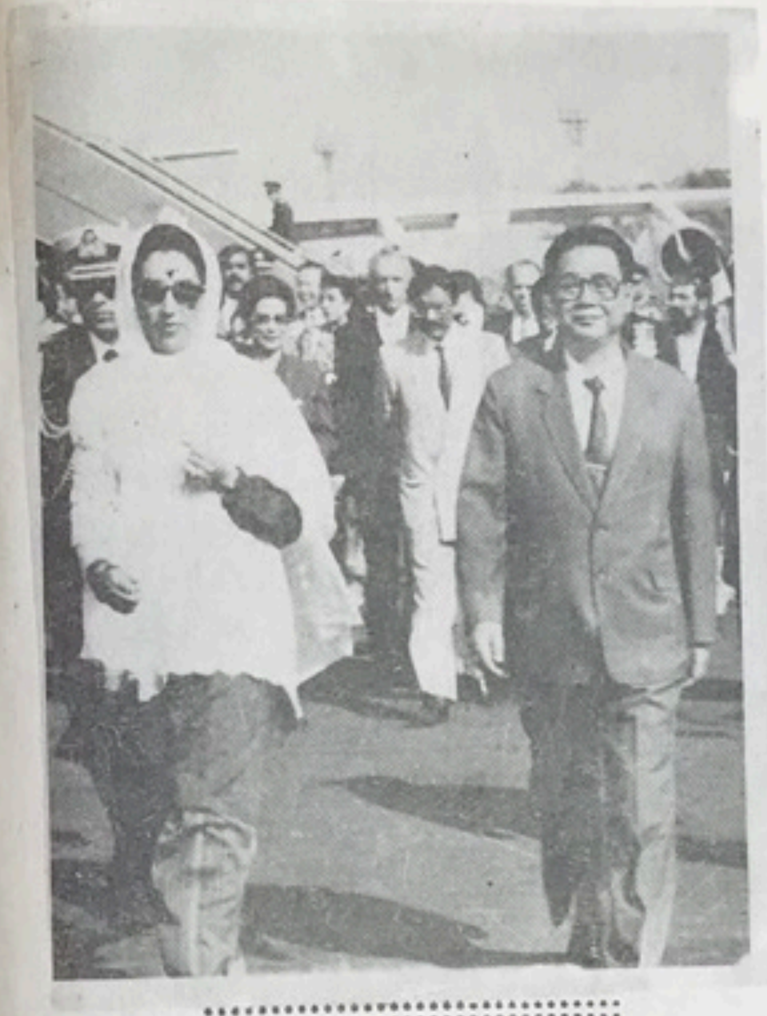

اور چین پہلے ہی دوستی کے مضبوط رشتوں میں منسلک ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاک چین دوستی دو مختلف رقیبے سماجی۔ اقتصادی اور سیاسی نظام کے باوجود بین الریاستی تعلقات اور غیر متزلزل دوستی میں اپنی مثال آپ ہیں۔ انہوں نے پاکستان کے سیاسی حالات کا جائزہ لیتے ہوئے کہا کہ پاکستان کے جمہوری ادارے اگرچہ نئے ہیں لیکن ان کے استحکام کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ حالیہ عدم اعتماد کی تحریک سے حکومت زیادہ مستحکم ہو کر ابھری ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت ملک میں سماجی تبدیلیوں اور اقتصادی ترقی کی مختلف جہتوں میں مصروف عمل ہے۔ چین اور پاکستان کی دوستی سے دونوں ملک مستفید ہوئے ہیں اور اس سے علاقائی امن اور استحکام کو فروغ ملا ہے اور اصولوں پر قائم دونوں ملکوں کی دوستی مثالی ہے۔ آج کے مذاکرات سے ظاہر ہوتا ہے کہ بین الاقوامی اور علاقائی مسائل پر دونوں کے نظریات میں ہم آہنگی ہے لیکن اہم ترین بات یہ ہے کہ اس دوستی نے دونوں ملکوں کے عوام کے مفاد امن اور استحکام کے مقاصد کو تقویت پہنچائی ہے۔ انہوں نے کہا کہ شاہراہ قراقرم جو کہ چین کی مدد سے تعمیر کی گئی دونوں ملکوں کے مابین دوستانہ تعلقات کی ایک لازوال نشانی ہے۔ پاکستان چین کی دوستی کو ہمیشہ عزیز رکھے گا۔ چین اگرچہ ایک ترقی پذیر ملک ہے لیکن اس نے پاکستان کی ہمیشہ فراخ دلی سے مدد کی ہے تاکہ پاکستان مختلف شعبوں خصوصاً دفاع اور بھاری صنعتوں میں اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے۔ ہم نے ہمیشہ ہمسایہ ممالک کے ساتھ تعلقات کو بہت اہمیت دی ہے۔ ہم روس اور چین کے حالیہ سربراہی مذاکرات کی کامیابی پر بہت خوش ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے جنوبی ایشیاء کے ممالک اور مغربی ایشیا کے اسلامی ممالک کے ساتھ قریبی دوستانہ تعلقات ہیں۔ پاکستان نے بھارت کے ساتھ تعلقات کو معمول پر لانے میں کافی پیش رفت کی ہے ہم تجدید اسلحہ اور ایٹمی ہتھیاروں کے پھیلاؤ کو روکنے سمیت تمام مسائل پر بھارت سے مذاکرات کے لئے تیار ہیں۔ جنیوا معاہدے کے تحت افغانستان سے غیر ملکی فوجوں کے انخلاء کا خیر مقدم کرتے ہیں لیکن بدقسمتی سے غیر ملکی فوجی مداخلت سے قائم کابل حکومت ابھی تک قائم ہے جس کو افغان عوام تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں اور وہ اپنی آزادی کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ اپنی جوابی تقریر میں وزیراعظم لی پنگ نے کہا کہ ان کی حکومت پاکستان کی آزادی، خود مختاری اور اقتدار کے تحفظ کے لئے اپنی بھرپور حمایت جاری رکھے گی اور چین پاکستان کا قابل اعتماد دوست ثابت ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ چینی عوام اور حکومت پاکستان سے دوستی اور تعاون جاری رکھنے کا تہیہ کئے ہوئے ہے اور وزیراعظم پاکستان کے حالیہ دورہ چین نے ان تعلقات میں تازہ روح پھونک دی ہے۔ انہوں نے انسانی بنیادوں پر تیس لاکھ افغان مہاجرین کی مدد کرنے پر پاکستان کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور افغان مسئلہ کے حل کے بارے میں پاکستان کی کوششوں کو سراہا۔ وزیراعظم لی پنگ نے پاکستان کی آزاد خارجہ پالیسی اور غیر وابستہ ممالک کی تحریک میں پاکستان کے کردار کو سراہا۔ انہوں نے وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو کی مہمان نوازی اور عوام کی طرف سے گرم جوشی سے استقبال کرنے پر پاکستان کے عوام اور حکومت

کا شکریہ ادا کیا۔

وزیراعظم پاکستان اور چین کے وزیراعظم کے مابین مذاکرات کا دوسرا دور ۱۵ نومبر کو ایوان صدر میں ہوا۔ دونوں رہنماؤں نے بین الاقوامی و علاقائی معاملات اور باہمی تعلقات پر تبادلہ خیال کیا اور افغانستان، کمپوچیا اور جنوبی ایشیاء کی تازہ ترین صورت حال پر غور کیا۔ بین الاقوامی معاملات میں دونوں رہنماؤں میں مکمل ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ دونوں رہنماؤں نے باہمی تجارت پر اطمینان کا اظہار کیا اور ایسے اقدامات پر زور دیا جس سے مستقبل میں دونوں ممالک کے درمیان تجارت میں مزید اضافہ ہو۔ مذاکرات میں وزارتی سطح پر ہونے والی بات چیت کا بھی جائزہ لیا گیا اور اس امر پر اطمینان کا اظہار کیا گیا کہ دونوں ممالک کی تجارت میں ملت گنا اضافہ ہوا ہے۔ عنقریب ایک چینی وفد سرحدی تجارت کے نئے معاہدے کے لئے پاکستان کا دورہ کرے گا۔ چین نے پاکستان سے ایک بحری جہاز اور بھاری مقدار میں کپاس خریدنے پر بھی آمادگی ظاہر کی۔ دونوں ممالک نے ٹیکنالوجی کی منتقلی اور صنعتی و زرعی شعبوں میں تعاون پر بھی غور کیا۔ سیاحت کے فروغ کے لئے شاہراہ قراقرم پر مزید سہولیات فراہم کرنے پر بھی غور کیا گیا۔

ان مذاکرات میں امریکہ اور چین کے موجودہ اختلافات پر بھی بات چیت ہوئی۔ ترجمان نے بتایا کہ پاکستان ان دونوں ممالک کا دوست ہے لہٰذا ان کے تعلقات کو معمول پر لانا پاکستان کے مفاد میں ہے۔ ترجمان کے مطابق پاکستان نے چینی قیادت کو سیاچین کی صورت حال سے بھی آگاہ کیا اور سیاچین میں افواج کی از سر نو تعیناتی کے ضمن میں اس سمجھوتے سے تعلق رکھنے والے معاملات اور پیدا شدہ مشکلات سے مطلع کیا۔ واضح رہے کہ یہ سمجھوتہ گزشتہ جون میں پاکستان اور بھارت کے مابین اسلام آباد میں طے پایا تھا۔

اسی روز چینی وزیراعظم کی اہلیہ مادام ژولین نے اسلام آباد میں ماڈل گرلز کالج کا دورہ کیا جہاں ان کا استقبال وزیر مملکت برائے تعلیم بیگم شہناز وزیر علی اور وزارت تعلیم کے اعلیٰ حکام نے کیا۔ دو بچیوں نے انہیں گلدستے پیش کئے۔ گرل گائیڈز نے سلامی دی اور پاک چین دوستی زندہ باد کے نعرے بلند کئے۔ مادام ژولین نے کالج کی کلاسوں کا معائنہ کیا اور طالبات کے ساتھ گھل مل گئیں۔ بیگم شہناز وزیر علی نے معزز مہمان کو کالج میں تدریسی سرگرمیوں کے بارے میں تفصیل سے بتایا۔ مادام ژولین نے ادارے کی کارکردگی کی تعریف کی۔ سٹاف اور انتظامیہ کو ان کی کوششوں پر مبارکباد دی۔

اس روز سینئر وفاقی وزیر بیگم نصرت بھٹو نے چینی وزیراعظم سے ملاقات کی۔ چینی وزیراعظم نے پاک چین دوستی کو مستحکم بنانے میں سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے کردار کو خراج تحسین پیش کیا۔ بیگم نصرت بھٹو نے سابق وزیراعظم چو این لائی کی بیوہ کے بارے میں دریافت کیا تو معزز مہمان نے بتایا کہ ان کی صحت ٹھیک ہے۔ بیگم نصرت بھٹو آئندہ برس چینی کمیونسٹ پارٹی کے جنرل سیکرٹری کی دعوت پر چین کا دورہ کریں گی۔ چینی وزیراعظم نے کہا کہ وہ ان کے اس دورے کا شدت سے انتظار کر رہے ہیں۔

صدر مملکت جناب غلام اسحٰق خان نے بھی چینی وزیراعظم کے اعزاز میں ایک عشائیہ دیا جس میں خطاب کرتے ہوئے صدر پاکستان نے کہا کہ وقت کی کسوٹی پر پوری اترنے والی پاک چین دوستی پُرامن بقائے باہمی کے اصولوں پر مبنی ہے یہ دونوں ملکوں کے مفادات کا تحفظ کرتی ہے۔ یہ دوستی مضبوط ہوگی اور مزید پھلے پھولے گی۔ صدر نے مہمان

پاک چین دوستی ہر آزمائش پر پوری اتری ہے

وزیراعظم اور ان کے وفد کے اراکین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ انہیں یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو کے ساتھ مذاکرات کے دوران مکمل ہم آہنگی پائی گئی اور اب اس دورے سے تعلقات مزید مستحکم ہوں گے۔ اپنی جوابی تقریر میں وزیراعظم لی پنگ نے پاکستان کی حکومت اور عوام کا اس قیمتی امداد پر شکریہ ادا کیا جو گزشتہ موسم بہار کے دوران چین میں گڑبڑ کے دوران پاکستان نے مہیا کی انہوں نے کہا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان چین کا بہترین اور مخلص دوست ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کے وزیراعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو سے گزشتہ روز اور آج کے مذاکرات نہایت کامیاب اور مفید رہے ہم نے عالمی امور اور دو طرفہ تعلقات پر تفصیلی مذاکرات کئے ہیں۔ انہوں نے پاکستانی عوام کی تعریف کی اور صدر پاکستان کو چین کا دورہ کرنے کی دعوت دی۔

معزز مہمان نے ایک انٹرویو میں کہا کہ متعدد بین الاقوامی مسائل پر پاکستان اور چین میں مکمل ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ پاکستان اور چین کے تعلقات سیاسی، معاشی، ثقافتی اور تعلیم سمیت تمام شعبوں پر محیط ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دونوں ممالک کے درمیان تعلقات کسی دوسرے ملک کے خلاف نہیں بلکہ ان کی نوعیت دفاعی ہے۔ انہوں نے کہا کہ دونوں ملکوں کے تعلقات وقت کی آزمائش پر پورے اترے ہیں اور ہمارے تعلقات کی بنیاد پُرامن بقائے باہمی کے پانچ اصولوں پر ہے۔ انہوں نے کہا کہ وزارتِ عظمیٰ کا عہدہ سنبھالنے کے فوراً بعد وزیراعظم بے نظیر بھٹو کا پہلا دورہ چین دونوں ملکوں کے قریبی تعلقات کی نشاندہی کرتا ہے۔ چین اور بھارت کے تعلقات کے متعلق ایک سوال کے جواب میں چینی وزیراعظم نے کہا کہ بھارتی وزیراعظم راجیو گاندھی نے گزشتہ سال چین کا کامیاب دورہ کیا تھا جس سے دونوں ممالک کے درمیان تعلقات بہتر ہوئے۔ چین اور بھارت میں سرحدی تنازعہ موجود ہے۔ تاہم ہم اس مسئلے کو دوستانہ صلاح مشورے سے حل کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بھارت جنوبی ایشیا کا عظیم ملک ہے اور اس کی ایک جغرافیائی اہمیت ہے لہٰذا اس کے اپنے ہمسایوں سے دوستانہ تعلقات علاقے کے لئے بہت اہم ہیں۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ موجودہ مسائل کو حل کرنے کے لئے بھارت پُرامن بقائے باہمی کے اصولوں پر عمل کرتے ہوئے جنوبی ایشیا میں امن و استحکام کے قیام میں مددگار ثابت ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ چین اور بھارت کے بہتر تعلقات کسی کے خلاف نہیں بلکہ اس سے علاقے میں امن و استحکام حاصل ہوگا۔

۱۶ نومبر کو سندھ ہاؤس میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مہمان وزیراعظم نے کہا کہ چین پاکستان کو توانائی کا بحران ختم کرنے کے لئے ۳۰۰ میگا واٹ کا ایک ایٹمی ری ایکٹر فراہم کریگا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان اور چین کی دوستی ہر آزمائش پر پوری اتری ہے اور دونوں ممالک اس دوستی کو مزید مستحکم بنائیں گے۔ مسٹر لی پنگ نے کہا کہ چین پاکستان کو جو پلانٹ دے گا اسے ایٹمی توانائی کے بین الاقوامی تحفظات کے ادارے کی طرف سے مکمل تحفظ فراہم ہوگا۔ پاکستان اور چین دونوں بین الاقوامی ایٹمی توانائی کے تحفظ کے ادارے کے رکن ہیں اور دونوں نے پہلے ہی ایٹمی توانائی کے پُرامن مقاصد کے دو طرفہ سمجھوتہ کر رکھا ہے بھارت اور چین کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ "بھارت اور چین کے درمیان سرحدی تنازعہ تھا جو طویل عرصہ تک رہا تاہم گزشتہ سال دسمبر میں بھارتی وزیراعظم نے چین کا دورہ کیا جس سے دونوں ملکوں کے تعلقات کو معمول پر لانے کے عمل کا آغاز ہوا ہے۔ جب ان سے سیاچین کے

چین امن کی پالیسی پر یقین رکھتا ہے

بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ چین نے پاکستان کی طرف سے اپنے دفاع کے لئے کئے گئے اقدامات کی حمایت کی ہے۔ انہوں نے اس تنازعہ کو پُرامن اور بات چیت کے ذریعے حل کرنے پر زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ چین کشمیری عوام کے حق خود اختیاری کا حامی ہے اور اس سلسلے میں اس کے موقف میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ پریس کانفرنس میں موجود ایک مغربی صحافی نے چینی وزیراعظم سے استفسار کیا کہ چین نے افغان مجاہدین کو ہتھیاروں کی فراہمی کیوں بند کر دی ہے؟ مسٹر لی پنگ نے کہا کہ چین نے افغان مجاہدین کی منصفانہ جدوجہد کی شروع سے حمایت کی ہے اور اب بھی ان کی جدوجہد کی حمایت کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ چین افغان مہاجروں کی انسانی ہمدردی کی بنیاد پر حمایت کر رہا تھا اور اب روس نے افغانستان سے اپنی فوجیں واپس بلا لی ہیں تو اب افغانستان میں ایک وسیع البنیاد حکومت کی تشکیل ہونی چاہیئے جب ان سے پوچھا گیا کہ انہوں نے افغانستان کی عبوری حکومت کو اب تک تسلیم کیوں نہیں کیا تو انہوں نے کہا کہ افغان عبوری حکومت کے نمائندوں سے ہمارے روابط ہیں اور وہ چین کا دورہ بھی کر چکے ہیں ایک اور سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ پاکستان کے ساتھ ہمارا کوئی دفاعی معاہدہ نہیں ہے اور چین پاکستان کو صرف دفاعی نوعیت کا ساز و سامان فراہم کرتا ہے جو پاکستان دیگر ذرائع سے بھی خرید سکتا ہے پاک بھارت جنگ کے حوالے سے جب ان سے پوچھا گیا کہ اگر ماضی کی طرح ایک بار پھر بھارت کی طرف سے جارحیت کا خطرہ ہوا تو کیا چین پاکستان کی مدد کرے گا تو اس کے جواب میں مسٹر لی پنگ نے کہا کہ یہ ایک مفروضہ ہے توقع ہے کہ مستقبل میں بھارت اور پاکستان کے درمیان اس قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہوگا۔

چین میں جمہوریت کے حق میں ہونے والے مظاہروں کے بعد مغربی ممالک کی طرف سے اقتصادی پابندیاں لگائے جانے سے متعلق ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ "چین اپنی آزادی اور اصولوں پر سودے بازی نہیں کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ ان پابندیوں کا کوئی جواز نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ چین کسی ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کرتا اور نہ ہی وہ کسی دوسرے ملک کو اپنے اندرونی معاملات میں مداخلت کی اجازت دے گا۔ انہوں نے کہا کہ ان اقتصادی پابندیوں کے باعث ہمیں کچھ مشکلات کا سامنا تو ضرور کرنا پڑا لیکن ہم نے ان پر قابو پا لیا ہے اور ہم نے اپنے وسائل پیدا کر لئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ چین "اوپن ڈور" کی اپنی پالیسی اور اقتصادی اصلاحات جاری رکھے گا۔ انہوں نے کہا کہ اقتصادی اصلاحات سے نظام میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی بلکہ یہ مضبوط ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ جن ممالک نے ہمارے خلاف یہ پابندیاں لگائی ہیں یہ خود ان کے حق میں بہتر نہیں ہیں اور انہیں جلد ہی اس کا احساس بھی ہو جائے گا۔ چین اور امریکہ تعلقات کے بارے میں پاکستانی کردار کے متعلق ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ یہ تو پاکستان پر منحصر ہے۔ چین امن کی پالیسی پر یقین رکھتا ہے۔ انہوں نے کہا ۱۹۷۲ء کے بعد سے چین امریکہ کے درمیان ایک عشرے تک تعلقات اچھے رہے لیکن امریکہ نے اس سال اقتصادی پابندیاں لگا کر تعلقات خراب کر لئے۔ انہوں نے اس بات سے اتفاق نہیں کیا کہ مشرقی یورپ میں ہونے والے حالیہ واقعات کا اثر چین کی اندرونی صورت حال پر بھی پڑے گا چینی نظام کو عوام کی حمایت حاصل ہے اور وہ اسے جاری رکھیں گے۔ انہوں نے کہا کہ مشرقی یورپ میں رونما ہونے والے واقعات سے متعلق اہم بات تو یہ ہے کہ اس کا اس خطے کے امن و استحکام پر کیا اثر پڑے گا۔

پاکستان اور چین نے اس دوران تین سمجھوتوں اور ایک دستاویز پر دستخط کئے ہیں۔ ایک سمجھوتے کے تحت پاکستان کے مختلف ترقیاتی منصوبوں کے لئے چین نے پانچ کروڑ ین کی رقم کی فراہمی کا وعدہ کیا۔ دوسرا سمجھوتہ۔ دونوں ممالک کے درمیان دوہرے ٹیکسوں سے بچنے سے متعلق ہے۔

تیسرا سمجھوتہ۔ اس کے تحت چین افغان پناہ گزینوں کے لئے انسانی ہمدردی کی بنیاد پر امداد فراہم کرے گا جس دستاویز پر دستخط ہوئے ہیں اس کے تحت بلوچستان میں سڑکوں کی تعمیر میں استعمال ہونے والی مشینری فراہم کی جائے گی۔

چین کے وزیراعظم لی پنگ کافی خوشگوار موڈ میں تھے۔ وہ شہری زندگی کی جھلک دیکھنے کے لئے شام کو خود کار چلاتے ہوئے مال روڈ سے ہوتے ہوئے گلف کلب تک گئے۔ انہوں نے شہر کی گنجان سڑکوں پر ۲۰ منٹ تک ڈرائیو کی۔ اس دوران سڑکوں پر کھڑے ہوئے لوگوں نے معزز مہمان کو دیکھ کر خوشی سے تالیاں بجائیں اور نعرے لگائے چینی وزیراعظم اور معزز مہمانوں نے بھی جواب میں ہاتھ ہلائے۔

ہم میزبان وزیراعظم کو مبارکباد دیتے ہیں جنہوں نے انتہائی خوش اسلوبی سے چائنہ کے وزیراعظم کو خوش آمدید کہا اور دو طرفہ تعلقات کی بہتری میں اہم کردار ادا کیا اس سے دونوں ملکوں کو قریب آنے کا موقع ملے گا۔ ہم مہمان وزیراعظم کے بھی اپنے ملک کا دورہ کرنے پر انتہائی مشکور ہیں اور دعا گو ہیں کہ چین دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرے اور ہماری دوستی دن بدن مستحکم اور مضبوط ہو۔

یہاں چینی وزیراعظم کے دورہ پاکستان کے دوران اپوزیشن کے کردار کی ملامت اور مذمت بھی سراسر ناانصافی ہوگا کہ ہمارے ایک قدیم اور بہترین نزدیک ترین دوست ملک کے وزیراعظم کی پاکستان آمد پر انہوں نے جس طرح اخلاقی بے حسی کا مظاہرہ کیا اور جمہوری اقدار کو پامال کیا وہ کسی باعزت باغیرت اور باشعور انسان سے متوقع نہیں۔

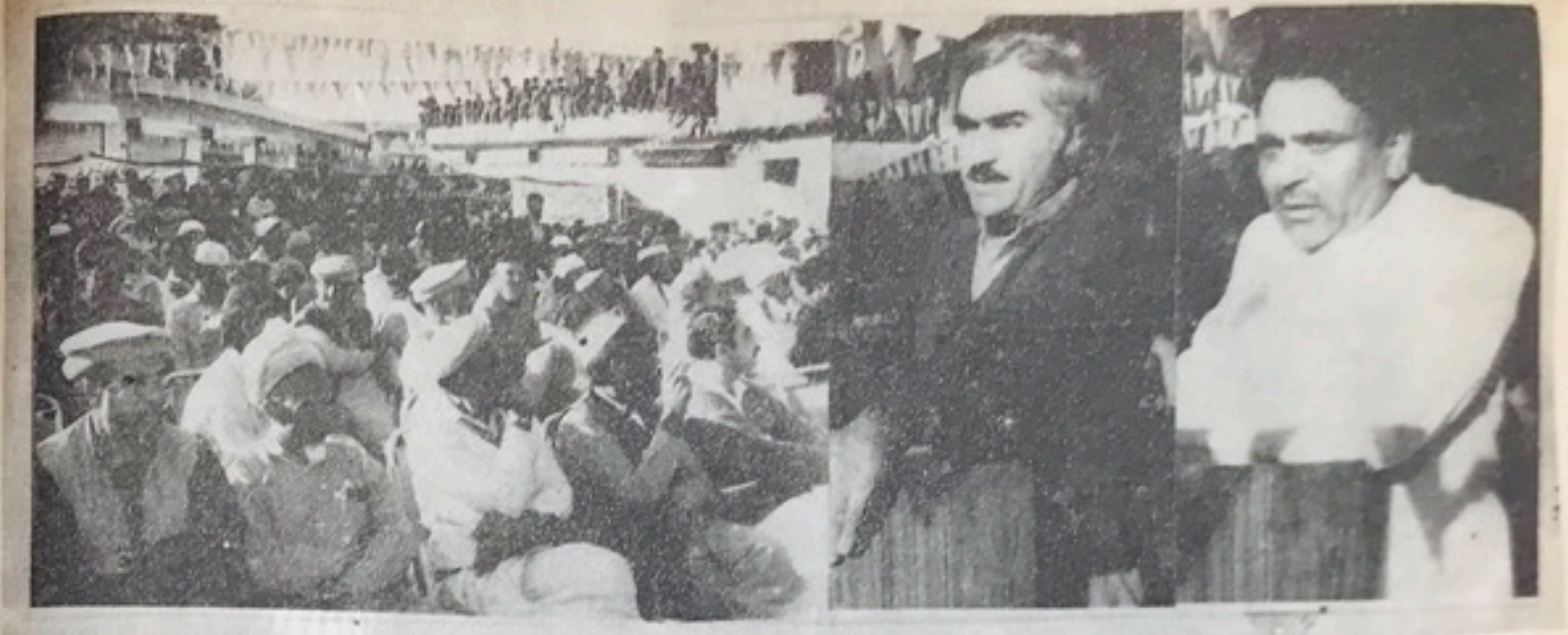

وفاقی وزیر سید افتخار گیلانی، سید منظور حسین نوشاہی دی مسلم کواپریٹو ڈویلپمنٹ کارپوریشن کے زیر اہتمام تقریب سے خطاب کر رہے ہیں۔

خان محمد حسین آزاد پیپلز پارٹی کے مقامی رہنماؤں کے ہمراہ

کرنل سرفراز خان ملک کی صاحبزادی کی [illegible] مرحوم کے [illegible]

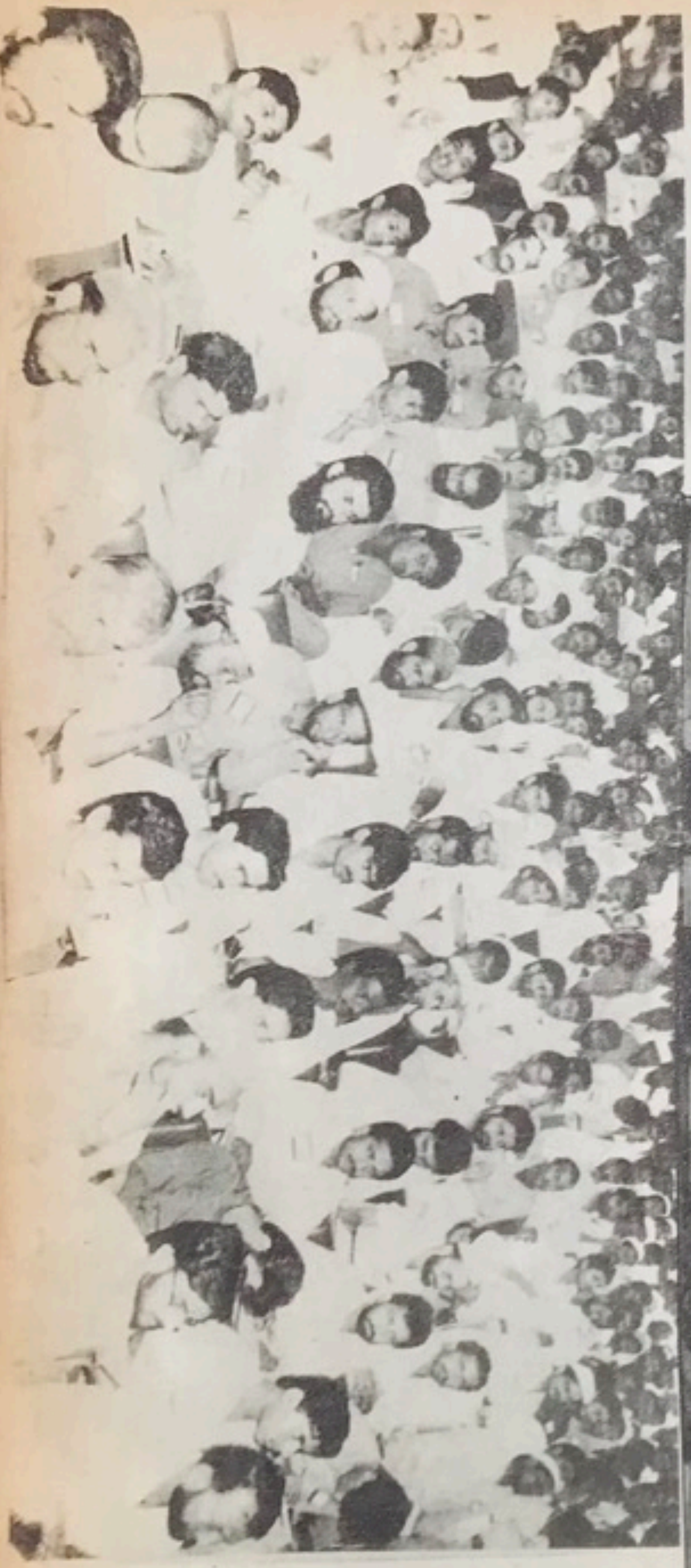

منصورہ میں مسلم یوتھ فورس کے سالانہ کنونشن سے
پیر فقیر محمد زر، [illegible] منور حسین اور
لیاقت بلوچ خطاب کر رہے ہیں جبکہ ساتھ میں
[illegible]

خان محمد حسین آزاد کے مختلف شہروں کے دوروں کی تصویری جھلک

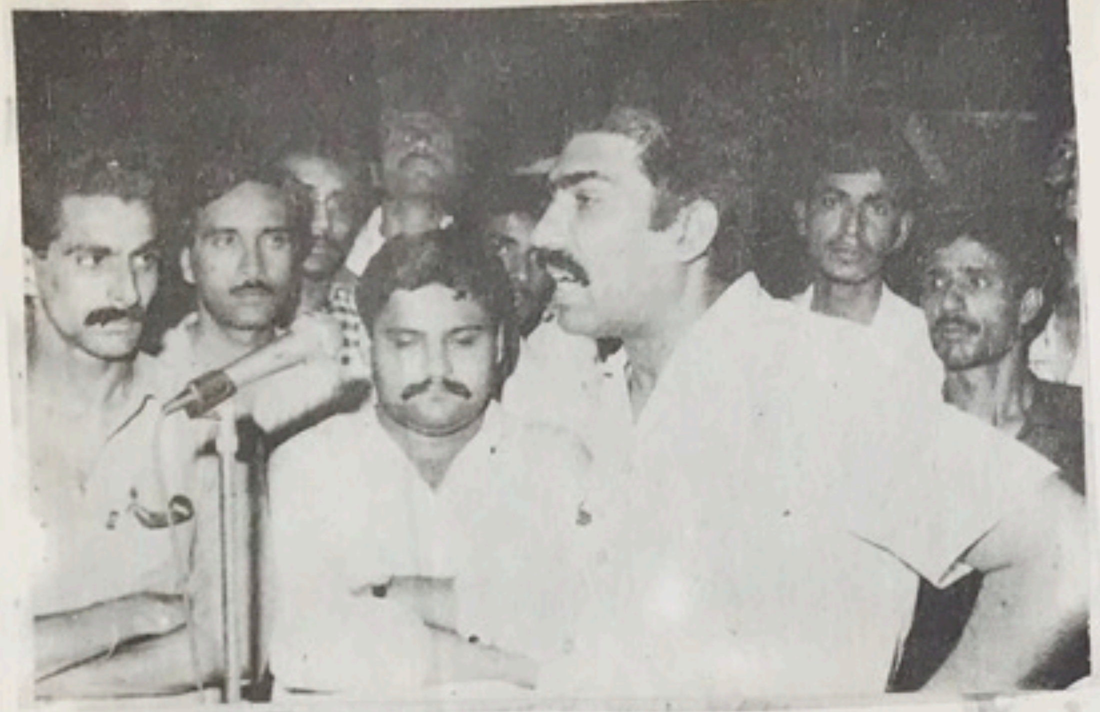

بین الصوبائی یوتھ ایکسچینج پروگرام کے شرکاء اسلام آباد میں وفاقی سیکرٹری برائے امور نوجوانان مظفر الحق کے ہمراہ

ترکی کے یوتھ وفد کے استقبال کا منظر

خان محمد حسین آزاد (آفسر بکار خاص برائے وزیر اعظم) کا جلسہ عام سے خطاب

خان محمد آزاد ساہیوال میں ایک تقریب سے خطاب کر رہے ہیں

ایس کے خانزادہ کا یوتھ لیڈروں کے ہمراہ گروپ فوٹو۔

وفاقی وزیر امور نوجوانان سید پرویز علیشاہ رائزنگ یوتھ کونسل کی تقریب میں شرکت کے لئے آرہے ہیں ساتھ چیئرمین قاضی احمد علی جابر ہیں

سید پرویز علی شاہ سگریٹ نوشی کے لئے مضطرب کیفیت میں

مس کنول نسیم وفاقی وزیر امور نوجوانان سید پرویز علی شاہ خصوصی پوز میں

شجرکاری مہم کے موقع پر سیکرٹری جنگلات و یوتھ افیئرز ایس کے حازکوہ
نوجوانوں کو ہدایت دیتے ہوئے

سیکرٹری یوتھ افیئرز ایس کے حازکوہ یوتھ گروپ کے ہمراہ

نوابس ڈی ہائے وزیر اعظم خان محمد حسین آرتو ساجد میموریل یوتھ کلب کی تقریب میں بطور مہمان خصوصی شریک ہیں پیپلز یوتھ ملتان
ڈویژن کے صدر ایم سلیم راہی اور ڈاکٹر جاوید صدیقی موجود ہیں

آل پاکستان یوتھ فیڈریشن کے استقبالیہ میں وفاقی وزیر امور نوجوانان سید پرویز
علی شاہ، صوبائی سیکرٹری یوتھ افیئرز ایس کے حازکوہ، طارق حلیم چوہدری، عمر
علی بلوچ، شاہد محمود اور کمال لوسی۔

ایس کے حازکوہ سیکرٹری یوتھ افیئرز و جنگلات شجرکاری مہم کے موقع پر یوتھ
لیڈرز کے ہمراہ

صدر غلام اسحاق خان اور فرانس کے سفیر انقلاب فرانس کی سالگرہ کے موقع پر
تبادلہ خیال کرتے ہوئے

وفاقی وزیر امور نوجوانان سید پرویز علی شاہ رائزنگ یوتھ کونسل کی جانب سے
دیئے گئے استقبالیے کی تقریب سے خطاب کر رہے ہیں اور ساتھ میں طارق حلیم چوہدری اور ترنم اسد خان ماہر تشریف فرما ہیں

وفاقی وزیر امور نوجوانان سید پرویز علی شاہ یوتھ نمائندگان سے ملاقات کر رہے
ہیں اور ساتھ میں ایم پی اے غلام عباس بیٹھے ہیں

وزیر اعظم پاکستان بے نظیر بھٹو دورہ سعودی عرب کے دوران سعودی
عرب کے بادشاہ شاہ فہد بن عبدالعزیز کے ساتھ ملاقات کا منظر

وزیر اعظم بے نظیر بھٹو انقلاب فرانس کی سالگرہ کے موقع پر وزیر اعظم فرانس
کے ہمراہ

Part I: 1917-1947 (1978)
Part II: 1947-1977 (1979)
Part III: 1978-1983 (1984)
Part IV: 1984-1987 (1988)

The right of return of the Palestinian people (1978)

The right of self-determination of the Palestinian people (1979)

An international law analysis of the major United Nations resolutions concerning the Palestine question (1979)

The question of Palestine (1979)

The question of the observance of the Fourth Geneva Convention of 1949 in Gaza and the West Bank, including Jerusalem, occupied by Israel in June 1967 (1979)

The international status of the Palestinian people (1979)

Israel's policy on the West Bank water resources (1980)

Acquisition of land in Palestine (1980)

The Palestine question - A brief history (1980)

Palestinian children in the occupied territories (1981)

Social, economic and political institutions in the West Bank and Gaza (1982)

Legal status of the West Bank and Gaza (1982)

Israeli settlements in Gaza and in the West Bank (including Jerusalem) - their nature and purpose
Part I (1982)
Part II (1984)

The Palestine question - a brief history (1983)

The status of Jerusalem (1983)

Living conditions of the Palestinian people in the occupied territories (1985)

Approaches for the practical attainment of the inalienable rights of the Palestinian people (1985)

The need for convening the International Peace Conference on the Middle East (in accordance with General Assembly resolution 38/58 C) (1989)

Most of the studies are available in the six official United Nations languages, i.e. Arabic, Chinese, English, French, Russian and Spanish. The study entitled "The Palestine Question - A Brief History" (1983) was also translated into German, Italian and Swahili. This Information Note is available in the six official United Nations languages as well as in German and Japanese.

The Division provides publicity and the widest dissemination of information on the question of Palestine in co-operation with the Department of Public Information of the United Nations Secretariat.

V. NON-GOVERNMENTAL ORGANIZATIONS: ACTIVITIES AND INFORMATION

In the course of April the following information was received by the Division for Palestinian Rights:

1. "I and P, Israel and Palestine Political Report", published by MAGELAN, 5, rue Cardinal Mercier, 75009, Paris, France

2. "The Palestinian", published by the Association of Palestinian Arab Canadians, Capital Region, P.O. Box 2605, Station "D", Ottawa, Ontario, KIP 5W7

3. "I.C.C.P. Newsletter No. 16", published by the International Co-ordinating Committee for NGOs on the Question of Palestine, P.O. Box 2100, 1211 Geneva 2, Switzerland

4. "Palestine Focus", National Newspaper of the Palestine Solidarity Committee, P.O. Box 372, Peck Slip Station, New York, N.Y. 10272, U.S.A.

5. "Al Hadaf Newsletter", P.O. Box 169, 30010 Umm El Fahem, Israel 06-352915

6. "International Committee of the Red Cross", press release no. 1606, 14 April 1989, drawing attention to recent action by the Israeli authorities in Nahalin and calling for an end to such practices. Address: 17, avenue de la Paix, CH-1202 Geneva, Switzerland

7. "Amnesty International", press release of 18 April 1989, calling for judicial inquiry into wide-ranging rights abuses by Israeli forces. Address: 1, Easton Street, London WCIX 8DJ, United Kingdom

8. "Arab Studies Society", leaflet concerning the Early Childhood Resources Centre. Address: 12, Al Mas'udi Street, P.O. Box 20479, Jerusalem

9. "Act Now", publication of the International Centre for Trade Union Rights, containing information on Palestine. Address: ICTUR, 120 00 Prague 2, P.O. Box 34, Czechoslovakia

10. "North American Co-ordinating Committee for Non-Governmental Organizations on the Question of Palestine", newsletter available from 100 Witherspoon Street, Room 3412, Louisville KY 40202-1396, United States

11. "Palestine Human Rights Campaign", press releases available from 1, Quincy Court, Illinois 60604, United States

12. "Another Viewpoint", newsletter available from 604, Barbera Place, Davis, CA 95616, United States

13. "Middle East Labor Bulletin", quarterly publication of the Labor Committee on the Middle East. Address: P.O. Box 421429, San Francisco, CA 94142-1429, United States

14. "Jerusalem", publication of Palestine Committee for NGOs, B.P. 554, Tunis Cedex 1080, Tunis, Tunisia

Until the end of July 1989 the following meetings were held by the Committee:

- A North American regional seminar, New York, 19-20 June;
- A North American regional NGO symposium, New York, 21-23 June.

The Committee will organize the following meetings before the end of 1989:

- An Asian regional seminar, Kuala Lumpur, 18-22 December;
- Two regional NGO symposia to be held in Europe (Vienna, 28-29 August) and Asia (Kuala Lumpur, 18-21 December) together with the Asian regional seminar;
- An international NGO meeting to be held in Vienna, Austria (30 August-1 September).

- Following consultations between the Committee and the Government of Argentina, the Latin American and Caribbean regional seminar and NGO symposium on the question of Palestine, originally scheduled to be held in Buenos Aires, 31 July - 4 August 1989, have been postponed to a later date.

The Committee attaches importance to contacts with the media and has endorsed the organization of national and regional journalists' encounters and news fact-finding missions to the Middle East by the Department of Public Information of the United Nations Secretariat.

B. Division for Palestinian Rights

At the request of the General Assembly, contained in its resolution 32/40 B, the Secretary-General established within the Secretariat of the United Nations a Special Unit on Palestinian Rights in 1978, which was upgraded to Division status in 1982. The Division for Palestinian Rights is part of the Office of the Under-Secretary-General for Political and General Assembly Affairs and Secretariat Services of the United Nations Secretariat and its mandate has been expanded several times over the years.

The Division serves as secretariat for the Committee on the Exercise of the Inalienable Rights of the Palestinian People, and carries out its functions in consultation with and under the guidance of the Committee.

Monitoring of political and other relevant developments. The Division is authorized and requested by a series of General Assembly resolutions to monitor political and other relevant developments, regional and international, affecting the inalienable rights of the Palestinian people. It also collects information and regularly reports to the Committee on the situation in the occupied Palestinian territory, as well as the policies and practices of Israel, the occupying Power, towards the Palestinian people.

Regional seminars on the question of Palestine. The Division, under the guidance of the Committee, organizes regional seminars on the question of Palestine with the participation of experts, parliamentarians, government representatives, Committee members and observers. Twenty-two seminars have been held since 1980.

In recent years, in accordance with the priority objectives of the Committee, the seminars have focused on the following major topics:

- The convening of the International Peace Conference on the Middle East;

- The role of the PLO;
- The question of Palestine and public opinion (in the region concerned);
- The United Nations and the question of Palestine.

Since December 1987 the convening of the International Peace Conference has been discussed with particular urgency in light of the intifadah, the popular uprising in the occupied Palestinian territory, and subsequent developments, in particular, the proclamation of the State of Palestine and the Palestinian peace initiative.

Regional symposia and international meetings for NGOs. The Division, under the guidance of the Committee, organizes regional symposia and international meetings for NGOs, and co-operates with such organizations. The Programme of Action adopted by the International Conference on the Question of Palestine declared that the role of NGOs remains of vital importance in heightening awareness of and support for the inalienable rights of the Palestinian people to self-determination and to the establishment of an independent sovereign Palestinian State. Furthermore, the Conference urged and encouraged NGOs to increase awareness by the international community of the economic and social burdens borne by the Palestinian people as a result of the continued Israeli occupation.

In order to promote the implementation of the Programme of Action, and pursuant to General Assembly resolution 38/58 B of 13 December 1983 and subsequent resolutions, the scope of the Division's activities was broadened and the Division was requested to convene symposia and international meetings in different regions to heighten awareness of the facts relating to the question of Palestine.

The regional symposia and international meetings, in accordance with the priorities established by the Committee, lay emphasis on the objective of convening the International Peace Conference on the Middle East, in accordance with relevant United Nations resolutions and discuss action-oriented proposals in workshops on topics of particular interest to the various NGO constituencies.

At present, the Division, through the International, North American, European and African Co-ordinating Committees, elected by the NGOs participating in meetings sponsored by the Committee, maintains working liaison with over 700 NGOs throughout the world. Interested NGOs, which support the goals of the Committee and have concrete programmes of activities in this area of work, can participate in the symposia and meetings, after filling out an application questionnaire which is submitted to the Committee for approval. Other NGOs can attend as observers.

International Day of Solidarity with the Palestinian People. The Division organizes the annual observance of 29 November as the International Day of Solidarity with the Palestinian People at the United Nations Headquarters in New York and at the United Nations offices at Geneva and Vienna, and promotes the commemoration of the Day in many other cities around the world.

Studies and publications. As requested by the General Assembly, since 1978, the Division, under the guidance of the Committee, has prepared a series of studies and publications relating to the inalienable rights of the Palestinian people, as well as to the various aspects of the question of Palestine. The following studies have been prepared by the Division for Palestinian Rights:

The origins and evolution of the Palestine problem

UNITED NATIONS

The Committee served as **the preparatory body for the** International Conference on the Question of Palestine which was held in Geneva from 29 August to 7 September 1983. The Conference adopted a Declaration and Programme of Action for the Achievement of Palestinian Rights, which included guidelines for a solution of the Palestine question through the convening of an International Peace Conference on the Middle East under the auspices of the United Nations. The proposal and guidelines for such a conference were endorsed by the General Assembly by an overwhelming majority in its resolution 38/58 C.

The General Assembly, at its forty-third session, adopted resolution 43/176 (of 15 December 1988) by which, inter alia, it called for the convening of the International Peace Conference on the Middle East, under the auspices of the United Nations, with the participation of all parties to the conflict, including the PLO, on an equal footing, and the five permanent members of the Security Council, based on Security Council resolutions 242 (1967) of 22 November 1967 and 338 (1973) of 22 October 1973 and the legitimate national rights of the Palestinian people, primarily the right to self-determination. The resolution spelled out five principles for the achievement of comprehensive peace in the region that included the withdrawal of Israel from the Palestinian territory occupied since 1967, including Jerusalem, and from other occupied Arab territories; guaranteeing arrangements for security of all States in the region, including those named in resolution 181 (II) of 29 November 1947, within secure and internationally recognized boundaries; resolving the problem of the Palestine refugees in conformity with General Assembly resolution 194 (III) of 11 December 1948, and subsequent relevant resolutions; dismantling the Israeli settlements in the territories occupied since 1967; and guaranteeing freedom of access to Holy Places, religious buildings and sites. By the same resolution the Security Council was requested to consider measures needed to convene the International Peace Conference on the Middle East, including the establishment of a preparatory committee for such a conference. The resolution was adopted by an unprecedented majority of 138 votes in favour, 2 against and 2 abstentions.

The members of the Committee - originally a 20-State body but expanded to 23 States in 1976 - are: Afghanistan, Cuba, Cyprus, German Democratic Republic, Guinea, Guyana, Hungary, India, Indonesia, Lao People's Democratic Republic, Madagascar, Malaysia, Mali, Malta, Nigeria, Pakistan, Romania, Senegal, Sierra Leone, Tunisia, Turkey, Ukrainian SSR and Yugoslavia. In 1989, 20 countries are observers at the Committee meetings. The League of Arab States and the Organization of the Islamic Conference also participate in the Committee meetings as observers.

On the basis of General Assembly resolutions 3210 (XXIX) and 3237 (XXIX) of 1974, and the subsequent decision taken by the Committee in 1976, the PLO, as the representative of the Palestinian people and the principal party to the question

of Palestine, was invited to participate in the Committee's deliberations as an observer. On 15 December 1988, the General Assembly adopted resolution 43/177 in which it decided that the designation "Palestine" should be used in place of the designation "Palestine Liberation Organization" in the United Nations system, without prejudice to the observer status and functions of the PLO within the United Nation system, in conformity with relevant United Nations resolutions and practice.

A Working Group established by the Committee assists in the preparation and expedition of its ongoing activities.

The officers (or Bureau) of the Committee in 1989 are: H.E. Mrs. Absa Claude Diallo, Permanent Representative of Senegal to the United Nations, as Chairman; H.E. Mr. Oscar Oramas-Oliva, Permanent Representative of Cuba to the United Nations, and H.E. Mr. Shah Mohammad Dost, Permanent Representative of Afghanistan to the United Nations, as Vice-Chairmen; and H.E. Mr. Alexander Borg Olivier, Permanent Representative of Malta to the United Nations, as Rapporteur.

In accordance with its mandate, which was outlined in a series of resolutions, the Committee is authorized and requested by the General Assembly:

- To keep under review the situation relating to the question of Palestine as well as the implementation of the Programme of Action for the Achievement of Palestinian Rights* and to report and make suggestions to the General Assembly or the Security Council, as appropriate;

- To exert all efforts to promote the implementation of its recommendations, including representation at conferences and meetings and the sending of delegations, and to report thereon to the General Assembly on an annual basis;

- To extend its co-operation to non-governmental organizations (NGOs) in their contribution towards heightening international awareness of the facts relating to the question of Palestine and creating a more favourable atmosphere for the full implementation of the Committee's recommendations, and to take the necessary steps to expand its contacts with those organizations.

In addition to monitoring the situation and reporting to the General Assembly and the Security Council on matters requiring urgent action, the Committee, with the assistance of the Division for Palestinian Rights, has undertaken a programme of regional seminars, symposia and meetings for NGOs, and studies and publications on the question of Palestine.

The Committee adopts its programme of activities on a biennial basis. The following functions were organized in 1988:

- Three regional seminars, to which NGOs were invited as observers. A European seminar was held in Berlin, German Democratic Republic, in April, and a North American seminar in New York in June. An African seminar was held in Cairo, Egypt, in December;

- Three regional NGO symposia. A North American symposium was held in New York in June-July; a European symposium in Geneva in August; and an African symposium was held in Cairo, Egypt, in December;

- An international NGO meeting, attended by NGOs from all regions of the world, took place in Geneva in August-September.

*Adopted by the International Conference on the Question of Palestine, held at Geneva from 29 August to 7 September 1983; for the full text, see the report of the Conference (A/CONF.114/42).

Committee.

Her Majesty also inaugurated a United Nations Regional Conference on "The Participation of Women in Political, Economic and Social Development" on the 15th of February 1977. The Conference was attended too by participants from ESCAP member-countries, several UN specialised agencies and about eighty non-govern-mental organisations.

Their Majesties the King and Queen with Air Marshal Sir James Rowland and Lady Rowland and Prime Minister Bob Hawke and Mrs. Hawke of Australia.

Her Majesty the Queen with Mrs. Bob Hawke, wife of the Australian Prime Minister

PALESTINIAN RIGHTS

A. Committee on the Exercise of the Inalienable Rights of the Palestinian People

The Committee on the Exercise of the Inalienable Rights of the Palestinian People was established by the General Assembly at its thirtieth session in 1975.

In its resolution 3376 (XXX) of 10 November 1975, the General Assembly expressed grave concern that no progress had been achieved towards the exercise by the Palestinian people of its inalienable rights in Palestine, as reaffirmed by the Assembly in 1974, including the right to self-determination without external interference and the right to national independence and sovereignty, and towards the exercise by the Palestinians of their inalienable right to return to their homes and property "from which they have been displaced and uprooted".

By the same resolution, the General Assembly decided to establish the Committee and requested it to consider and recommend to the Assembly a programme designed to enable the Palestinian people to exercise its inalienable rights. In drawing up its recommendations, the Committee was asked to take into account "all the powers conferred by the Charter upon the principal organs of the United Nations". The Assembly also requested the Committee to submit its recommendations within six months for consideration by the Security Council.

The Committee was authorized to establish contact with, and to receive and consider suggestions and proposals from, States and intergovernmental organizations and the Palestine Liberation Organization (PLO). In 1974, the Assembly had invited the PLO to participate in the sessions and the work of the Assembly, and of all international conferences convened under the auspices of the Assembly and of other organs of the United Nations in the capacity of observer, and had asked the Secretary-General to establish contacts with the PLO on all matters concerning the question of Palestine.

The Committee held its first meetings between February and May 1976 and formulated a number of recommendations addressed to the Security Council, which were included in its first report.

The Committee affirmed that the question of Palestine was "at the heart of the Middle East problem" and no solution could be envisaged which did not take fully into account the legitimate aspirations of the Palestinian people. The Committee urged the Security Council to promote action for a just solution, taking into account all the powers conferred on it by the Charter. The participation of the PLO, as the representative of the Palestinian people, on an equal basis with other parties, was "indispensable", the Committee stated, in all deliberations and conferences held under United Nations auspices.

Recommendations in the Committee's report included a two-phase plan for the return of the Palestinians to their homes and property, a timetable for the withdrawal of Israeli forces from the occupied territories by 1 June 1977, and endorsement of the inherent right of the Palestinians to self-determination, national independence and sovereignty in Palestine. The Committee's recommendations were endorsed by the General Assembly at its thirty-first (1976) and subsequent sessions by overwhelming majorities, but have remained unimplemented because of lack of consensus in the Security Council.

as in other students, discipline, obedience, diligence in studies and, above all, duty towards God and fellow human beings. Her Majesty studied at the St. Mary's, a well organised boarding school for girls, for three years.

Higher Education

Her Majesty the Queen studied privately at home for sometime before joining the Kanti-Ishwari Rajya Laxmi High School in Kathmandu. At Kanti-Ishwari, where Her Majesty spent a year, she shared the common experiences of average high schools of Kathmandu. Besides the academic studies that Her Majesty went through with avidity, the school provided her an opportunity to acquaint herself with the problems of girls representing a cross section of the Nepalese society at large.

Her Majesty continued her studies in Padma Kanya College after having passed the School Leaving Certificate Examination in 1963. From this college Her Majesty passed the Intermediate of Arts in 1965 and was placed in the second division. Her Majesty then pursued her studies independently at home and, as a private candidate, obtained the Degree of Bachelor of Arts from Tribhuvan University. Her performance was above average, being placed in second division.

Interests

Among the various subjects she studied, Her Majesty had special inclination towards literature. A study of shakespeare's work enkindled in her a deep interest in a manner in which great literature mirrors life. Her Majesty loves poetry, in particular the works of Wordsworth. The chief reason of Her Majesty's fondness of Wordsworth is the affinity of the natural surroundings which Wordsworth represented with our own Kingdom.

During her school days Her Majesty played games and took part in sports like every other child. Her Majesty was fond of badminton and table-tennis and, amongst competitive games, relay race.

As she grew older Her Majesty's curiosity was drawn toward the study of nature. She found Nepal a nature's abode. The contemplation of the mountains, rivers and the blue sky made her feel as though the Kingdom's elements had gone into her own making. Her ties with the land and its people is a feature which she personifies the more by her love for the nation and compassion for its people.

From her early childhood, Her Majesty had been nurtured with tenderness and care. This nurturing, in turn, inculcated in her the habit of cultivation of flowers and gardens where she finds herself most at home-relaxed, contemplative and fervent with the feelings of awe.

Her Majesty the Queen's another interest is music; which is amply reflected in special pains she took in obtaining a certificate in music from Nepal Kala Nidhi Sangeet Mahavidyalaya in Kathmandu. It would seem that to her, while nature offers the physical dimension, music infuses it with spirit. The two complement each other in rhythm, harmony and order, which are the themes common also to her love for decoration and domestic aesthetics.

Happy Wedding

The happy wedding of His Majesty King Birendra Bir Bikram Shah Dev and Her Majesty Queen Aishwarya Rajya Laxmi Devi Shah was solemnised amidst Vedic rites in February 1970 in Kathmandu.

Birth of HRH the Crown Prince

Her Majesty Queen Aishwarya was delivered of His Royal Highness Crown Prince Dipendra Bir Bikram Shah Dev on the 27th of June 1971. With the birth of His Royal Highness a new light has further enkindled the glory of the Shah Dynasty. As for the Nepalese, they are overwhelmed with joy as they see in the Crown Prince a golden link in the unbroken historic continuity of the Shah Kings.

Coronation

The auspicious Coronation of His Majesty King Birendra Bir Bikram Shah Dev and Her Majesty Queen Aishwarya Rajya Laxmi Devi Shah was solemnised in accordance with Vedic rites and ancient traditions at Hanuman Dhoka Royal Palace in Kathmandu on the 24th of February 1975.

Birth of HRH Princess Sruti

Her Majesty the Queen was delivered of Her Royal Highness Princess Sruti Rajya Laxmi Devi Shah on the 16th of October 1976.

Role in Women Uplift

Her Majesty the Queen has been playing a very significant role in the advancement and uplift of the women in Nepal. The International Women's Year, 1975 provided one more opportunity to Her Majesty the Queen in providing excellent guidance—theoretical and practical to the Nepalese society towards this end. By patronising International Women's Year Committee, 1975, Nepal, Her Majesty not only inaugurated various projects and programmes pertaining to the uplift of women in all the development regions of the country but also provided inspiration and excellent guidance to the

to inaugurate the World Conference on Religion, Philosophy and Culture held at Madurai in South India. In His in-

His Majesty the King with HRH Crown Prince Dipendra Bir Bikram

augural address to the Conference on March 30. His Majesty highlighted the necessity of evolving a philosophy that would harness the human potentialities and help in realising the final kinship of man with sage remarks like, "In a sense religion explores the ultimate potentialities of man, philosophy interprets it and culture translates both into a way of life."

During the visit His Majesty met Sri B.D. Jatti, then the acting President of India and also acquainted himself with the leaders of the newly elected Government of India in New Delhi.

Constitution and the Legal Code

His Majesty, in his address to the National Pancha Convention 1985, had observed, "Indeed, the Panchas and Panchayat have become household words and the Panchayat System has become an integral part of the political culture of the Nepalese people whether they live in less accessible parts of the country or have homes in towns or cities." His Majesty further continued, "...... the doors of the Panchayat System are open to all."

Social Reforms

His Majesty the King has laid equal emphasis on awakening the Nepalese women from the darkness of ignorance and backwardness and to make them participate in the country's development process. As a result, women all over the country are enjoying educational and training facilities better than ever before. At the call of the United Nations the International Women's Year 1975 was observed throughout the world by its member countries. The year was observed in Nepal under the Patronage of Her Majesty Queen Aishwarya Rajya Laxmi Devi Shah. The Legal Code, Sixth Amendment Ordinance, 1975 issued by His Majesty the King and various projects and programmes pertaining to women's uplift implemented in all the development regions of the country have been instrumental in providing the Nepalese women their social, political and economic rights and protections.

In February 1977, His Majesty constituted the Social Services National Co-ordination Council under the able supervision of Her Majesty the Queen. Established with a view to bring about co-ordination in the functions of various social organisations in Nepal, the Council also seeks to develop and expand effective service-system pertaining to social welfare. The Council has several sub-committees under it.

Historic Proclamations

His Majesty the King, in a proclamation to the nation on May 24, 1979, announced the holding of a national referendum on the basis of universal adult franchise. In this referendum all the eligible people were asked to vote, through secret ballot, on one of two choices: between the retention of the Panchayat System with suitable reforms, or else for the setting up of a multi-party system of Government.

Widely acclaimed in Nepal and outside, this proclamation was a glowing example of His Majesty's firm commitment to the finest norms of democracy, and the responsiveness and dynamism of the institution of Nepalese Monarchy in addition to being a land-mark in Nepal's constitutional history.

The historic proclamation of May 24, 1979 was followed by subsequent Royal Proclamations and Messages to the Nation. His Majesty the King announced on December 16, 1979 that whatever may be the outcome of national referendum, the election to the Legislature henceforth is to be through adult franchise, the Prime Minister elected by it and the Cabinet responsible to it. His Majesty the King also gave strict command to authorities concerned to conduct the national referendum fairly, freely and impartially. In this connection, a National Election Commission was constituted to conduct the national referendum accordingly.

The national referendum was held smoothly and without any impediment throughout the kingdom on May 2 of the year 1980. In the polls, the Panchayat System with suitable reforms received the popular mandate securing a total of 2,433,452 votes as against 2,007,965 votes by the multi-party system out of the total voting population of 7,155,438. The Panchayat System won majority votes in all the 14 zones and 54 districts out of the 75 districts of the Kingdom. It was a victory for the indigenous partyless political system which has been in vogue in Nepal for the last two decades. The people's verdict for reformed Panchayat system unfolded a new era in the political history of the kingdom of Nepal. The people of Nepal very enthusiastically celebrated 25th anniversary of the Panchayat system in 1987. While graciously addressing a function organised at the Royal Nepal Army Pavilion to mark King Mahendra Memorial and Constitution Day and the Silver Jubilee celebrations of the Partyless Democratic Panchayat System on December 16, 1985, His Majesty called upon all countrymen to participate in the Silver Jubilee celebrations with the realisation that "This system provides equal opportunity for all Nepalese to contribute in the fullest measure to the country's development and growth".

The Constitution Reforms Commission

After the announcement of the referendum result, His Majesty the King set up on May 21, 1980 an eleven-member Constitution Reforms Commission under the chairmanship of the then acting Chief Justice of the Supreme Court, Shree Basudev Sharma, to submit to him recommendations on the amendments to the existing Constitution of Nepal. The Commission submitted its recommendations to His Majesty the King at the Royal Palace.

Her Majesty Queen
Aishwarya Rajya Laxmi Devi Shah

Birth

Her Majesty Queen Aishwarya Rajya Laxmi Devi Shah was born on November 7, 1949 (Kartik 22, 2006 v.s.) at Lazimpat in Kathmandu. Her Majesty is the eldest daughter of Lieutenant-General Kendra Shumshere J.B. Rana and Mrs. Shree Rajya Laxmi Rana. Her family life from her childhood onward has remained a happy and interesting one.

Early Education

Her Majesty Queen Aishwarya had her early education at St. Helen's Convent, Kurseong (India), and St. Mary's School, Jawalakhel, Kathmandu. As Her Majesty was very young while at St. Helen's, memories of that school and that of its life remain dim inspite of the contribution it made in forming her future character.

St. Mary's School in Jawalakhel had just begun operating when Her Majesty the Queen was transferred to this school by her parents. To Her Majesty, St. Mary's was notable for the manner in which it inculcated in her,

[illegible] Majesty the Queen planting a sapling on the occasion of an [illegible] programme

HIS MAJESTY KING BIRENDRA BIR BIKRAM SHAH DEV

Birth

His Majesty King Birendra Bir Bikram Shah Dev, the eldest son of His late Majesty King Mahendra (the then Crown Prince) and the late Crown Princess Indra Rajya Laxmi Devi Shah, was born on the 28th of December 1945 at the Narayanhity Royal Palace, Kathmandu.

Ascension to the Throne

His Majesty King Birendra ascended the throne of the Kingdom of Nepal on the 31st of January 1972 (Magh 17, 2028) upon the sad and sudden demise of His Majesty King Mahendra.

Coronation

The auspicious Coronation of His Majesty King Birendra Bir Bikram Shah Dev was solemnised amidst Vedic rites on the 24th of February 1975(Falgun 12, 2031).

Childhood

His Majesty the King was brought up with loving care personally by his mother the late Crown Princess Indra Rajya Laxmi Devi Shah and later by Her Majesty Queen Mother Ratna Rajya Laxmi Devi Shah. His Majesty has three sisters and two brothers.

His Majesty accompanied the late King Tribhuvan and the late King Mahendra out of the Kingdom during the revolutionary upsurge of 1950-51.

Early Education

His Majesty had his early education at St.Joseph's School, Darjeeling (India). The education at St. Joseph's perfected His Majesty in the knowledge of the three R's apart from inculcating in him a strong sense of discipline. Back home during winter vacations every year His Majesty used to deepen his knowledge of the Nepali language, art, culture and tradition. He also kept himself in touch with people of various walks of life.

Heir to the Throne

His late Majesty King Mahendra declared him the Heir-Apparent to the Throne of the Kingdom of Nepal in a public proclamation on the 15th of March 1955 (Chaitra 1, 2011).

Higher Education

After the successful completion of education at St. Joseph's. His Majesty proceeded to Eton College, England in 1959 for further education. He spent close to five years as a student at Eton participating in all school activities like any other student.

At Eton the regimen was strictly followed together with the curriculum that the college prescribed for its students. The excellent guidance provided by the House Master and others is fondly remembered and the friendships formed then have endured. During his years at Eton, especially during vacations, His Majesty made extensive tours of several European countries. These tours widened the horizons of his knowledge.

His Majesty King Birendra was included in the Royal entourage during His late Majesty King Mahendra's State Visit to the United Kingdom in 1960. His Majesty was also an observer-participant in the first summit conference of Non-aligned nations held in Belgrade, Yugoslavia in 1961. His Majesty completed his studies at Eton in June 1964 and returned to Kathmandu visiting the Soviet Union, Iran and other countries en route.

Subha Upanayan

The 'Subha Upanayan' ceremony of His Majesty was solemnised amidst Vedic rites in April 1963. During this ceremony a Hindu puts on for life a sacred thread indicative of the assumption of Vedic responsibility.

Coming-of-Age Ceremony

The Coming-of-Age Ceremony of His Majesty was held on the 17th of September 1964 at Hanuman Dhoka Royal Palace, Kathmandu. During this ceremony His late Majesty the King conferred on him the title of Grand-master and Colonel-in-Chief of the Royal Nepal Army.

Wedding

The auspicious wedding of His Majesty the King was solemnised with Her Majesty Queen Aishwarya Rajya Laxmi Devi Shah in February 1970. Born on June 27, 1971, His Royal Highness Crown Prince Dipendra Bir Bikram Shah Dev is the first issue of the Royal couple. Her Royal Highness Princess Sruti Rajya Laxmi Devi Shah, their daughter, was born on October 15, 1976. Their Majesties were blessed with a third child, His Royal Highness Prince Nirajan Bir Bikram Shah on November 6, 1978.

World Conference on Religion, Philosophy and Culture

In March-April 1977, His Majesty, at the invitation of His Holiness Shankaracharya Jayendra of Kanchi Kamkoti Peeth, paid a weeklong unofficial visit to India

Our People's struggle for National Refunification is in essence. A struggle against domination and intervention by foreign iperialism and for National Sovereignth. The tragedy of National Davision our people suffer is an ample proff of cursed crimes of the imperialists who trample upon the destiny of other national in order to seek their aggressive ambitions. Our people are a homogeneous nation= they have lived in one and the same territory for five thousand years and are now unanimous in their desire to live independently as one nation in a unified country. If the United States had not occupied South Korea, our country would not have been divided into tw, and if it had not prevented Korea's reunification a long time age.

The great leader President Kim Il Sung, together with the dear Comrade Kim Jong Il, takes a bird's-eye view of Pyongyang from the top of the Koryo Hotel

By occupying South Korea and turning it into its nuclear base for aggresion, the United States not only stands in they way of our country's reunification, but also creates the danger of another war on the Korean peninsula and treatens peace and security in Asia and other parts of the world. To end the U.S. domination and internation in South Korea and

Dear Leader Im Jong L/, of PPR Korea Gaye

Reunify our country is a struggle to materialize the national desire of our people and, at the same time, a struggle against imperialism and for peace and security in Asia and throughout the world.

The fundamental position and plans of our party concerning the question of national reunification are known widely. Our party has consistently maintained that the country should be reunified by

founding the democratic confederal republic of Koryo on the three principles of independence, peaceful reunfication and great National Unity, Leaving the existing ideas and systems in the North and South

intact. Our plan for reunification conforms with the fundamental requirements and interests of our Nation and with the Internationally-recognized principles of peace and National Self-determination. It is a fair and realistic plan acceptable to both North and South. Therefore, our reunification plan enjoys active support from the fellow countrymen of all walks of life in the North and South, and abroad and the world's progressive people who value peace and justice.

Now in South Korea, the struggle to reunify the country is gaining greater momentum. As the anti-U.S., independent spirit increases among the South Korean People, the forces in vaour of reunification grow in strength and scope day by day, and the forces opposed to reunification become more and more isolated. The South Korean youth, students and other patriotic people are fighting bravely under the slogan of Anti-U.S. Independence, Anti-Fascist democracy and National reunification, in defiance of intensified fascist repression.

Our people's struggle to reunify the country joins the present main trend towards independence and sovereignty. All manner of the manoeuvers of those who go against the trend of history and oppose the reunification of Korea, cannot escape from shameful defeat. To reunify the country is the strong determination of the entire Korean Nation, and our people are firmly convinced that the great task of National reunification will be accomplished in the near futuc.

The great leader President Kim Il Sung and the dear Comrade Kim Jong Il inspecting newly-devised machines

RAVI RESINS (PVT) LIMITED

CONTACT FOR

ALL KINDS OF

AL KYD RASERS

P.V.C. RASER

ACRALIC BINDER (FOR LEATHER)

ACRALIC BINDER (FOR TEXTILES)

12, BARA DARI ROAD LAHORE - 35

PHONE-NOS. 710524 - 710324 - 710998 - 711884

TELEX : 4746 RRP PK.

TELEGRAM : "REICH PAK"

PRESIDENT KIM IL SUNG CALLS FOR REMOVING OF KOREAN BARRIER IN THE SOUTH KOREA

The great leader President Kim Il Sung and the dear Comrade Kim Jong Il

THE INTERNATIONAL DAY OF SOLIDARITY

EDITORIAL

The date 29 November is recognized as the International Day of Solidarity with the Palestinian People. It marks the day in 1947 when the United Nations adopted the Partition Resolution and symbolizes unfulfilled promises made to the Palestinians.

On 29 November, at the United Nations in New York and in capitals of countries large and small, the Day of Solidarity is observed by Governments, institutions and private groups. Various activities are organized to promote a deeper understanding of the question of Palestine and empathy for the plight of the Palestinian people.

The Day of Solidarity is the occasion to mobilize world opinion on the need to take action to enable the Palestinians to recover and exercise their inalienable national rights. At United Nations Headquarters, the Committee on the Exercise of the Inalienable Rights of the Palestinian People marks 29 November with a solemn ceremony in which speakers include the President of the General Assembly, the Secretary-General and the President of the Security Council. Messages of solidarity from world leaders are heard, as is a message from the Chairman of the Executive Committee of the Palestine Liberation Organization.

THE COMMITTEE ON PALESTINIAN RIGHTS

Over the past decade and more, the Committee on the Exercise of the Inalienable Rights of the Palestinian People has maintained the question of Palestine in the forefront of the United Nations' concerns.

A year after it was established in 1976, the Committee recommended a detailed programme for achieving Palestinian rights and resolving the question of Palestine. The Committee's recommendation, which concerned the right of return and the right to self-determination, have been repeatedly endorsed by the General Assembly. The Security Council has been unable to act on them so far.

The Committee's activities are designed to heighten international awareness about issues related to the problem of Palestine so as to facilitate a negotiated political solution. Its concerns deal, among other things, with the creation of settlements in the territories occupied by Israel, the refugee status of many Palestinians, the holy city of Jerusalem, human rights and the achievement of a comprehensive settlement. Since the General Assembly in 1983 called for an international peace conference on the Middle East, the Committee has been actively seeking to prepare the political ground for the convening of the conference, which would be attended by the permanent members of the Security Council, the parties concerned, including the Palestine Liberation Organization.

PERSONALITY OF THE MONTH

BEGUM SALMA TASADDAQUE HUSSAIN

Begum Salma **Tasaddaque** Hossain a famous lady of Pakistan was born in Gakhar in Distt. Gujranwala. Her father Mian Fazal-i-Illahi Baidil was a highly educated person and a man of letters,

but being very conservative did not allow her to join missionary school. However, he took special interest in her basic education in Urdu and Arabic.

At the age of fifteen she was married to Doctor Mian Tasaddaque Hossain of Batala, District Gurdaspur. She did her graduation after her marriage.

Inspired by Quaid-e-Azam's speeches she joined the Muslim League in 1937. Since then she took active part in practical politics under Quaid-e-Azam's guidance. In 1942 she attended Annual Conference of the All India Muslim League in Delhi and also attended a meeting of the Muslim Women held under the presidentship of Quaid-e-Azam.

Begum Salma Tasaddaque Hossain organized a group of Women and young ladies to work for the general elections to be held in 1946.

Later in 1946 she went to Bihar to help the Muslims during widespread communal disturbances in which a large number of Muslims were butchered and killed. On her way back from Bihar she met Mr. Gandhi in Delhi and protested against the brutal treatment of the Muslims at the hands of the Hindus.

In 1947 she along with other ladies led a protest procession against Mr. Khizar Hayat Tiwana's Government. As a result she was sent to jail with other ladies. In jail too she kept up the momentum.

After creation of Pakistan a general agitation and violence broke out everywhere and a large number of Muslims started moving towards Pakistan. Begum Salma Tasaddaque Hossain along with other ladies looked after the refugees in the camp at the Walton Airport Lahore. She also used to go to the Railway station to take care of the wounded and disposal of the dead. She was entrusted the difficult task of recovery of the abducted women in which connection she visited Delhi, and East Punjab.

In September 1947 Quaid-e-Azam sent her to New York as a member of the first delegation of Pakistan to the United Nations. On her way back from United Nations she stopped at London to represent Pakistan at the marriage ceremony of Queen Elizabeth II.

She was the elected member of the Provincial Legislative Assembly for 12 long years from 1946 to 1958 and was also a member of the provincial Muslim League's working committee and its Vice-President during 1954 to 1958. She introduced the Shariat Bill initially for safeguarding the rights of women on the basis of which a commission was set up.

She was the Secretary of the Punjab Muslim Women League from 1940 to 1958 and in 1947 was appointed as the Relief Secretary of the Muslim League Punjab and since then she had been associated with numerous organizations.

From 1951-52 she visited various countries of Western Europe. In 1952 she headed a delegation of Pakistan to the Colombo Conference of Non-Government Organizations affiliated to the U.N.O. In 1952 she attended U.N.O. Session in Paris.

In 1957 she visited China as a member of Pakistan's Parliamentary Delegation. On her way back she made a study tour of Japan.

In 1979 again she was sent to China by the President of Pakistan General Zia-ul-Haque. In 1975 she participated in the International Women's year at Islamabad. In 1977 attended Quaid-e-Azam's Centenary and presided at one of its Sessions at Islamabad and was awarded a Gold Medal.

In 1958 she was appointed Deputy Minister of Labour in the Government of West Pakistan. She is also at present associated with a large number of Social Organizations and is member of the Government Hospital visiting Committee, member of Secondary Board of Education and member of Ganga Ram Hospital's Government Body.

She has organized the House-wife's Association of Pakistan with the main aim and object of protecting the rights of the downtrodden women.

She has also founded an Anjuman called Anjuman-e-Darul Aloom-Islamia which has a comprehensive scheme for providing, Higher Islamic Education to men and women who could propagate Islam all-over the world.

At present a mosque called Masjid-e-Khadijatul Kubra ( ) is under contruction alongwith an institution of Islamic learning to be called "Jamia-e-Aisha Siddiqa (R.A.) ( ) When its first phase is completed, she intends to embark upon another venture and that is the completion of an Academy to be known as, Fatima-tuz-Zehra (R.A.) Seminar Hall ( ). Connected with the academy would be a well equipped library known as Mustafa Academy ( ).

امدادِ باہمی کے زرّیں اصولوں کے تحت معزز ممبران کی

ترقی وخوشحالی کی شاہراہ پر گامزن

دِی مُسلم کوآپریٹو ڈویلپمنٹ کارپوریشن لمیٹڈ

ہم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے امدادِ باہمی کے زرّیں اصولوں کے مطابق اپنی درج ذیل برانچوں کی وساطت سے چھوٹے کاشتکاروں، دکانداروں اور صنعت کاروں کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں، کارپوریشن کا مستعد اور بااخلاق عملہ ہمہ تن مصروف کار ہے

برانچیں

- مُسلم ٹاؤن — راولپنڈی
- مشین محلہ ۳ — جہلم
- غلہ منڈی۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ
- مین بازار — روات
- لاری اڈہ — جھاوریاں
- مین بازار ڈھڈیال۔ چکوال
- کلرکہار۔ ضلع چکوال
- پنڈدادنخان مین بازار
- پنجند تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال
- مین کوہاٹ روڈ ،
- جنڈ۔ ضلع اٹک
- — لاہور

- ڈھوک سیداں چوک شیخ بھارا راولپنڈی
- مین بازار ڈنگہ۔ ضلع گجرات
- لاری اڈا کنگن پور ضلع قصور
- مین بازار۔ شاہ پور صدر
- صرافہ بازار۔ بھلوال
- ملہاں مغلاں ضلع چکوال
- چوہا سیدن شاہ
- ٹمن — ضلع چکوال
- فوارہ چوک اٹک ضلع جہلم
- پنڈی گھیب
- کھیوڑہ — ضلع جہلم ،
- — مرید کے

- بھارا کہو — ضلع اسلام آباد
- مین بازار — شیخوپورہ
- تھینگ موڑ۔ ضلع قصور
- منڈی بہاؤ الدین ضلع گجرات
- جی ٹی روڈ — کھاریاں
- لاری اڈہ دولتالہ ضلع راولپنڈی
- لبشارت۔ ضلع چکوال
- للہ ٹاؤن تحصیل پنڈ دادنخان
- چینجی تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال
- چھب — ضلع اٹک
- میانی اڈہ — ضلع چکوال
- — گوجرانوالہ ،

- جی ٹی روڈ — گوجرخان
- سرکلر روڈ — قصور
- سٹی روڈ۔ سرگودھا
- مین روڈ جوہر آباد ضلع خوشاب
- کچہری روڈ۔ چکوال
- بھون — ضلع چکوال
- پنن وال تحصیل پنڈ دادنخان
- مین روڈ — تلہ گنگ
- مین بازار۔ فتح جنگ
- نرسری برانچ — کراچی
- مجوزہ — ملک وال ،
- ملتان خورد ،

منجانب :- سید ظہور حسین نوشاہی ڈائریکٹر / کنٹرولر آف برانچز

ہیڈ آفس : دی مُسلم کوآپریٹو ڈویلپمنٹ کارپوریشن لمیٹڈ

۵۹۰ رجبی ناشن تھری کمپلیکس روڈ اسلام آباد فون : ۸۵۵۸۶۲ و ۸۵۴۷۱۰

زونل آفس : ۱۔ کچہری روڈ چکوال ۲۔ مین روڈ تلہ گنگ چکوال ۳۔ اوریگا کمپلیکس گلبرگ لاہور

MONTHLY YOUTH INTERNATIONAL ماہنامہ یوتھ انٹرنیشنل
(URDU ENGLISH) Reged No L 8503

EDITOR-IN-CHIEF
Mohammed Siddique-ul-Qadri

ASSISTANT EDITORS
Dr.Sarfraz.H.Bokhari
Tajammal Hussain Anjum
M.Wasim Bhatti
Shahnaz Rashid

SPACIAL CORRESPENDENT
G.M.Qadri

REPORTERS
Miss.Samina Qadri
Tauseef-ul-Qadri
Manzar Waheed

Circulation Manager
ABDUL SATTAR

Correspondants :
Islamabad : Tahar Javaid
Karachi : Abdul Rafique,
Queeta : Sarfraz Alam, M. Riaz
Peshawar : Gul Ghani,Mohd. Riaz
Gilgit : Shehzada Hussain

Foreign Correspondants
West Germany : M. Arif Salimi
Saudia Arabia : Sultan Ahmed
Canada : Zubair Chaudry
England : M. akram
U.S.A : Kanwar Saeed

Address for Correspondance
The Monthly youth International
Awan-e-Auqaf Building (Near High Court)
P.O Box 2346, G.P.O. Lahore (Pakistan)
Publisher : Mohammed Siddique-ul-Qadri
Monthly Youth International
(Urdo, English) Tel : 54729

Printed by Jisarat Printers
24 Sircular Road, Lahore.

Price:- Rs. 15.00

IMPORTANT ARTICLES

* Editorial ---------------------------6
The international day of Solidarity
The committee on Palestinian Rights
* Personality of the month -------------7
Begum Salma Tasaddaque Hussain.
* President kim il sung calls for
Barrioer in the South Korea -------- 9
* His Majesty King Birendra Bir Bikram
Shah Dev -- 12
* Her Majesty Queen Aishwarya Rajya
Lazmi Devi Shah 15
* Palestinian Rights -------------------19

YOUTH INTERNATIONAL
ماہنامہ یوتھ انٹرنیشنل

29 NOVEMBER

THE INTERNATIONAL DAY OF SOLIDARITY WITH THE PALESTINIAN PEOPLE

For almost four decades UNRWA has been educating Palestine refugees. Today it provides 635 schools for 350,000 children; eight training centres for 5,000 students; and 350 university scholarships a year.